

اندھیری رات کے مسافر

نسیم حجازی

حصہ دوم

انگوا

عمیر اور اس کے ساتھی، سعید کے گھر سے کچھ دور کے اور عمیر نے گھوڑے سے اتر کر نتبہ سے کہا۔ آپ یہیں ٹھہریں! میں ابھی اس کا پتہ لگا کر آپ کو اطلاع دوں گا۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ نتبہ نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ دو سواروں نے ان کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں اور تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے صحن میں داخل ہوئے

سعید! سعید! عمیر نے آوازیں دیں

مکان کے دائیں طرف سے دو نوکر نمودار ہوئے اور ان میں سے ایک بھاگ کر آگے بڑھا اور اس نے کہا۔ وہ یہاں نہیں ہیں

اتنی دیر میں زبیدہ اور منصور بھی درمیانی کمرے سے نکل کر برآمدے میں آگئے اور اضطراب کی حالت میں عمیر اور اس کے ساتھی کی طرف دیکھنے لگے۔ عمیر نے آگے بڑھ کر کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ سعید اندر ہے۔ میں اسے ایک ضروری پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔

زبیدہ نے جواب دیا۔ وہ اندر نہیں آپ دیکھ سکتے ہیں

عمیر کچھ کہے بغیر اندر داخل ہوا اور یکے بعد دیگرے نچلی منزل کے کمروں کی تلاشی لینے کے بعد زینے سے اوپر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے مکان کا کونہ کونہ چھان مارا۔ اس عرصہ میں نتبہ خاموشی سے صحن میں کھڑا زبیدہ کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا۔ عمیر مکان کی تلاشی سے فارغ ہو کر زبیدہ کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ کس طرف گیا ہے؟

زبیدہ نے کہا عمیر! میں جھوٹ نہیں کہتی۔ سعید اپنے والد کے ساتھ غرماٹہ گیا تھا اور ابھی تک ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا۔

لیکن عمیر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ ابھی تک اس کی تسلی نہیں ہوئی با آ خر غتبہ نے کہا۔
 عمیر! یہاں وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ آؤ چلیں!
 عمیر کچھ دیر تذبذب کی حالت میں زبیدہ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے منصور
 سے پوچھا۔ منصور! تم نے بھی اپنے ماموں کو یہاں نہیں دیکھا؟
 نہیں! اس نے جواب دیا

یہ سن کر عمیر جلدی سے غتبہ کی طرف بڑھا اور پھر وہ دونوں مکان سے باہر نکل
 گئے۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔
 غتبہ نے کہا۔ نوکروں کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ سعید یہاں نہیں ہو سکتا۔ تمہیں
 مکان کی تلاشی لینے کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم یہ واضح ہے کہ وہ عورت ہمیں دیکھتے ہی
 سہم گئی تھی۔

عمیر نے کہا اگر آپ مجھے ذرا سی سختی کرنے کی اجازت دیں تو وہ سب کچھ بتا
 دیگی۔

غتبہ نے جواب دیا۔ ابھی نہیں جب سختی کرنے کی ضرورت پیش آنے لگی تو میں
 تمہیں منع نہیں کروں گا۔ اگر سعید یہاں آتا تو خالد بن زہرہ کے متعلق سننے کے بعد
 اس گھر کی فضائیتینا مختلف ہوتی!

عمیر نے پوچھا آپ کے خیال میں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
 میرے خیال میں اب ہمیں یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔ اگر سعید غرناطہ نہیں پہنچ گیا تو
 ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی یہاں پہنچ جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زخمی ہو اور اپنے
 گھر آنے کی بجائے کسی اور بستی میں پناہ لے چکا ہو۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ اس
 صورت میں بھی وہ کسی کو اپنے متعلق اطلاع دینے کے لئے یہاں ضرور بھیجے گا۔
 جب تک اس کا بھانجا یہاں موجود ہے وہ اس علاقے سے کہیں دور نہیں جاسکتا۔ اس
 لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس گھر میں آنے جانے والوں کے متعلق باخبر رہیں۔

عمیر نے کہا۔ چلے! آپ ہمارے گھر میں آرام کیجئے۔ میں وہاں سے اپنے نوکروں کو اس جگہ پہرہ دینے کے لئے بھیج دوں گا۔ ہاں! آپ کو یہ تو اطمینان ہے نا کہ وزیر اعظم ابا جان کو جلدی واپس نہیں آنے دیں گے۔ میں ابھی تک یہ خطرہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر وہ اچانک یہاں پہنچ گئے تو پھر مجھے سخت الجھن کا سامنا کرنا پڑے گا۔

غتبہ نے کہا میں کتنی باریہ بہ چکا ہوں کہ موجودہ حالات میں وہ وزیر اعظم کے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اگر مجھے یہ اطمینان نہ ہوتا تو میں اس گاؤں میں پاؤں رکھنے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ تمہارے والد تمہیں تو معاف کر سکتے ہیں لیکن مجھ پر کبھی رحم نہ کریں گے۔ جب ہمیں سعید اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اطمینان ہو جائے گا تو وزیر اعظم کے لئے تمہارے ابا جان کو یہ سمجھانا مشکل نہ ہوگا کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ملک اور قوم کی بہتری کے لئے تھا۔ اب یہاں سے چلو! جب تک تمہارے آدمی پہرہ دینے کے لئے یہاں نہیں پہنچ جاتے، ہمارا ایک آدمی اس مکان کی نگرانی کرتا رہے گا۔

تموڑی دیر بعد وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر عمیر کے گھر کا رخ کر رہے تھے۔



عمیر کو گھر پہنچتے ہی ایک غیر متوقع صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈیوڑھی کا دروازہ کھلا تھا لیکن اس پاس کوئی نوکر موجود نہ تھا۔ صرف گاؤں کے چند آدمی ڈیوڑھی سے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھو کر آگے بڑھے لیکن عمیر نے گھوڑے سے اترتے ہی سوال کیا۔ ہمارے آدمی کہاں چلے گئے؟

ایک بوڑھے آدمی نے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے جواب دیا۔ معلوم نہیں وہ کہاں ہیں۔ صبح میں نے آپ کے دونوں نوکروں کو گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر جاتے دیکھا تھا اس کے بعد شاید باقی نوکر بھی کہیں چلے گئیں ہیں۔ ابھی آپ کی خادمہ انہیں

تلاش کر رہی تھی۔

عمیر نے پریشان ہو کر عتبہ کی طرف دیکھا اور پھر جاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا اور گھوڑوں کو اصطبل میں بھجوانے کے بعد عتبہ کو مہمان خانے کے اندر لے گیا۔

عمیر! کی بات ہے؟ عتبہ نے سوال کیا۔ تم بہت پریشان نظر آتے ہو۔
اس نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔ عاتکہ گھر میں نہیں ہے۔ وہ صبح ہوتے ہی کہیں چلی گئی تھی۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ سعید زخمی ہے اور اس پاس کسی جگہ چھپا ہوا ہے

عاتکہ نصیر کی بیٹی؟

ہاں! مجھے پہلے ہی اس بات کا خدشہ تھا کہ اگر سعید اس طرف آیا ہے تو وہ عاتکہ کو ضرور اطاع دے گا۔

عمیر نے چند بار سرسری طور پر عتبہ سے اپنی غم زدہ کا ذکر کیا تھا لیکن اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اسے سعید کے ساتھ بھی کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنے ذہنی اضطراب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ممکن ہے کہ گاؤں میں کسی سہیلی کے پاس گئی ہو؟

وہ صبح سواری کے بہانے گھر سے نکلی تھی اور ابھی تک واپس نہیں آئی باہر سے کوئی ایچی اس کے پاس آیا تھا؟

نہیں! لیکن صبح جب وہ جموڑی دیر کے لئے گھر سے باہر گئی تو یہ کہہ کر گئی تھی کہ میں سعید کے گھر جا رہی ہوں۔ اس کے بعد وہ واپس آتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر پھر کہیں اور چلی گئی۔ گاؤں والوں سے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ جنوب کا رخ کر رہی تھی۔ آپ یہیں ٹھہریں، میں جاتا ہوں!

تم کہاں جا رہے ہو؟

میں دوبارہ سعید کے گھر جا رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے وہاں سعید کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی ہوگی اور اس نے یہ بتا دیا ہوگا کہ میں فلاں جگہ پہنچ کر تمہارا انتظار کروں گا۔

اب تم وہاں جا کر کیا کرو گے؟
مجھے اس کی خادمہ اور بھانجے سے یہ معلوم کرنے میں دیر نہیں لگے گی کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ اگر مجھے ان کی کھال اتارنی پڑی تو بھی میں دریغ نہیں کروں گا۔
تم اطمینان سے یہاں بیٹھ جاؤ!
میں اطمینان سے بیٹھ جاؤں؟ عمیر حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔
ہاں! تم اب باہر نہیں جا سکتے!
لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں!

غتبہ نے اطمینان سے جواب دیا۔ عقل کی کوئی بات بھی اس وقت تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اس وقت تم یہ نہیں سوچ سکتے کہ تم حامد بن زہرہ کے نواسے کے گھر جا رہے ہو اور اس کی بلکی سی چیخ پر ہستی کے لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ تم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر وہاں جا کر تمہیں سعید کا ٹھکانا معلوم بھی ہو جائے تو بھی تمہیں اس کا پیچھا کرنے کے لئے اس ہستی کے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ پھر اگر حاتکہ اس کے ساتھ ہے تو اس علاقے میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات کر سکے!

لیکن میں حاتکہ کو ہر قیمت پر واپس لانا چاہتا ہوں
اب تم اسے واپس نہیں لاسکتے لیکن میں اسے واپس لاسکتا ہوں۔ بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے میری بات سنو!

عمیر نڈھال سا ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور غتبہ نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب ہماری آخری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ سعید کے بھانجے کو پکڑ کر لے

جائیں۔ اس کے بعد سعید کو یہ پیغام بھیجا جاسکتا ہے کہ اگر حاتکہ کو ہمارے سپرد نہ کیا گیا تو تمہارے بھانجے کو سینہ خانے بھیج دیا جائے گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ دونوں کس طرح ہمارے قابو میں آتے ہیں لیکن اس لڑکے کو پکڑنے کے لئے یہ وقت موزوں نہیں۔ ہم رات کے وقت ان کے گھر پر چھاپہ ماریں گے اور جب تک رات نہیں ہو جاتی تمہاری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ ایک دو قابل اعتماد آدمیوں کے ساتھ ان کے مکان پر پہرہ دیتے رہو۔ ورنہ میرے نوکر تمہارا ساتھ دیں گے۔ لیکن تمہیں گھر سے کافی دور رہنا چاہیے اور اس پاس گاؤں کے کسی آدمی کو یہ شک کرنے کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ تم کسی مہم پر آئے ہو اب تم جاسکتے ہو۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر تم نے میری ہدایات کی ذرہ بھر خلاف ورزی کی تو آج سے ہمارے راتے جدا ہوں گے۔

عمیر نے کہا آپ کی تجویز تو ٹھیک ہے لیکن میرے دل میں یہ خدشہ ابھی تک باقی ہے کہ اگر ابا جان اچانک یہاں پہنچ گئے تو ہمیں انتہائی خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی موجودگی میں منصور کے گھر پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر کی ضرورت ہوگی اور گاؤں کا کوئی آدمی ہمارا ساتھ نہیں دے گا۔ مجھے صرف اپنی جان کا خطرہ نہیں بلکہ آپ کو بچانا بھی میرے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے آپ میری بات مانیں۔ ہمیں منصور کو پکڑ کر یہاں سے بھاگنے میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔

غتبہ نے بگڑ کر کہا۔ مجھے کتنی بار تمہاری تسلی کرنی پڑے گی کہ تمہارے ابا جان یہاں نہیں آئیں گے۔ میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اب شاید تمہیں یہ بتانا ضروری ہو گیا ہے۔ کہ وہ قطعاً سفر کے قابل نہیں اور کئی دن تک ان سے تمہاری ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر تم مزید تسلی چاہتے ہو تو میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ انہیں کسی طبیب کے گھر پہنچا دیا گیا ہے اور طبیب کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے

کہ وہ کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد تم جی بھر کر ان کی تمبار داری کر سکو گے اور ممکن ہے کہ چند دن بعد ان کا غصہ دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ لیکن مجھے جو اطلاع ملی تھی اس سے میرا اندازہ یہی ہے کہ آئندہ تمہارے درمیان تلخ کلامی کی نوبت نہیں آئے گی۔ قدرت نے ان کی قوت گویائی سلب کر لی ہے۔

عمیر کچھ دیر سکتے کے عالم میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا لیکن میں تمام وقت ان کے ساتھ تھا۔ آپ کو یہ اطلاع کب ملی تھی؟

علی الصبح محل سے ایک ایلچی آیا تھا۔ تم اس وقت سو رہے تھے اور میں نے اس مہم کی اہمیت کی پیش نظر تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ تم اس بات سے خفا تو نہیں ہو؟

عمیر نے جواب دیا۔ آپ کو یہ خیال کیسے آیا کہ ایک بیمار آدمی کی گالیاں سننے کا شوق مجھے آپ کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کر دے گا۔ آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ میں ان سے ڈرتا ہوں۔ مجھے صرف یہ خدشہ تھا کہ وہ ہماری پریشانیوں میں اضافہ نہ کریں۔ ابھی میں اندر گیا تھا تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں باپ کی زندگی میں شاید دوبارہ یہاں نہیں آؤں گا اور شاید مرتے ہوئے بھی وہ میرے سوتیلے بھائیوں کے لئے یہ وصیت چھوڑ جائیں کہ ان کی وراثت میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن مجھے اس بات کا کوئی افسوس نہیں۔ میں یہ عہد کر چکا ہوں کہ میں ہر قیمت پر اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کروں گا۔

غتبہ نے کہا۔ تم اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد گھائے میں نہیں رہو گے۔ تمہارے سوتیلے بھائی تمہاری مرضی کے بغیر سینخانے سے واپس نہیں آئیں گے۔ میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ جب جنگ کے خطرات ختم ہو جائیں گے تو فرڈیننڈ تمہیں بڑی سے بڑی عزت کا مستحق سمجھے گا اور میری کوشش یہی ہوگی کہ میرا دوست اس علاقے کا سب سے بڑا سردار ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری ایک

خواب نش شاید کبھی پوری نہ ہو سکے۔ مجھے وہ لڑکی بہت ضدی معلوم ہوتی ہے اور اگر وہ سعید کے لئے اپنے جابر چچا سے بغاوت کر سکتی ہے اور اپنا گھر بار چھوڑنے کا خطرہ مول لے سکتی ہے تو اب وہ آسانی سے تمہارے قابو میں نہیں آئے گی۔

عمیر نے کہا۔ مجھ سے اس کی نفرت کی وجہ سعید ہے۔ جب ہم اس سے نیٹ لیں گے تو خاتکہ کو راہ راست پر لانا مشکل نہیں ہوگا۔

عتبہ نے کہا لیکن پہلے تم نے کبھی یہ نہیں بتایا کہ وہ لڑکی تمہارے لئے اتنی اہم ہے ؟

میں ہمیشہ یہ سوچا کرتا تھا کہ کسی دن میں آپ سے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواب نش بیان کروں گا اور آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے

عتبہ نے کہا مجھے یقین ہے کہ سعید اور اس کے بھانجے کی خاطر وہ لڑکی بڑی سے بڑی قربانی دینے پر تیار ہو جائے گی لیکن اگر تم یہ چاہتے تو کہ کسی دن اس کی نفرت دور ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ صبر اور حوصلے سے کام لینا پڑے اگر وہ بہت زیادہ بد دماغ ثابت ہوئی تو ممکن ہے کہ اسے راہ راست پر لانے کے لئے ہمیں کھیساکے محکمہ احتساب کی خدمات حاصل کرنا پڑیں اور پھر کسی دن تمہیں ایک نجات دہندہ کی حیثیت سے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگر اس مسئلہ میں تم میرا تعاون چاہتے ہو تو میں تم سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ تم ہر بات میں میری ہدایات پر عمل کرو گے۔

عمیر نے جواب دیا میری طرف سے ذرہ بھر کوتاہی نہیں ہوگی۔ خاتکہ کو حاصل کرنا میری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے

عتبہ نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اچانک منہ پھیر لیا



آدھی رات کے قریب زبیدہ کو گہری نیند کی حالت میں ایسا محسوس ہوا کہ کوئی

کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ کمرے کے ایک کونے میں چراغ ٹٹمٹما رہا تھا۔ منصور اس کے قریب دوسرے بستر پر گہری نیند سو رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر اپنی انگلی سے بتی کی راکھ جھاڑ دی۔ چراغ میں تیل ڈالا اور دروازے کی کھٹکھٹاہٹ کو اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ بستر پر لیٹ گئی۔

چند ثانیے بعد کسی نے دوبارہ دستک دی

کون ہے؟ اس نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا

جواب میں نوکر کی آواز سنائی دی۔ میں ہوں دروازہ کھولنے۔ جلدی کیجئے! ایک

آدمی سعید کا پیغام لایا ہے

زبیدہ بھاگ کر دروازے کے قریب پہنچی لیکن زنجیر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کچھ سوچ کر رک گئی

وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے سوال کیا

نوکر نے جواب دیا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ سعید کی حالت خراب ہے اور اس نے منصور کو بلایا ہے۔

سعید کہاں ہے؟ زبیدہ نے جلدی سے دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا

ایک آدمی نے اچانک اس کی گردن دبوچ کر پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ سعید کہاں ہے!

آنکھ جھپکنے میں نوکر کے علاوہ تین اور آدمی کمرے کے اندر آچکے تھے۔ اور زبیدہ

سکتے کے عالم میں عمیر اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

عمیر نے اپنی تلوار کی نوک اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ اگر تم نے شور مچانے کی ذرا بھی کوشش کی تو مجھے تمہارا سر قلم کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔

اب بتاؤ! سعید اور عاتکہ کہاں ہیں؟

دوسرے آدمی نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا لیکن وہ عمیر کو جواب دینے

کی بجائے نفرت اور بے بسی کی حالت میں اپنے نوکر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نوکر کے چہرے پر تازہ ضربوں کے نشان تھے اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے زبیدہ کی طرف دیکھا اور سر جھکاتے ہوئے کہا

میں بے قصور ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں نے دروازہ نہ کھلوا یا تو ہم مکان کو آگ لگا دیں گے۔

عمیر نے گرج کر کہا۔ اسے اس کے ساتھی کے پاس لے جاؤ اور دونوں کو اچھی طرح باندھ دو۔ اگر کوئی شور مچانے کی کوشش کرے تو فوراً قتل کر دو۔۔۔۔۔!

اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ گھوڑے اندر لے آئیں اور جب تک ہم ان سے فارغ نہیں ہوتے ایک آدمی صحن سے باہر کھڑا رہے۔

دو آدمی نوکر کو پکڑ کر باہر لے گئے۔

زبیدہ نے کہا عمیر! خدا کا خوف کرو۔ یہ حامد بن زہرہ کی بیٹی کا گھر ہے۔ اپنے خاندان کی اراج رکھو!

عمیر پلایا۔ میرے خاندان کی رسوائی کا باعث تم ہو۔ بتاؤ نائیکہ کہاں ہے؟

نائیکہ؟

عمیر نے اس کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ اب تم مجھے دبوکا نہیں دے سکتیں۔ مجھے معلوم ہے کہ سعید یہاں آیا تھا اور نائیکہ اس کے ساتھ جا چکی ہے۔

نہیں خدا کی قسم! سعید یہاں نہیں آیا

غتبہ نے کہا۔ عمیر! تم وقت ضائع نہ کرو۔ اس لڑکے کو اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ میں ان لوگوں سے پیٹنا جانتا ہوں۔

عمیر جلدی سے بستر کی طرف بڑھا اور منصور کو جھنجھوڑنے لگا۔ منصور نے خوفزدہ ہو کر چیخ ماری لیکن عمیر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ اگر شور مچاؤ گے تو میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔ بتاؤ تمہارا ماموں کہاں ہے؟

زبیدہ عمیر کا گریبان پکڑ کر چلائی۔ خدا کے لئے اسے کچھ نہ کہو۔ اسے سعید کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

عمیر نے اسے پوری قوت سے تھپڑ مارا اور وہ ایک طرف گر پڑی۔ منصور غنبناک ہو کر اٹھا اور عمیر پر ٹوٹ پڑا لیکن غنبنہ نے اس کی گردن پکڑ کر دھکا دے دیا۔ اور وہ دیوار کے ساتھ ٹکرا کر فرش پر گر پڑا۔ اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمیر نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر ارات ماری اور وہ گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

غنبنہ نے کہا اسے اٹھا کر باہر لے جاؤ!

عمیر منصور کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکلنے لگا تو زبیدہ نے دہائی دینے کی کوشش کی لیکن غنبنہ نے تلوار کی نوک اس کے سینے پر رکھتے ہوئے کہا بڑھیا! اگر تمہیں اس لڑکے کی زندگی عزیز ہے تو خاموش رہو۔ اب اس کی جان بچانے کی ایک ہی صورت ہے۔ تم سعید کو یہ پیغام بھیج دو کہ نائیک کو اس کے گھر پہنچا دے اور اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دے۔

زبیدہ نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ سعید نے آپ کا کیا جرم کیا ہے لیکن وہ گھر نہیں آیا اور مجھے نائیک کے متعلق بھی کچھ معلوم نہیں۔

غنبنہ نے کہا۔ ممکن ہے کہ ابھی تک تم ان کے متعلق بے خبر ہو لیکن ہمیں یقین ہے کہ سعید کہیں آس پاس چھپا ہوا ہے اور اگر وہ زندہ رہا تو اپنے بھانجے کے پاس ضرور آئے گا۔ تم اسے ہماری طرف سے یہ پیغام دے سکتی ہو کہ اگر اس نے لوگوں کے ہمارے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنے بھانجے کی لاش بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ ہم اس کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک غرناطہ کو مزید تباہی سے بچانے کی آخری صورت یہی ہے کہ شہر پسندوں کو از سر نو جنگ کی آگ بھڑکانے کا موقع نہ دیا جائے۔ اس سے زیادہ تمہیں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارے نوکر صبح تک

اپنی کٹھڑی میں بندر بنے چاہئیں اور اس کے بعد انہیں آزاد کرتے ہوئے تمہیں یہ تسلی کر لینی چاہیے کہ وہ ہمارے متعلق اپنی زبانیں بند رکھیں گے۔ اگر ہمیں دوبارہ یہاں آنا پڑے تو ہم کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

زبیدہ بے اختیار غتبہ کے پاؤں پر گر پڑی۔ خدا کے لئے ان کی جان بچاؤ! میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی۔ میں قسم کھاتی ہوں لیکن غتبہ کمرے سے باہر نکل گیا۔



تموڑی دیر بعد وہ مکان سے کچھ دور کھڑے تھے اور غتبہ عمیر سے کہہ رہا تھا اب تم اطمینان سے گھر جاؤ۔ میں اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اگر عاتکہ کہیں اس پاس ہے تو وہ بہت جلد واپس آئے گی اور اگر وہ واپس نہ آئی تو بھی ہمیں یہ معلوم کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی کہ وہ کہاں ہے پھر وہ اپنے ایک اور ساتھی سے مخاطب ہوا۔ ضحاک! میں تمہیں ایک نہایت اہم ذمہ داری سونپ رہا ہوں۔ یہ لوگ منصور کی جان بچانے کے لئے اس لڑکی کو فوراً واپس لانے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے تمہیں مکان سے قریب چھپ کر ساری رات پہرہ دینا ہوگا۔ اگر کوئی اس گھر سے باہر نکلے تو تم اس کا پیچھا کرو۔ وہ گاؤں کے جس مکان کا رخ کرے گا وہاں شاید عاتکہ کے علاوہ چند اور خطرناک باغی بھی موجود ہوں۔ تمہیں مکان سے ذرا دور رہ کر کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ اگر تم کسی لڑکی کو وہاں سے نکلے ہوئے دیکھو تو اسے یہ شک نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ یا تو بھاگتی ہوئی پہلے اس مکان کا رخ کرے گی اور اس کے بعد اپنے گھر جائے گی۔ ورنہ سیدھی اپنے گھر کا رخ کرے گی۔ دوسرے آدمیوں کو گرفتار کرنے کے لئے ہمیں کسی جلد بازی سے کام لینے کی ضرورت نہیں۔ ہم حالات کے مطابق سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھائیں گے۔

عمیر نے کہا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ گاؤں سے مزید چند نوکر بھی ان کے ساتھ رہیں اور جب نائک کی جائے پناہ کا پتا چل جائے تو وہ باقی رات وہاں پیہرہ دیتے رہیں۔

غتبہ نے جواب دیا تم صرف ایک آدمی کو نحاک کی رہنمائی کے لئے بھیج سکتے ہو اور اس کا کام صرف اتنا ہو گا کہ وہ دے پاؤں نحاک کا پیچھا کرے اور بوقت ضرورت تمہیں خبردار کر دے۔ دوسرے آدمیوں کو صرف گاؤں سے باہر جانے والے راستوں کی دیکھ بھال کرنا چاہیے۔ میں اپنے تین آدمیوں کو تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں اور وہ گاؤں سے باہر جانے والے راستوں کا نا کہ بندی کے لئے تمہارے نوکروں کی مدد کریں گے لیکن تمہیں کسی حالت میں کسی گھر پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں ورنہ تمہیں گاؤں کی پوری آبادی کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس صورت میں شاید تمہیں نائک سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں۔ اگر نائک کی واپسی کے بعد کسی اور آدمی نے گاؤں سے بھاگنے کی کوشش نہ کی تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ زخمی ہے اور ہم جب چاہیں انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں کہ تم اس گاؤں کی پوری آبادی پر ہاتھ ڈال سکو۔

میں سردست اس لڑکے کو غرناطہ کی بجائے ویگا میں اپنے گھر رکھنا چاہتا ہوں اور فی الحال نائک کو بھی اس گاؤں میں رکھنا مناسب نہیں ہو گا۔ اگر وہ منصور کی جان بچانے کے لئے گھر واپس آ سکتی ہے تو اس کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جانا بھی تمہارے لئے مشکل نہیں ہو گا۔ اس صورت میں ہم کئی الجھنوں سے بچ جائیں گے۔ اب اگر تم کچھ دیر خاموش رہ سکو تو میں نحاک کو چند اوردہ ایت دینا چاہتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ نحاک کی طرف متوجہ ہوا۔ تم میری بات غور سے سنو۔ یہ ضروری نہیں کہ نائک اور اس کے ساتھی اس گاؤں میں چھپے ہوئے ہوں۔ ایک آدمی احتیاطاً تمہارا گھوڑا پکڑ کر کھڈ کے پار موجود رہے گا۔ اگر اس گھر کا کوئی آدمی سوار ہو کر باہر

اُگلے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کہیں دور جا رہا ہے۔ اس لئے تمہیں تنہا اس کا پیچھا کرنا پڑے گا تا کہ اسے شک نہ ہو۔ اگر وہ اس علاقے کی کسی اور بستی میں چھپا ہوا ہو تو تم اس کی جائے پناہ دیکھتے ہی مجھے اطلاع دو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس گھر سے پیغام لے جانے والے سوار کی رہنمائی میں کسی اور جگہ کی بجائے غرناطہ پہنچ جاؤ اور وہ سب وہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں۔ اس صورت میں تم ان کی جائے پناہ دیکھتے ہی سیدھے کوئوال کے پاس جاؤ!

یہ! اس نے اپنی انگلی سے ایک انگوٹھی اتار کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ کوئوال بہت محتاط آدمی ہے۔ جب سے اس کے چند آدمی غرناطہ کے راستے میں مارے گئے ہیں وہ ہر آدمی کو حریت پسندوں کو جاسوس خیال کرتا ہے۔ اگر اسے اس بات کا یقین نہ آئے کہ تم میری طرف سے آئے ہو تو اسے یہ انگوٹھی دکھا دو پھر وہ تمہاری ہر ممکن مدد کرے گا۔

تموڑی دیر بعد غتبہ اور تین سوار جنہیں اس نے اپنے ساتھ رہنے کے لئے منتخب کیا تھا وہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔ ایک سوار نے منصوبہ کو اپنے آگے ڈال رکھا تھا۔ اس نے نیم بے ہوشی کی حالت میں ان کی باتیں سنی تھیں اور کچھ دیر چلنے کے بعد جب وہ سڑک چھوڑ کر دائیں ہاتھ ایک تنگ پگڈنڈی پر سفر کر رہے تھے اسے پوری طرح ہوش آچکا تھا۔ تاہم خوف کے باعث اسے سیدھا ہو کر بیٹھنے یا کسی سے ہمکلام ہونے کی جرأت نہ تھی۔



جعفر کی آمد اور تیسرے آدمی کا پیغام

سعید کو نیم بے ہوشی کی حالت میں خاتکہ کی آواز سنائی دی تو وہ چند منٹ اسے ایک خواب سمجھ کر بے حس و حرکت پڑا رہا۔

خاتکہ بار بار بدریہ سے پوچھ رہی تھی۔ انہیں ابھی تک ہوش کیوں نہیں آیا؟ اور بدریہ اسے تسلی دے رہی تھی۔ آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ یہ دوا اب بہت جلد اثر کرے گی لیکن ان سے گفتگو کرتے ہوئے ہمیں بہت متناظر رہنا چاہیے۔

خاتکہ نے کہا میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ یہ مجھے یہاں دیکھ کر خفا نہ ہو جائیں۔ جب یہ گھر کے حالات پوچھیں گے تو میں ان سے یہ بات کیسے چھپا سکوں گی کہ ہم نے حامد بن زہرہ کے قاتلوں کو راستے میں دیکھا تھا۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ گاؤں سے کسی آدمی کو منصور کے گھر بھیج کر وہاں کے حالات معلوم کریں مجھے یقین ہے کہ جب یہ ہوش میں آکر مجھے دیکھیں گے تو ان کا پہلا سوال منصور ہی کے متعلق ہوگا۔

سلیمان نے کہا اگر ولید نے جعفر کو یہ بتا دیا کہ سعید یہاں ہے تو وہ غرناطہ سے سیدھا یہیں اڑے گا اور ہم اسے فوراً منصور کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیج دیں گے ورنہ میں خود چلا جاؤں گا۔

خاتکہ نے کہا اگر عمیر کسی برے ارادے سے گیا ہے تو اس سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ گاؤں سے مدد لی جائے۔ اور یہ کام کسی اور کی بجائے میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ عمیر ایک پاگل آدمی ہے اور منصور کو اس کے ظلم سے بچانے کے لیے میں اپنے چچا کے پاؤں پر گرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ مری وجہ سے اس کا بال تک بیک نہیں ہونا چاہیے۔ میں واپس جانے سے پہلے صرف یہ تسلی چاہتی ہوں کہ یہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

خاتکہ بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کر رہی تھی اور بدریہ اسے تسلیاں دے

رہی تھی۔ میری بہن ہمت سے کام لو۔ اگر تم یہاں نہ آتیں تو بھی اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے لیے سعید کو تلاش کرنا اب زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔ انشاء اللہ ہمیں بہت جلد یہ معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے وہاں جا کر کیا کیا ہے اور ان کے مقابلے میں ہماری جوابی کارروائی کیا ہوئی چاہیے۔ اس وقت تم صرف دعا کر سکتی ہو۔

سعید پوری طرح ہوش میں آچکا تھا لیکن چند منٹ اسے اپنے تیمارداروں کی طرف دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر اس نے ایک کچکی لینے کے بعد اچانک آنکھیں کھول دیں تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ سعید کی نگاہیں عاتکہ کے چہرے پر مرکوز ہو چکی تھیں اور اس کی آنکھوں میں ان گنت سوال ریگ رہے تھے۔

بدریہ نے جلدی سے اٹھ کر پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بھائی عاتکہ کے متعلق آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کی حالت خراب تھی اور اسے میں نے ہی پیغام بھیجا تھا۔ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔

سعید نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے چکر آ گیا اور اس نے مڈھال ہو کر دوبارہ تکیے پر اپنا سر رکھ دیا۔

پھر جیسے وہ خواب کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ میں ایک خواب دیکھ رہا ہوں۔ کاش! آپ عاتکہ کو یہاں نہ بلا تیں۔ موجودہ حالت میں ہم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے۔ کچھ دیر اس کے منہ سے ناقابل فہم آوازیں نکلتی رہیں اور بالآخر اسے نش آ گیا۔

بدریہ اور سلمان نے اسے بڑی مشکل سے دوا پلائی۔ اس نے قدرے ہوش میں آ کر ایک منٹ کے لیے اپنے تیمارداروں کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں جموڑی دیر بعد وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

دو گھنٹے بعد سلمان مہمان خانے میں جا چکا تھا اور بدریہ دوسرے کمرے میں نصر کی نماز پڑھ کر اٹھنے کو تھی کہ اسماء جو عاتکہ کے ساتھ سعید کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی، بھاگتی ہوئی بدریہ کے پاس آئی اور اس نے کہا۔ امی جان! انہیں پھر ہوش آ گیا ہے۔ وہ خالہ عاتکہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ ان سے ناراض معلوم ہوتے تھے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ خالہ پہلے ہی بہت روچکی ہیں۔ اب ان کا غصہ کچھ کم ہو گیا ہے۔ مہمان نماز پڑھ چکے ہوں گے انہیں بلاؤں؟

نہیں! بدریہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تم انہیں باتیں کرنے دو۔ مہمان کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں جا کر صرف یہ بتا دو کہ اب زخمی کی حالت بہتر ہے۔

ایک گھنٹہ بعد بدریہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک ایک دردناک چیخ سنائی دی وہ بھاگتی ہوئی اسماء کے ساتھ سعید کے کمرے میں داخل ہوئی لیکن وہ دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا اور عاتکہ پاس بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

کیا ہوا؟ اس نے گھبراہٹ کی حالت میں سوال کیا

عاتکہ نے بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا یہ بالکل ٹھیک نظر آتے تھے، لیکن اچانک عمیر اور غتبہ کا ذکر آ گیا، انہوں نے شاید دوپہر کے وقت نیم بے ہوشی کی حالت میں ہماری گفتگو سن لی تھی اور اب ان کے بارے میں پے درپے سوالات کر رہے تھے۔ انہیں نالینا میرے بس کی بات نہ رہی تو میں نے انہیں تمام واقعات بتا دیے اور جب چچا ہاشم کی غداری کا بھی میں نے ذکر کیا تو وہ تڑپ کر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن پھر اچانک بے ہوش ہو گئے!

بدریہ نے کہا میرا خیال تھا کہ آپ سے اطمینان کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد ان کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن آپ کو فی الحال عمیر اور غتبہ کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب یہ ہوش میں آ کر زیادہ بے چینی کا مظاہرہ کریں گے۔ اس لیے مجھے

پھر نیند کی دوا دینا پڑے گی۔ اسماء بیٹی! تم جلدی سے مہمان کو بلا لاؤ!



سعید کو باقی رات ہوش نہ آیا۔ اس کے بیمار دار عشاء کی نماز کے قریب کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ مسعود کمرے میں داخل ہوا۔ اور اس نے کہا غرناطہ سے ایک آدمی آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں سعید کا نوکر ہوں اور مجھے ولید نے بھیجا ہے

ناتک نے جلدی سے سوال کیا تم نے اس کا نام نہیں پوچھا؟

اس کا نام جعفر ہے

وہ کیسا ہے؟

ہاں

سلمان اٹھ کر نوکر سے مخاطب ہوا میں دیکھتا ہوں

ناتک مضطرب ہو کر بولی۔ ٹھہریے! آپ خالی ہاتھ باہر نہ جائیں ممکن ہے وہ کوئی اور ہو۔

آپ میری فکر نہ کریں۔ اگر وہ جعفر نہیں تو اسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ میں کون ہوں؟ سلمان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے نوکر کو اشارہ کیا اور وہ اس کے پیچھے ہولیا۔ ناتک اور بدریہ کچھ دیر خاموش رہیں۔ پھر جعفر سلمان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ سعید کو بستر پر لیٹا ہوا دیکھ کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

بدریہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ سعید کی حالت بہتر ہے۔ اور انشاء اللہ یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس وقت انہیں جگانا ٹھیک نہیں۔

جعفر چند تائیے حیرت اور اضطراب کی حالت میں ناتک کی طرف دیکھتا رہا۔

پھر اس نے کہا۔ لیکن آپ۔۔۔۔۔؟

تاکہ جواب دینے کی بجائے بدریہ کی طرف دیکھنے لگی اور اس نے کہا انہیں میں نے بلایا ہے۔

مسلمان نے پوچھا تمہیں ولید نے یہاں بھیجا ہے؟

ہاں! صبح ہوتے ہی ان کا نوکر سرانے کے مالک کے پاس آیا تھا اور اس نے یہ پیغام دیا تھا کہ وہ صبح سے کسی جگہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے سرانے کے مالک کو بھی بلایا تھا۔ وہ اپنے گھر کی بجائے کسی دوست کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھے تمام واقعات سنانے کے بعد انہوں نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ آپ کو کوئی ضروری پیغام دینا چاہتے ہیں اس لیے میں کچھ دیر غرناطہ رک جاؤں۔ پھر انہوں نے ایک خط دے کر یہ کہا کہ تم عبدالمنان کے ساتھ میرے والد کے پاس جاؤ اور سعید کے لیے دوا لے کر سرانے واپس چلے جاؤ اور وہاں میرا انتظار کرو۔

میں ابو نضر کے پاس پہنچا۔ انہوں نے خط پڑھ کر چند ادویات میرے حوالے کر دیں اور یہ تاکید کی کہ اگر کل تک سعید کی حالت بہتر نہ ہو تو مجھے اطلاع دیں۔ اگر حالات نے اجازت دی تو میں بذات خود پہنچ جاؤں گا یا اپنے شاگردوں میں سے کسی کو بھیج دوں گا۔ یہ لیجئے اس تھیلی میں ادویات کے ساتھ انہوں نے ایک خط بھی رکھ دیا ہے۔

مسلمان نے تھیلی پکڑ کر بدریہ کو پیش کر دی اور وہ جلدی سے خط نکال کر پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

جعفر نے جیب سے دوسرا خط نکال کر مسلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا لیجئے! یہ وہ خط ہے جس کے لیے مجھے سارا دن انتظار کرنا پڑا۔ مسلمان نے جلدی سے خط کھولا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا

عزیز بھائی!

میں وہ تیسرا آدمی ہوں جو اندھیری رات میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا تھا۔ آپ سے ملاقات اشد ضروری ہے۔ اس لیے آپ میرا انتظار کریں۔ میں ایک اہم کام سے فارغ ہوتے ہی آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ یہ ممکن ہے کہ آپ کو غرناطہ آنا پڑے۔ وہ نوجوان کی وساطت سے ہمارا غائبانہ تعارف ہوا ہے کسی مہم پر روانہ ہو چکا ہے اور چند دن تک آپ کے پاس نہیں آ سکے گا۔ لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں یہاں آپ کے ایک اور دوست کو جانتا ہوں اور اس کے ذریعے آپ سے رابطہ رکھنے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال آپ اپنی قیام گاہ سے باہر نہ نکلیں۔ اگر آپ کو غرناطہ میں اپنے دوستوں کو کوئی بھی ضروری پیغام بھیجنا ہو تو انشاء اللہ بہت جلد آپ کے پاس انتہائی قابل اعتماد قاصد پہنچ جائیں گے۔

-----تیسرا آدمی

مسلمان نے جعفر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم جانتے ہو یہ قاصد کون ہیں؟
نہیں

تم جانتے ہو یہ خط لکھنے والا کون ہے؟

نہیں میں نے اسے نہیں دیکھا اور ولید سے بھی دوبارہ میری ملاقات نہیں ہوئی۔ سرائے میں واپس آ کر مجھے شام تک انتظار کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں عبدالمنان دو مرتبہ ولید کی تلاش میں گیا۔ اور اس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ مجھے جس شخص کا خط لے جانے کے لیے روکا گیا ہے وہ کہیں گیا ہوا ہے اور ولید اس کا انتظار کر رہا ہے اور مجھے ہر حالت میں اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد ایک نوکر

یہ خط لے کر آیا اور اس نے یہ بتایا کہ ولید کسی ضروری کام سے باہر جا رہا ہے اس لیے یہاں نہیں آ سکتا عبدالمنان کہتا تھا کہ شہر کے کئی نوجوان کی طرح شاید ولید کو بھی پہاڑی قبائل کے اکابر کے پاس بھیجا گیا ہو۔

مسلمان نے کہا ولید نے تمہاری حاد کی شہادت کے واقعات بتا دیئے ہوں گے؟

ہاں! جعفر نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے جواب دیا اور اس نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ ابھی عام لوگوں کو ان واقعات کا علم نہیں ہونا چاہیے

ہاں! اگر وہ مجھے خاموش رہنے کا حکم نہ دیتے۔ تو میں غرناطہ کی گلیوں میں دہائی دیتا پھرتا۔

مسلمان نے کہا۔ تمہیں ولید کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ اب تم باتا خیر اپنے گھر پہنچنے کی کوشش کرو اور منہ و در کا خیال رکھو۔ اسے کسی صورت میں گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

جعفر نے مضطرب ہو کر پوچھا اسے کوئی خطرہ ہے؟
ہاں عمیر اور اس کے ساتھی گاؤں پہنچ چکے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ سعید کا پتا لگانے کے لیے اس پر کوئی سختی نہ کریں۔ تمہیں گھر میں داخل ہونے سے پہلے کسی کو بھیج کر یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ وہ کہیں اندر چھپ کر تمہارا انتظار تو نہیں کر رہے؟
جعفر نے تلملا کر کہا۔ ہاشم کا بیٹا ہمارے گھر میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ میں اس کی بوٹیاں نوج لوں گا۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ عمیر گاؤں پہنچ چکا ہے؟

مسلمان نے مختصر واقعات بیان کر دیے
جعفر کچھ دیر خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ ان حالات میں مجھے باتا خیر گھر پہنچنا چاہیے۔

بدریہ نے کہا اگر تم گاؤں میں کوئی خطرہ محسوس کرو تو منصور کو یہاں پہنچا دو۔
جعفر نے جواب دیا مجھے یقین ہے کہ اگر عمیر نے کوئی زیادتی کی تو گاؤں کے
لوگ اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے۔

عائکہ نے کہا پھر بھی تمہیں سخت احتیاط سے کام لینا چاہیے
آپ فکر نہ کریں۔ میں گاؤں پہنچتے ہی ایسے حالات پیدا کروں گا کہ عمیر کے
لیے وہاں ٹھہرنا ناممکن ہو جائے

سلمان نے کہا۔ جب اسے یہ معلوم ہو گا کہ عائکہ گھر سے کہیں جا چکی ہیں تو یہ
ہوسکتا ہے کہ وہ اونچے ہتھیاروں پر اتر آئیں لیکن تمہیں کسی حالت میں بھی مشتمل
نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے کہ تم حامد بن زہرہ کی شہادت
کے واقعات سن چکے ہو اور اس پر کوئی شک کرتے ہو اب جاؤ اگر میرا سعید کے پاس
رہنا ضروری نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ چلتا۔

جعفر نے کہا نہیں ولید مجھے بار بار تاکید کرتا تھا کہ آپ کو یہیں رہنا چاہیے۔ اگر
خدا نخواستہ کسی وقت آپ کی مدد کی ضرورت پڑے تو میں آپ کو پیغام بھیج دوں گا۔
سلمان نے کہا چلو میں تمہیں باہر چھوڑ آتا ہوں۔

جعفر چند ٹائیے بے بسی کی حالت میں سعید کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اپنے آنسو
پونچھتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

تموڑی دیر بعد وہ مکان سے باہر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سلمان سے کہہ رہا تھا
اگر مجھے منصور کی فکر نہ ہوتی تو میں ایک لمحہ کے لیے بھی سعید سے دور رہنا پسند نہ کرتا۔
میں آپ سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ جب تک سعید کے متعلق اطمینان نہ ہو جائے
آپ اس کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اور اگر آپ نے یہ محسوس کیا کہ اس کی حالت
تشویشناک ہے تو مجھے پیغام بھیج دیں گے۔

سلمان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن تمہیں اس قدر

پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ سعید بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔
لیکن وہ بے ہوش ہے

یہ دوا کا اثر ہے۔ موجودہ حالات میں اس کے لیے نیند بہت ضروری ہے۔ پھر
بھی میرا خیال ہے کہ آپ کو ابوصبر کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے جو
ادویات انہوں نے بھیجی ہیں وہ زیادہ سودمند ثابت ہوں گی
تم فکر نہ کرو۔ سلمان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ جعفر نے اس پر ایک نظر
ڈالی اور پھر گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

اگلی صبح عاتکہ سعید کے بستر کے قریب کرسی پر بیٹھی اونگڑی تھی۔ بدریہ کمرے
میں داخل ہوئی اور وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ بدریہ نے آگے بڑھ کر سعید
کی نبض دیکھنے کے بعد اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔
اب آپ انجیس اور ساتھ والے کمرے میں جا کر لیٹ جائیں۔ آپ انہیں دوا پلاتی
ری ہیں؟

ہاں

لیکن میں حیران ہوں کہ انہیں اتنی دیر تک ہوش کیوں نہیں آیا؟

عاتکہ نے جواب دیا۔ انہیں دوسری بار دوا پیتے ہی ہوش آ گیا تھا اور اس کے
بعد یہ کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ پھر رات کے تیسرے پہر انہوں نے
کانپنا شروع کر دیا۔ میں آپ کو جگانا چاہتی تھی لیکن انہوں نے مجھے منع کر دیا۔

بدریہ نے فکر مند ہو کر کہا آپ کو مجھے جگالینا چاہیے تھا۔ ابھی تک بخار کم نہیں ہوا
اب آپ انجیس اور دوسرے کمرے میں جا کر سوجائیں

عاتکہ نے جواب دیا اب مجھے نیند نہیں آئے گی

میری بہن! آپ کو آرام کی ضرورت ہے جائیں! بدریہ نے بڑی محبت سے کہا
عاتکہ اٹھ کر برابر کے کمرے میں چلی گئی اور بدریہ دوبارہ سعید کی نبض دیکھنے کے بعد

کمرسی پر بیٹھ گئی۔ چند منٹ بعد بوڑھا نوکر آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اندر داخل ہوا اور اس نے کہا مہمان کہتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو میں سعید کو دیکھنا چاہتا ہوں

انہیں لے آؤ۔ بدریہ نے جلدی سے اپنا دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا۔ نوکر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد سلمان کمرے میں داخل ہوا۔

تشریف رکھیے! بدریہ نے کہا۔ سعید کو رات کے وقت پھر ہوش آ گیا تھا۔ اور بظاہر ان کی حالت بہتر معلوم ہوتی ہے لیکن میں ان کے بخار کی وجہ سے بہت ہی پریشان ہوں۔

سلمان نے سعید کی نبض دیکھنے کے بعد کمرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں غرناطہ جا کر طبیب کو لے آؤں؟

نہیں! اگر اس کی ضرورت پڑی تو میں آپ کی بجائے کسی اور کو بھیج دوں گی۔ وہ بات کر رہی رہے تھے کہ مسعود بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ جناب! جعفر واپس آ گیا ہے اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا

سلمان نے منظر ہو کر بدریہ کی طرف دیکھا اور اس نے مسعود سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ کہاں ہے؟ اسے یہاں لے کر آؤ

مسعود باہر نکل گیا اور ناکہ نے برابر کے کمرے سے نکل کر پوچھا۔ جعفر آ گیا ہے؟

ہاں! بدریہ نے جواب دیا۔ لیکن تمہیں آرام کرنا چاہیے میں منصور کے متعلق پوچھنا چاہتی ہوں۔ خدا کرے جعفر کوئی اچھی خبر لایا ہو۔ ناکہ نڈھال ہو کر بدریہ کے قریب بیٹھ گئی



تھوڑی دیر بعد جعفر مسعود کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور اس کی صورت یہ بتا

رہی تھی کہ وہ کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا۔ جناب! وہ میرے گھر پہنچنے سے پہلے منصور کو پکڑ کر کہیں لے جا چکے تھے۔

کون؟ سلمان نے اٹھ کر کھڑا ہو گیا

عمیر اور اس کے ساتھی وہ میری بیوی کو یہ دھمکیاں بھی دے گئے ہیں کہ اگر حاتکہ فوراً اپنے گھر نہ پہنچی تو اس کا انتقام منصور سے لیا جائے گا۔

سلمان کے استفسار پر جعفر نے جلدی جلدی تمام واقعات سنا دیے۔

سلمان نے پوچھا۔ وہ کس طرف گئے ہیں؟

مجھے معلوم نہیں۔ میں نے انہیں سڑک پر نہیں دیکھا

تم نے عمیر کے گھر سے معلوم کیا تھا؟

نہیں! ممکن ہے کہ وہ وہاں سے چلے گئے ہوں میں ان کا پیچھا کرنے کی بجائے

آپ کو اطلاع دینا ضروری سمجھتا تھا۔

حاتکہ یہ سن کر سر پکڑ کر بیٹھ گئی، پھر وہ کہنے لگی۔ اس ساری مصیبت کا باعث میں

ہی ہوں۔ لیکن میں یہ گوارا نہیں کرواں گی کہ میری وجہ سے سعید کے بھانجے کو کوئی

تکلیف پہنچے۔ میں ابھی واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔

اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو اڑ آئے۔ سلمان نے کہا۔

----- یہ باتیں ہم بعد میں سوچیں گے۔ پہلے مجھے جعفر سے باقی معلومات

حاصل کر لینے دیجئے۔

مسعود! تم فوراً میرا گھوڑا تیار کرو

مسعود کمرے سے نکل گیا اور سلمان نے جعفر سے پوچھا تم سیدھے یہاں آئے

ہو؟

ہاں!

راستے میں تم نے کسی کو اپنا پیچھا کرتے نہیں دیکھا
جعفر نے جواب دیا۔ جب میں گھر سے نکلا تھا تو ایک سوا گھڑ کے دوسرے
کنارے سے میرے پیچھے بولیا تھا۔

سلمان نے تلملا کر کہا۔ تمہیں منصور کے متعلق سن کر بھی یہ خیال نہ آیا کہ اب وہ
تمہاری نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں گے۔ اگر ان کا کوئی جاسوس تمہارے پیچھے آ رہا ہے
تو تم اس گاؤں اور اس گھر کی طرف اس کی رہنمائی کر رہے ہو۔

جعفر نے کہا۔ رات کے پچھلے پہر میں یہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ کون ہے۔ ہمارے
درمیان کافی فاصلہ تھا۔ پھر میں اس بستی کے قریب پہنچا تو مجھے شک ہوا اور میں گھوڑا
روک کر سوچ میں پڑ گیا۔

سلمان نے کہا وہ اس بستی تک تمہارے ساتھ آیا ہے اور اتم اتنے بے وقوف ہو،
کہ سیدھے یہاں آ گئے ہو۔

جعفر نے جواب دیا۔ جناب! مجھ سے غلطی ضرور ہوئی ہے۔ لیکن آپ ذرا
اطمینان سے میری بات سن تو لیجئے! ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے اتنا بے وقوف خیال نہ
کریں۔

بستی کے قریب پہنچ کر مجھے یقین ہو چکا تھا کہ وہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ اس لیے
میں مسجد کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اسے درخت سے باندھ کر سیدھا
مسجد کے اندر چلا گیا۔ خوش قسمتی سے صبح کی اذان ہو چکی تھی اور چند نمازی جمع ہو چکے
تھے۔ میں نے صحن کی دیوار کے ساتھ لگ کر سڑک کی طرف دیکھا تو میرا پیچھا کرنے
والا آدمی چند قدم دور کھڑا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس نے مسجد میں داخل ہوتے وقت
دیکھ لیا تھا اور جب تک میرا گھوڑا سڑک پر موجود ہے اسے یہ اطمینان رہے گا کہ میں
مسجد کے اندر موجود ہوں۔ اس لیے میں پچھلی طرف سے صحن کی دیوار پھاند کر مسجد
سے باہر نکلا اور ایک طویل چکر کاٹنے کے بعد یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ

جب تک لوگ نماز سے فارغ ہو کر باہر نہیں نکل جاتے اسے یہ شک نہیں ہوگا کہ میں وہاں سے نکل کر کسی اور جگہ چلا گیا ہوں۔

مسلمان نے قدرے مطمئن ہو کر کہا اب تم جاؤ اور اسی طرح سے مسجد میں داخل ہونے کے بعد دروازے سے باہر نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور سیدھے غرناطہ کا رخ کرو۔ میں تم سے راستے میں آملوں گا۔ تمہاری کسی حرکت سے یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ تمہیں اس پہ شک ہو گیا ہے۔

جعفر نے کہا اگر آپ کو دیر ہو جائے تو میں غرناطہ پہنچ کر اسی سرائے میں آپ کا انتظار کروں گا۔

تم معمول رفتار سے چلتے رہو۔ مجھے دیر نہیں ہوگی۔ جاؤ اب جلدی کرو۔ جعفر بھاگتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

بدریہ نے پوچھا آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

مسلمان نے جواب دیا میں آپ کو اس بات کا موقع دینا چاہتا ہوں کہ آپ سعید کو یہاں سے نکال کر کسی اور جگہ پہنچا دیں۔ اس گاؤں کے قریب کوئی اور جگہ ہے جو اس کے لیے زیادہ محفوظ ہو؟

بدریہ نے جواب دیا۔ شیخ ابو یعقوب کی بستی یہاں سے صرف ڈیڑھ کوس دور ہے۔ وہ ہم سے چار دن پہلے اپنے گھر واپس آئے تھے۔ اگر میں انہیں اطلاع دوں تو وہ خوشی سے سعید کو پناہ دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ لیکن سعید کو اس حالت میں لے جانا خطرناک ہوگا۔

اگر وہ جاسوس بن جائے تو سعید کے لیے فوری کوئی خطرہ نہیں۔ میں راستے میں اس سے نیٹ لوں گا۔ تاہم سعید اور عاتکہ کو ہر وقت یہاں سے نکلنے کے لیے تیار رہنا چاہیے وہ بستی کس طرف ہے؟

بدریہ نے جواب دیا۔ مشرق کی طرف ہمارے مکان کے قریب سے ایک راستہ

جاتا ہے۔ لیکن یہ راستہ کافی دشوار گزار ہے۔ ایک لمبا آسان راستہ ہماری ہستی سے دو میل آگے سڑک سے نکلتا ہے اور تنگ وادی میں سے ابو یعقوب کے گاؤں تک چلا جاتا ہے۔ لیکن اس راستے پر لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ اس لیے اگر ضرورت پیش آئی تو سعید کو سیدھا پہاڑی راستہ سے وہاں لے جانا پڑے گا۔

سلمان نے کہا اگر آپ شیخ ابو یعقوب پر اعتماد کر سکتی ہیں تو انہیں یہاں پر بلا لیں۔

بدریہ نے جواب دیا۔ وہ میرے شوہر کے بہترین دوست ہیں اور ہر دوسرے تیسرے دن ہمارا حال پوچھنے آتے ہیں۔

ناتک نے کہا اگر میرے گھر واپس جانے سے سعید اور منصور کی جان بچ سکتی ہے تو میں تیار ہوں۔ سعید بھی اس بات سے بہت بے چین تھا کہ میں یہاں کیوں آگئی ہوں۔

مسلمان نے جواب دیا۔ سعید آپ کو ان بھیڑیوں کے حوالے کرنا پسند نہیں کرے گا۔ ان کے ہاتھ خالد بن زہرہ کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی قربانی دے کر بھی منصور کو نہیں چھڑا سکتیں۔ اب باتوں کا وقت نہیں۔ ورنہ میرے لیے آپ کو یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ آپ ان کے قابو میں آ جائیں گی تو ان کے ہاتھ سعید کی شہ رگ پر ہوں گے۔

مسلمان دروازے کی طرف بڑھا اور مرمر کمر بندریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا آپ ان کا خیال رکھیں۔

آپ ان کی فکر نہ کریں لیکن

سلمان جلدی سے باہر نکل گیا اور بدریہ اپنا فخرہ پورا نہ کر سکی۔



گاؤں سے کوئی دو میل کے فاصلے پر جعفر کے ساتھ دوسرا سوار دکھائی دیا۔ وہ

معمولی رفتار سے ایک ساتھ سفر کر رہے تھے۔ جموڑی دیر بعد مسلمان نے ان کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑے کی باگ کھینچی لی اور وہ مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اجنبی ایک نوجوان تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ مسلمان نے اس کے ساتھ اپنا گھوڑا ملاتے ہوئے پوچھا یہ مڑک غرناطہ کی طرف جاتی ہے؟

ہاں! اس نے بے پروائی سے جواب دیا اور گھوڑے کی رفتار ذرا تیز کر دی۔ مسلمان نے دوبارہ سوال کیا۔ غرناطہ یہاں سے کتنی دور ہے؟

اجنبی نے جواب دیا۔ غرناطہ وہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ مسلمان نے جواب دیا میں بہت دور سے آیا ہوں آپ بھی غرناطہ جا رہے ہیں؟ نوجوان نے جواب دینے کی بجائے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور چند قدم آگے نکل گیا۔

جعفر نے دلی زبان میں کہا یہ وہی ہے

مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ جگہ اس پر حملہ کرنے کے لیے موزوں نہیں۔ چند آدمی اس طرف آرہے ہیں اور شاید ان کے پیچھے ایک گاڑی بھی ہے۔ جب تک وہ آگے نہیں نکل جاتے تم اطمینان سے میرے ساتھ چلتے رہو۔ ہماری گنٹگو سے یہ ظاہر نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

وہ آگے چل دیے۔ ابلق گھوڑے کا سوار پریشانی کی حالت میں بار بار مڑ کر ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر ان کے درمیان کوئی تیس چالیس قدم کا فاصلہ قائم رہا۔ پھر اجنبی نے اپنی رفتار کم کر دی اور مسلمان نے اس کے قریب پہنچ کر اچانک بلند آواز میں کہا میں جعفر سے کہا۔ میں بہت دور سے آیا ہوں۔ اس سے پہلے جب میں نے غرناطہ دیکھا تھا۔ اس وقت میں بہت چھوٹا تھا۔ دوسری بار مجھے چند گھنٹوں سے زیادہ وہاں پر ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا۔ غرناطہ کے حالات اتنے مخدوش تھے کہ میرے چچا نے مجھے فوراً واپس جانے کا حکم دیا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟

جنگ کے بعد انہوں نے کوئی اطلاع نہیں بھیجی۔

اگلا سوار ان کی طرف دیکھ بغیر یہ گفتگو سن رہا تھا۔ تموڑی دیر بعد سامنے سے آنے والے تین مسافر جن میں سے ایک خچر پر سوار تھا، آگے نکل گئے۔ اس کے بعد سلمان کو چند منٹ ان کے پیچھے آنے والی گاڑی کا انتظار کرنا پڑا۔ گاڑی بان نے پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر اچانک گاڑی روک کر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دیے۔ یہ نشان تھا لیکن سلمان نے اس کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ ابلق گھوڑے کے سوار نے جلدی سے ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی لیکن سلمان نے اچانک جھک کر ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا اور اسے زین سے گھسیٹ کر نیچے پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی سلمان نے دوسرے ہاتھ سے اپنے گھوڑے کی باگ کھینچنے کی کوشش کی لیکن تیز رفتار گھوڑا چند قدم آگے نکل گیا۔ گرنے والا نو جوان چند ثانیے بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے اٹھ کر اپنی تلوار سونت لی۔ سلمان واپس مڑا اور گھوڑے سے کود کر اس کے سامنے آ گیا۔ اتنی دیر میں جعفر بھی اپنے گھوڑے سے اتر کر تلوار نکال چکا تھا۔ لیکن سلمان نے کہا جعفر! تم پیچھے ہٹ جاؤ اور ہمارے گھوڑے پکڑ لو۔

اجنبی نے نہایت پھرتی سے حملہ کر دیا لیکن سلمان نے اپنی تلوار پر اس کا دار روک لیا۔ اس کے بعد ان کی تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں۔ سلمان نے چند ثانیے اپنی مدافعت پر اکتفا کیا۔ پھر اس نے یکے بعد دیگرے چند وار کیے اور اس کا دم مقابل اٹنے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا۔ تموڑی دیر میں وہ سڑک سے نیچے اتر چکے تھے۔ اجنبی نے اچانک بینتر ابدل کر جوابی حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن سلمان کے سامنے اس کی پیش نہ گئی اور وہ پھر ایک بار مغلوب ہو کر پیچھے ہٹا اور پانی کے ایک چھوٹے سے گڑھے میں جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی سلمان کی تلوار کی نوک اس کے پیٹ کو چھو رہی تھی۔

اس نے کہا، اٹھو! میں تمہیں ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں
تم کون ہو؟ اجنبی نے سوال کیا
تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ اٹھو!

اجنبی نوجوان نے اپنی تلوار ایک طرف پھینک دی اور گڑھے سے باہر نکل کر
دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ میں بارمانتا ہوں۔
تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ سلمان نے سوال کیا
میرے ساتھی؟

ہاں تمہارے ساتھی؟ سلمان نے گرج کر کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر
اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی۔

اس نے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ جناب میرے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ میں
تبناغرا طہ جارب تھا اور یہ آدمی مجھے راستے میں ملا تھا۔

سلمان نے کہا تم یہ پسند کرو گے کہ اس چھوٹے سے گڑھے سے کو تمہاری قبر بنایا
جائے۔ لیکن میرا جرم کیا ہے؟

تمہارا جرم یہ ہے کہ تم حامد بن زہرہ کے قاتلوں میں سے ہو۔ تم نے ایک معصوم
لڑکے کو اغوا کیا ہے۔ اور اب تم غتبہ اور عمیر کے حکم پر ان کے نوکر کا پیچھا کر رہے ہو۔
تمہاری کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تمہارے ساتھیوں نے منصور کو اغواء
کرنے کے بعد تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ گھر کے پاس ہپ کر اس کے گھر کی نگرانی کرو
اور اگر رات کے وقت کوئی باہر نکلے تو اس کا پیچھا کرو۔ اور یہ معلوم کرو کہ وہ کہاں جاتا
ہے؟ کیوں کہ ایک شریف زادی کہیں چھپی ہوئی ہے اور دشمن کے جاسوس اسے
گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

اجنبی جواب دینے کی بجائے سکتے کے عالم میں سلمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔
سلمان نے مرکز جعفر اور عثمان کی طرف دیکھا جو اس عرصے میں گھوڑے پکڑ کر ان

کے قریب آچکے تھے اس نے کہا: جعفر! مجھے اس آدمی کی زبان کھلوانے کے لیے تنہائی کی ضرورت ہے۔ تم جلدی سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ لو۔ پھر اس نے قیدی کو گاڑی پر سوار ہونے حکم دیا اور اس نے کسی مزاحمت کے بغیر حکم کی تعمیل کی۔ جعفر نے گاڑی سے ایک رسا کھول کر اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ دینے اور اس کے منہ میں ایک کپڑا اٹھونس دیا۔

مسلمان اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور عثمان نے باقی دو گھوڑے گاڑی کے پیچھے باندھ دیئے اور پھر مسلمان سے مخاطب ہو کر کہا

جناب! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں

کہو!

عثمان نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گاڑی سے چند قدم دور لے جا کر کہا۔ مجھے عبدالمنان نے تاکید کی تھی کہ میں آپ سے زخمی کا حال پوچھتے ہی واپس آ جاؤں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ولید ایک مہم پر روانہ ہو چکا ہے لیکن وہ آدمی جس نے آپ کو خط بھیجا تھا، بہت جلد آپ سے ملاقات کی کوشش کرے گا۔ طبیب کے متعلق وہ یہ کہتے تھے کہ فی الحال غرناطہ سے باہر جانا خطرناک ہے۔ حکومت کے جاسوس بہت چوکس ہیں لیکن اگر آپ سے بلانا ضروری سمجھیں تو ہم آج یا کل رات اسے پہنچا دیں گے۔

مسلمان نے کہا بہت اچھا اب تم جلدی گاؤں پہنچنے کی کوشش کرو۔ ہم گاڑی پر گھاس لادتے ہی تمہیں واپس روانہ کر دیں گے۔ اور ممکن ہے کہ گھاس کے علاوہ ایک یا دو آدمی بھی لادنے پڑیں۔

تمہیں یہ اطمینان ہے کہ دروازے پر تمہاری تلاشی نہیں لی جائے گی؟

اگر کوئی گھاس کے اندر چھپا ہوا ہو تو پیریدار تلاشی نہیں لیں گے۔ لیکن اگر آپ کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں تو اس بات کا انتظام ہو سکتا ہے کہ دروازہ پر انتہائی قابل

اعتماد آدمی ہمارا استقبال کرنے کے لیے موجود ہوں اور کوئی پیریدار گاڑی کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔

تمہارا مطلب ہے کہ تم روانہ ہونے سے پہلے عبدالمنان کو یہ پیغام بھیج سکتے ہو کہ دروازے پر پیریداروں سے بچنے کے لیے ہمیں اس کی اعانت کی ضرورت ہے؟

عثمان مسکرایا۔ ہم ایک ایسے آدمی کو پیغام بھیج سکتے ہیں جو ضرورت کے وقت غرناطہ کے ہر دروازے پر آپ کے استقبال کے لیے سیکنڈوں آدمی بھیج سکتا ہے۔ وہ کون ہے؟

آقا کہتے تھے کہ وہ تیسرا آدمی ہے جس کے قاصد ہر وقت اسے آپ کا پیغام پہنچا سکتے ہیں

لیکن وہ قاصد کون ہیں؟

جناب! وہ قاصد ہوا میں اڑ کر جاتے ہیں۔ آپ نے میری گاڑی پر قاصد کبوتروں کا ایک پنجرہ نہیں دیکھا۔ میں آپ کے لیے چار پرندے لایا ہوں اور آقا نے یہ پنجرہ میرے حوالے کرتے ہوئے یہ کہا تھا۔ یہ تیسرے آدمی کا تحفہ ہے اور آپ انتہائی ضرورت کے وقت ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اگر سعید کو کوئی خطرہ ہو تو آپ صرف ایک کبوتر اڑا دیجئے۔ وہ پیغام کے بغیر بھی یہ سمجھ جائیں گے کہ سعید کو مدد کی ضرورت ہے۔ باقی تین کبوتر بعد میں کام آ سکتے ہیں۔ آپ کو آدمی بھیجنے کی ضرورت پیش ہی نہیں آئے گی۔

اچھا اب جلدی گاؤں پہنچنے کی کوشش کرو اور وہاں سے اپنی گاؤں پر گھاس لادتے ہی ہمیں واپس آنا پڑے گا۔ راستے میں بعض کوئی موزوں جگہ دیکھ کر اس آدمی کو گاڑی سے اتارے گا اور ہمارا انتظار کرے گا۔

عثمان بولا میں بھی سوچ رہا تھا کہ اسے گاؤں میں لے جانا خطرناک ہے۔

گاؤں کے لوگ اسے دیکھتے ہی ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے۔ یہاں سے تموڑی دور ایک جگہ کسانوں کے چند جھونپڑے ابھی تک غیر آباد ہیں۔ آپ اسے وہاں چھپا سکتے ہیں۔ اس طرف لوگوں کی آمد و رفت بھی زیادہ نہیں۔

عثمان یہ کہہ کر گاڑی پر بیٹھ گیا۔

قریباً نصف میل طے کرنے کے بعد عثمان نے گاڑی بائیں طرف موڑ لی اور پھر کوئی نصف میل ایک ماحموار راستے پر چلنے کے بعد وہ پندرہ بیس کچے مکانوں کی ایک بستی میں داخل ہوئے۔

عثمان نے راستے سے کوئی پچاس قدم دور بستی کے آخری مکان پر بگھی روک لی۔

جعفر جلدی سے نیچے اترا قیدی کو کندھے پر ڈال کر اندر لے گیا۔ عثمان نے دونوں گھوڑے بگھی سے کھول کر صحن کے اندر باندھ دیئے۔

تموڑی دیر بعد عثمان اور سلمان واپس جا چکے تھے اور جعفر ایک کمرے میں قیدی کے پاس کھڑا بہرہ ادا رہا تھا۔

عامتکہ کا فیصلہ

مسعود نے سلمان کو حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھا تو بھاگ کر اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سلمان نے اسے گفتگو کا موقع نہ دیا اور گھوڑے سے اترتے ہی کہا

مجھے فوراً واپس جانا ہے۔ اس لئے گھوڑے کی زین اتارنے کی ضرورت نہیں۔ تم گھوڑے کو باندھ کر باہر سڑک پر کھڑے رہو۔ تھوڑی دیر تک وہ لڑکا جو گاؤں میں گھاس لینے آیا کرتا ہے یہاں پہنچ جائے گا۔ تم اس کی گاڑی اندر لے آؤ اور اس کے لئے فوراً گھاس کا انتظام کرو۔ میں ایک ضروری کام سے اس کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔

مسعود نے سوال کیا۔ آپ جس آدمی کے پیچھے گئے تھے اس کا کیا بنا؟ تمہیں اس کے متعلق فکر نہیں کرنا چاہیے۔ وہ ہمارے قبضے میں ہے۔ اب زخمی کی حالت کیسی ہے؟

مسعود نے جواب دیا۔ کچھ دیر پہلے تو وہ بہت بے چین تھے لیکن اب وہ سو رہے ہیں

سلمان تیزی سے چلتا ہوا سکونتی مکان کے اندر داخل ہوا۔ اسماء صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر آوازیں دینے لگی۔ امی جان! امی جان! چچا جان آ گئے ہیں۔

بدریہ درمیانی کمرے سے باہر نکلی اور سلمان کو اپنے ساتھ اندر لے گئی۔ کشادہ کمرے میں ایک معمر آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جو سفید ریش ہونے کے باوجود انتہائی تندرست اور توانا معلوم ہوتا تھا۔

بدریہ نے کہا یہ شیخ ابو یعقوب ہیں

ابو یعقوب اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سلمان نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

بدریہ نے کہا میں آپ کے روانہ ہوتے ہی انہیں یہاں بلانے کا ارادہ کر رہی تھی لیکن یہ اچانک تشریف لے آئے۔ آپ بہت جلد آگئے ہیں۔ اس آدمی کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟

سلمان نے جواب دیا۔ وہ واقعی قاتلوں کا جاسوس تھا لیکن اب وہ ہمارے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں رہا۔ وہ زخمی ہے اور میں اسے یہاں سے تھوڑی دور باندھ کر جعفر کی حفاظت میں چھوڑ آیا ہوں۔

بدریہ اور ابو یعقوب کے سوالات کے جواب میں سلمان نے تفصیلات سنا دیں۔

بدریہ نے کہا چچا ابو یعقوب کی رائے یہی ہے کہ موجودہ حالات میں سعید کے لئے ان کا گاؤں زیادہ محفوظ رہے گا۔ انہوں نے اپنے گاؤں پیغام بھیج دیا ہے۔ وہاں سے چند آدمی آجائیں گے اور انشاء اللہ شام ہوتے ہی پہاڑی راستے سے انہیں وہاں پہنچا دیں گے لیکن میں اس وقت ایک اور پریشانی کا سامنا کر رہی ہوں۔ تاکہ اپنے گھر جا چکی ہے۔

کب؟ سلمان حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے! آپ کے جانے سے کوئی نصف گھنٹہ بعد سعید کو اچانک ہوش آیا تھا۔

آنکھیں کھولتے ہی اس کا پہلا سوال یہ تھا کہ ابھی تک جعفر نے منصور کے متعلق کوئی پیغام نہیں بھیجا؟ ہم نے اسے مارنے کی کوشش کی تھی لیکن تاکہ کے لئے آنسو روکنا ممکن نہ تھا۔ وہ چند ٹاپے بے قراری کی حالت میں ہماری طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پلانا شروع کر دیا۔

تم مجھ سے کوئی بات چھپا رہی ہو۔ میں نے پہلے اسے یہ تسلی دینے کی کوشش کی کہ آپ بھی منصور کا پتا لگانے کے لئے جا چکے ہیں اور ہمیں بہت جلد کوئی تسلی بخش

اطلاع مل جائے گی۔ اور پھر جب ہمارے لئے کوئی بات چھپانا ممکن نہ رہا تو میں نے ڈرتے ڈرتے ان کے گھر پر حملے اور منصور کے اغواء کا واقعہ بیان کر دیا۔ وہ کچھ دیر بے بسی کی حالت میں ہماری طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اچانک اٹھ کر کمرے سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ گر پڑا۔ مسعود نے اسے اٹھا کر بستر پہ ڈال دیا۔ ہم نے بڑی مشکل سے اسے خواب آور دوا پلائی اور کچھ دیر ہاتھ پاؤں مارنے اور بڑبڑانے کے بعد اسے نیند آ گئی۔

پھر کیا ہوا؟ سلمان سوالیہ نظروں سے بدریہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

خاتکہ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اچانک واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ پہلے بھی مجھے کئی بار یہ کہہ چکی تھی کہ ان ظالموں نے منصور کو کوئی تکلیف دی تو سعید مجھے معاف نہیں کرے گا اور میں اسے قید سے چھڑانے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دوں گی۔

میں نے اسے روکنے کے لئے ہزار تہن کئے لیکن اس کا ارادہ اٹل تھا۔ وہ کہتی تھی کہ اگر میں گھر واپس نہ گئی تو منصور اور سعید دونوں خطرے میں ہیں۔ مجھے عمیر سے کسی بھلائی کی توقع نہیں لیکن اپنے بچا سے اب بھی مجھے یہ امید ہے کہ وہ خالد بن زہرہ کے بیٹے اور نواسے کی جان بچانے کے لئے میری درخواست رد نہیں کریں گے۔ بصورت دیگر میں گاؤں میں ایک طوفان کھڑا کر دوں گا۔

سلمان نے کہا۔ وہ ایک بہادر لڑکی ہے اور میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ منصور کے اغواء کے باعث اس کے ضمیر پر جو بوجھ تھا اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنی قربانی پیش کر دی ہے لیکن اسے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ گھر پہنچتے ہی اس سے یہ پوچھا جائے گا کہ تم گئی کہاں تھیں؟ اور پھر وہ سیدھے یہاں آئیں گے۔

بدریہ نے جواب دیا۔ اس کو اس خطرے کا احساس تھا لیکن وہ یہ کہتی تھی کہ میں آگ میں کود جاؤں گی لیکن سعید کا پتا نہیں دوں گی۔ انہیں غلط رستے پر ڈالنے کے

لئے اس کے ذہن میں کئی تدبیریں تھیں۔ اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ میں فوراً گھر جانے کی بجائے شام کے قریب جنوب کی سمت سے گاؤں میں داخل ہوں گی۔ اور جب وہ اچھپیں گے تو میں انہیں یہ بتاؤں گی کہ مجھے سعید کے کسی ساتھی کے ذریعے یہ پیغام ملا تھا کہ اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا ہے اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے کہیں دور جا رہا ہے۔ اپنے ایک ساتھی کے زخمی ہونے کے باعث پہاڑ کے کسی غار میں رک گیا ہے۔ اسے چچا ہاشم اور عمیر پر شبہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے گھر نہیں آیا۔ میں اس کا پتا لگانے لگی تھی۔ وہاں علاقے کے چند اور مجاہد اس کی مدد کے لئے پہنچ گئے تھے۔ اب میں اس اطمینان کے بعد واپس آئی ہوں کہ وہ چند کوس آگے جا چکا ہے اور ہر خطرے سے محفوظ ہے۔

سلمان نے کہا خدا کرے کہ اس کی یہ تجویز کامیاب ہو لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اس نے وہاں جا کر غلطی کی ہے۔ وہ عمیر کو بے وقوف بنا سکتی ہے اور شاید اپنے چچا کو بھی دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے لیکن متبہ مجھے خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا تو وہ منصور پر سختی کرنے کی دھمکی دے کر اسے سچ کہنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

ابو یعقوب جواب تک خاموشی سے یہ گفتگو سن رہا تھا بولا۔ آپ اطمینان رکھیں میں ہاشم کو اچھی طرح جانتا ہوں اور قبائل کے سرداروں کی طرف سے اسے یہ پیغام پہنچانے کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ انہیں اس سازش کا علم ہو چکا ہے اور وہ حامد کے نواسے پر کوئی سختی برداشت نہیں کریں گے۔ لیکن اب فوری مسئلہ یہ ہے کہ سعید کو جلد سے جلد یہاں سے نکالا جائے۔

سلمان نے کہا پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ اسے فوراً آپ کے پاس پہنچا دیا جائے لیکن اب قدرت نے ایک اور سبب پیدا کر دیا ہے۔ تھوڑی دیر تک یہاں سے ایک گھاس لے جانے والی گاڑی روانہ ہوگی۔ ہم سعید کو اس پر ڈال کر غرناطہ پہنچا

سکتے ہیں۔ اسے تکلیف تو ضرور ہوگی لیکن یہ سفر آپ کے گاؤں کے بیٹھڑی راستوں کی نسبت زیادہ آسان ہوگا۔ ہمارا اصل مقصد اس کے لئے علاج کا بندوبست کرنا ہے اور یہ غرناطہ میں زیادہ آسان ہوگا۔ میں سعید کے نوکر کا پیچھا کرنے والے جاسوس کو بھی اس گاڑی میں چھپا کر غرناطہ لے جانا چاہتا تھا لیکن اب وہ آپ کی قید میں ہوگا۔ اور اس کا گھوڑا بھی آپ کو کہیں چھپا کر رکھنا پڑے گا۔

بدریہ نے کہا اگر سعید ایک بار غرناطہ پہنچ جائے تو وہاں اسے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ وہاں ہزاروں حریت پسند اس پر جان دینے کے لئے تیار ہوں گے لیکن اگر دروازے پر گاڑی کی تلاشی لی گئی تو کیا ہوگا؟

سلمان نے جواب دیا اس بات کا انتظام ہو چکا ہے۔ حریت پسندوں کو گھوڑی دیر تک ان کی روانگی کی اطلاع مل جائے گی اور وہ لوگ دروازے پر ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوں گے جن کے سامنے کوئی پیرے دار گاڑی کے قریب آنے کی جرات نہیں کرے گا۔

بدریہ نے پوچھا لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟

سلمان نے جواب دیا تیسرے آدمی نے گاڑی والے کے ہاتھ پر چار قاصد کبوتر بھیج دیئے ہیں۔ مجھے صرف ایک رقعہ لکھنے کی ضرورت ہے لیکن ناکہ کے متعلق میں اب بھی بہت پریشان ہوں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ شام تک وہ کہاں رہے گی تو میں اب بھی جعفر کو بھیج کر یہ پیغام دینے کی کوشش کرتا کہ اس کا گھر جانا خطرناک ہے۔

بدریہ نے کہا نہیں اس نے بڑی سختی سے اس بات کی تاکید کی تھی کہ جب تک اس کی طرف سے کوئی پیغام نہ ملے یہاں سے کوئی اس کا پیچھا کرنے کی کوشش نہ کرے اور آپ کے متعلق وہ یہ کہتی تھی کہ میں سعید اور منصور کے علاوہ آپ کی اعانت بھی اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ میں غداروں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کروں گی کہ

ایک مجاہد جو کہیں باہر سے خالد بن زہرہ کے ساتھ آیا تھا وہ بھی سعید کے ساتھ جنوب کا رخ کر رہا ہے تاکہ غداروں کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہو۔

ابو یعقوب نے کہا ابھی بدر یہ مجھے آپ کے متعلق بتا رہی تھی اور موجودہ حالات کے پیش نظر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عاتکہ کے گھر پہنچ جانے کے بعد ان لوگوں کو سعید سے زیادہ آپ کی فکر ہوگی۔ اس لئے آپ کو بہت متناظر رہنا چاہیے۔ میرے چند آدمی شہر کے دروازے تک آپ کے آگے اور پیچھے رہیں گے اور خطرے کے وقت آپ کی حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ غرناطہ میں بہت جلد ہماری ملاقات ہوگی۔

بدریہ نے کہا میں کسی ذریعے سے عاتکہ کے حالات معلوم کروں گی اور اگر کوئی ضروری بات ہوئی تو بونصر کی وساطت سے آپ کو میرا پیغام مل جائے گا۔ ممکن ہے کہ مجھے بذات خود غرناطہ جانا پڑے۔ میں سعید کو جو دوا دے چکی ہوں اس سے سعید کو کافی دیر ہوش نہیں آئے گا۔ تاہم آپ احتیاطاً کچھ اور دوائیں ساتھ لیتے جائیں۔ بوڑھا نوکر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کبوتروں کا پنجرہ سلمان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا گاڑی بان آگیا ہے اور مسعود اس کے لئے گھاس جمع کر رہا ہے۔

سلمان نے اسما کو قلم اور کاغذ لانے کے لئے کہا۔ پھر کمری پر بیٹھ کر جلدی جلدی چند سطور لکھیں۔ اس کے بعد پنجرے سے ایک کبوتر نکالا اور ایک باریک دھاگے سے کاغذ کا پرزہ اس کی ٹانگ سے باندھتے ہوئے بدریہ سے مخاطب ہوا۔

باقی کبوتر آپ کے پاس رہیں گے۔ میں بونصر کو واپس بھیج دوں گا لیکن اسے فوراً اپنے گھر جانے کی بجائے ایک دن بعد جانا چاہیے۔ بلکہ اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ منصور کو اغواء کرنے کے بعد میرا اپنے گھر ٹھہرانے کی جرأت کرے گا۔ تاہم کچھ دیر بونصر کا یہاں رکنا ضروری ہے۔ پھر اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود بھی ہو تو وہ اسے یہ بتا سکتا ہے کہ میں غرناطہ سے آیا ہوں۔ وہاں سعید کے جن دوستوں کو میں

جانتا تھا ان میں سے کسی کو یہ اطلاع نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ آپ ان کبوتروں میں سے ایک اسے دے دیں اور میری طرف سے یہ ہدایت کر دیں کہ وہ عاتکہ کے حالات معلوم کرتے ہی ہمیں پیغام بھیج دے۔ میں تیسرے آدمی سے معلوم کرتا رہوں گا۔

مسلمان نے باہر صحن میں جا کر نامہ بر کبوتر اڑا دیا۔ کبوتر نے فضا سے مکان کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر سعید غرناہ کی طرف پرواز کرنے لگا۔

مسلمان نے واپس آ کر یعقوب کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا جعفر یہاں واپس آنے سے پہلے آپ کے ایک آدمی کے ساتھ قیدی کو آپ کے گاؤں پہنچائے گا۔ میں اس سے کئی باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن وہ آسانی سے زبان کھولنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔ اس لئے میں اسے جعفر کے سپرد کر آیا ہوں۔ وہ کہتا تھا میں ایسے آدمیوں کا علاج کرنا جانتا ہوں۔ مجھے راستے میں اس کی کارگزاری کے نتائج معلوم ہو جائیں گے۔ ورنہ اس کے بعد وہ آپ کے رحم و کرم پر ہوگا۔

بوڑھا نوکر دوبارہ کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ابو یعقوب کو اطلاع دی کہ آپ کے گاؤں سے چھ سو اڑ پتھ گئے اور وہ ان کے پیچھے پیدل آرہے ہیں۔ ابو یعقوب اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے کے لئے باہر نکل گیا اور مسلمان نے چند منٹ بدریہ سے باتیں کرنے کے بعد اٹھ کر کہا۔ میں بھی ذرا گاڑی بان کو دیکھ آؤں۔

ایک گھنٹہ بعد گھاس سے لدی ہوئی گاڑی سلونقی مکان کے دروازے پر کھڑی تھی۔ اور سعید کو گہری نیند کی حالت میں اس پر لٹا کر ڈھانپا جا چکا تھا۔ بدریہ اور اسماء دروازے میں کھڑی تھیں۔ جب گاڑی روانہ ہوئی تو مسلمان نے ان کے قریب آ کر دونوں ہاتھ اسماء کے سر پر رکھ دیئے اور وہ سر جھکا کر سکیاں لینے لگی۔ پھر اس نے قدرے سنبھل کر کہا

آپ واپس آئیں گے نا؟ اب ہمارے کتے رات کے وقت بھی آپ پر نہیں بھونکیں گے۔

بدریہ نے کہا بیٹی! تمہیں رونے کی بجائے ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔
 سلمان نے بدریہ کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں بھی آنسو چل رہے تھے۔ اس نے اپنے دل پر ایک ناقابل برداشت بوجھ محسوس کرتے ہوئے جلدی سے اسماء کی طرف متوجہ ہو کر کہا

اسماء! اس ملک کے ہر آدمی کو سلامتی کے راستے پر چلنے کے لئے اپنی معصوم بہنوں اور بیٹیوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ تمہارے گھر کے کتے ایک اجنبی مہمان سے مانوس ہو سکتے ہیں لیکن کاش ان بد بخت انسانوں کا علاج میرے بس میں ہوتا جو پوری قوم کو باہر کے بھیڑیوں کے آگے ڈال رہے ہیں۔

پھر وہ بڑی مشکل سے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے دوبارہ بدریہ کی طرف متوجہ ہوا مجھے معلوم نہیں کہ میں کب اور کن حالات میں دوبارہ آپ کو دیکھوں گا۔ لیکن اگر اللہ نے مجھے اپنے حصے کا اذیتور اکام پورا کرنے کے لئے زندہ رکھا تو میں ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کروں گا کہ مجھے کبھی آپ کو دیکھنے اور جاننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ مجھے اہمراء دیکھنے کا بہت شوق تھا لیکن اب یہ گھر مجھے اس سے زیادہ پر شکوہ معلوم ہوتا ہے۔ میں ہر وقت یہ دعا کیا کروں گا کہ اندلس کے آسمان سے موت کے اندھیرے چھٹ جائیں۔ لیکن اگر خدا نخواستہ غلامی ہماری مقدر بن چکی ہے تو پھر یہ تصور میرے لئے بہت تکلیف دہ ہوگا کہ وہ خاتون جس کے چہرے پر قوم کے ماضی کی عظمتوں کی داستانیں لکھی ہوئی ہیں موت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔

بدریہ نے مغموں لہجے میں جواب دیا۔ قوم کی بیٹیوں کی عزت اور ذلت کا انحصار ہمیشہ فرزند ان قوم کی غیرت اور حمیت پر ہوتا ہے۔ تاہم اگر آپ ہلاکت اور تباہی کا راستہ اختیار کرنے والی قوم کی ایک بے بس عورت کو بھی کسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں

تو میں آپ کی شکر گزار ہوں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات نہیں ہے۔

مسلمان نے نوکر کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور خدا حافظ کہہ کر اس پر سوار ہو گیا۔ مکان سے نکلنے کے بعد اس سادہ، خوبصورت اور باوقار خانوں کی کئی تصویریں اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہی تھیں۔ اور اسے ہر تصویر دوسری تصویر سے زیادہ دلکش محسوس ہوتی تھی۔

اس سے مسلمان کی پہلی ملاقات جن حالات میں ہوئی تھی وہ ایسے تھے کہ اگر وہ کسی غیر معمولی شخصیت کی مالک نہ ہوتی تو بھی ایک عورت کا ایثار و خلوص، ایک نوجوان بیوہ کا صبر و حوصلہ، ایک زخمی کی تیمارداری، ہمدردی اور سب سے زیادہ ایک اجنبی کے سامنے اس کی خود اعتمادی اسے متاثر کرنے کے لئے کافی تھی۔

پھر اس کے ساتھ پہلی بار اس نے جس اطمینان سے گفتگو کی تھی اس سے صرف وہ متاثر ہی نہیں ہوا تھا بلکہ بہت حد تک مرعوب بھی ہوا تھا۔ تاہم بدریہ نے اپنے نسوانی حسن و جمال اور اپنی بے نیازی کے باعث اس کی روح کی گہرائیوں میں بتدریج زندگی کی ایک کھلتی ہوئی کتاب کی حیثیت سے جو اثرات چھوڑے تھے، ان کا صحیح احساس اسے اس وقت ہوا جب وہ اس سے رخصت ہو رہا تھا۔

جب وہ اپنے خزن و مال کے باوجود نسوانی حسن و وقار کا ایک پیکر بن کر معلوم ہوتی تھی اور مسلمان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اسے کیا کہنا چاہتا تھا اور کیا کہہ رہا ہے۔



گاؤں سے تھوڑی دور جا کر وہ عثمان سے جا ملا۔ پھر اچانک اسے ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہ بدریہ سے منزلوں دور آچکا ہے اور آگے ہر قدم پر خالد بن زہرہ کی روح اسے نئی منازل کی طرف آوازیں دیتی رہے گی۔ اسے مرتے دم تک ناسمجھ جیسی ہزاروں لڑکیوں اور منصور جیسے ہزاروں بچوں کی چیخیں سنائی دیتی رہیں گی۔ وہ

ایک دلکش خواب سے بیدار ہو کر زندگی کے بھیا نک حقائق کا سامنا کر رہا تھا۔

شیخ ابو یعقوب کے آدمی جموڑے فاصلہ پر گاڑی کے آگے اور پیچھے جا رہے تھے۔ وہ کبھی کبھی گاڑی بان سے بگھی روکنے کے لئے کہتے اور کان لگا کر گھاس میں چھپے ہوئے زخمی کے متعلق اطمینان کر لیتے۔

سڑک کے جس دورا ہے سے کچھ فاصلے پر وہ جنسز اور قیدی کو چھوڑ آیا تھا، وہاں شیخ ابو یعقوب اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کہا میں نے قیدی کو آپ کے نوکر کے ساتھ روانہ کر دیا تھا اور خود بھی بہت جلد ان سے جا ملوں گا۔ یہ راستہ ہمارے گاؤں کی طرف جاتا ہے۔ اس لئے آپ اچھی طرح دیکھ لیں۔ میں آپ کو یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا تھا کہ اس اجنبی نوجوان کا نام ضحاک ہے اور اس کے بھائی کا نام یونس ہے۔

جنسز کہتا تھا کہ اسے یہ معلوم کرنے کے لئے کافی محنت کرنی پڑی تھی اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ لیکن میں بہتر طریقے جانتا ہوں۔ انشاء اللہ کل تک غرناطہ میں ساری معلومات پہنچ جائیں گی۔

ابو نصر سے ملاقات

باقی راستہ انہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا۔

دروازے سے ایک میل ادھر انہیں عبدالمنان کا ایک اور ملازم ملا۔ وہ گندھے پر سوار تھا۔ اس نے قریب پہنچ کر بگھی رکوالی۔ عثمان اس سے چند باتیں کرنے کے بعد مڑا اور سلمان کو جو موڑی دور پیچھے آ رہا تھا، آواز دی وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر ان کی آن میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ ملازم نے ادب سے سلام کرتے ہوئے کہا

جناب! مجھے آقا نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تیسرے آدمی کو آپ کا پیغام مل گیا ہے لیکن بعض اہم کاموں کی وجہ سے ابھی آپ سے ان کی ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ غرناطہ کے دروازے پر آپ کو پہرے دار روکنے کی کوشش نہیں کریں گے اور آپ اطمینان سے شہر میں داخل ہو سکیں گے۔ آپ ڈیوڑھی سے آگے بائیں ہاتھ دوسری گلی میں مڑ جائیں۔ وہاں جمیل بذات خود آپ کی راہنمائی کے لیے موجود ہو گا۔ آقا کہتے تھے کہ آپ اسے بخوبی جانتے ہیں گاڑی آپ کے پیچھے پیچھے آئے گی اور میں بھی اس کے ساتھ رہوں گا۔

سلمان نے کہا تمہیں یہ اطمینان ہے کہ پہرے دار گاڑی کی تلاشی لینے کی کوشش نہیں کریں گے؟

آپ مطمئن رہیں، پہرے داروں کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ جن آدمیوں کو ان کا افسر ناقابل اعتماد سمجھتا ہے، انہیں گاڑی کے قریب پھٹکنے کا موقع بھی نہیں دیا جائے گا اور بوقت ضرورت وہ آپس میں الجھ پڑیں گے۔ اس پاس ہمارے رضا کار بھی موجود ہوں گے لیکن یہ محض احتیاط ہے ورنہ وہاں فی الحال کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے عثمان کو بتا دیا ہے کہ اس کو گاڑی کہاں لے جانا ہے۔ آقا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ بعض اور آدمی بھی آپ کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن اب آپ کو انہیں آگے لے جانے کی ضرورت نہیں۔

مسلمان نے جواب دیا وہ تموڑی دور آگے جا کر واپس ہو جائیں گے میں فی الحال تمہارے پیچھے رہوں گا اور دروازے کے قریب پہنچ کر آگے نکل جاؤں گا۔ ملازم نے کہا آقا نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ گلی کے سامنے جمیل کو دیکھ کر یہ ظاہر نہ کریں کہ آپ اسے جانتے ہیں وہ خاموشی سے آپ کو آگے آگے چلتا رہے گا۔



تموڑی دیر بعد شہر میں داخل ہوتے وقت مسلمان کو یہ محسوس ہوا کہ اس کے ساتھیوں کی بیشتر تدبیریں غیر ضروری تھیں۔ ڈیوڑھی سے آگے سڑک کے آس پاس کئی آدمی مکانوں سے باہر کھڑے حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ گلی کے سامنے جمیل اسے دیکھتے ہی آگے چل پڑا۔ تاہم گاڑی کے متعلق اسے سخت تشویش تھی اور وہ مزمر کر پیچھے دیکھ رہا تھا۔ کوئی دو سو گز چلنے کے بعد اس نے جمیل کے قریب گھوڑا روکتے ہوئے آہستہ سے پوچھا بھائی! وہ گاڑی کہاں غائب ہو گئی؟ اس نے اطمینان سے جواب دیا جناب! آپ فکر نہ کریں۔ ہمارا ایک راستہ سے سفر کرنا مناسب نہ تھا۔ گاڑی بان کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ گاڑی کو پہلی گلی سے موڑی وہ ابھی ہمارے سامنے پہنچ جائے گی۔ زخمی کی حالت کیسی ہے؟ اسے بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا ہے مسلمان نے جواب دیا۔

تموڑی دور آگے دو نو جوان اور ایک نو عمر لڑکا کھڑے تھے۔ جمیل نے چلتے چلتے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ ان کے ساتھ ہولیا۔ چند منٹ بعد مسلمان نے مڑ کر دیکھا تو آٹھ دس اور آدمی آس پاس کے مکانوں سے نکل کر ان کے پیچھے آرہے تھے۔ آگے ایک چوک سے جمیل نے دائیں گلی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا۔ اب آپ گاڑی دیکھ سکتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ نہیں جائیں گے میں صرف آپ کی تسلی کرنا چاہتا تھا اب آپ گھوڑے سے اتر جائیں۔

مسلمان گھوڑے سے کود پڑا۔ جمیل نے کمسن لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم ان کا

گھوڑا لے جاؤ۔ مہمان میرے ساتھ پیدل آئے گا۔

لڑکے نے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے ایڑ لگا دی۔ اتنی دیر میں گھاس کی گاڑی چوک میں پہنچ چکی تھی۔ سرانے کا دوسرا ملازم جو عثمان کے ساتھ آ رہا تھا، سلمان کو دیکھ کر رک گیا۔ جمیل نے جلدی سے کہا۔ اب تمہیں عثمان کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔ تم واپس اپنی سرانے میں پہنچ جاؤ اور اگر کوئی باہر کا آدمی عثمان کے متعلق پوچھے تو اسے یہ کہہ دو کہ گھاس کی پوری گاڑی کی قیمت ایک سوار نے دروازے سے باہر ہی ادا کر دی تھی اور عثمان اس کے گھر پہنچانے چلا گیا ہے۔ پہرے داروں میں سے کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا؟

ملازم نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کہا کہ ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آچکا ہے۔ اگر میرے آقا عثمان کو پہلے ہی یہ بدایت نہ دے چکے ہوتے تو سارا معاملہ خراب ہو چکا ہوتا۔ ایک پہرے دار عثمان سے مفت میں گھاس لینے کا عادی تھا۔ ڈیوڑھی میں اس نے گھاس کا گٹھا اتارنے کی کوشش کی اور عثمان اتنے زور سے چلایا کہ وہ بدحواس ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ افسر نے آگے بڑھ کر عثمان کی چیخ پکار کی وجہ پوچھی تو مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ وہاں غداروں کے کسی جاسوس کو گاڑی کی تلاشی لینے کا بہانہ مل جائے لیکن عثمان نے ایک ہوشیاری کی، اس نے فوراً اپنا لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ کچھ نہیں جناب! یہ ہمارا پرانا مہربان ہے۔ میں نے گھاس کا ایک گٹھا اس کے لیے بھی لانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جو سوار بھی آگے گیا ہے، اس نے رات میں ہی مجھے پوری گاڑی کی قیمت ادا کر دی تھی اور مجھ سے یہ کہا تھا کہ اگر تم نے کسی کو ایک تنکا بھی دیا تو میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔ اس پر افسر نے پہرے دار کو بہت ڈانٹا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم بچ کر نکل آئے ورنہ میری حالت یہ تھی کہ میں گلی عبور کرنے کے بعد بھی اس خوف سے کانپ رہا تھا کہ اگر وہ گھاس کا گٹھا اتار کر پھینک دیتا تو وہ سب کچھ دیکھ لیتے۔ خدا کی قسم وہ لڑکا بہت ہوشیار ہے اور سارا راستہ تھپتھپ لگاتا آیا ہے۔

اچھا تم جاؤ!

اتنی دیر میں گاڑی آگے جا چکی تھی۔ جمیل جموڑی دو راس کے پیچھے چلنے کے بعد دائیں ہاتھ ایک تنگ گلی میں داخل ہوا۔ سلمان خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ چند اور گلیاں عبور کرنے کے بعد وہ ایک کشادہ گلی میں ایک مکان کے قریب پہنچے تو انہیں عثمان خالی گاڑی پر باہر آتا دکھائی دیا۔ وہ کوئی بات کرنے کی بجائے ہاتھ سے اشارہ کر کے آگے نکل گیا اور سلمان اپنے رہنما کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

وسیع صحن میں عبدالمنان کے علاوہ ایک عمر رسیدہ آدمی اور وہ لڑکا جو سلمان کا گھوڑا لے کر آ رہا تھا، کھڑے تھے۔ ایک کونے میں گھاس کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور چار نوکر گھاس اٹھا اٹھا کر صطبل کے قریب ایک گودام کے اندر رکھ رہے تھے۔ سامنے ایک دو منزلہ پرانی عمارت تھی اور بائیں ہاتھ ایک اونچے اور کشادہ چبوترے سے آگے چند علیحدہ کمرے تھے۔

عمر رسیدہ آدمی نے آگے بڑھ کر سلمان سے مصافحہ کیا اور عبدالمنان نے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ یہ قاضی عبید اللہ ہیں اور یہ ان کا بیٹا ابو الحسن ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے فی الحال آپ کی میزبانی کے فرائض انہیں سونپ دیے ہیں اور سعید بھی ان ہی کے پاس رہے گا۔ ان کے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ان کا دوسرا بیٹا جو ابو الحسن سے دس سال بڑا تھا، حامد بن زہرہ کے آخری سفر میں ان کے ساتھ تھا۔ حملے سے اگلے روز ہم دریا کے قریب صرف تین لاشیں تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے تھے، ان میں سے ایک لاش ان کے بیٹے اور دوسری اولیس کی تھی تیسری لاش اجنبی کی تھی، وہ غالباً قاتلوں کا ساتھی تھا۔

چونکہ فی الحال اس واقعے کو نام لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کا فیصلہ ہو چکا تھا، اس لیے رضا کاروں نے انہیں غرناطہ لانے کی بجائے مالے کے پاس ہی کسی جگہ چھپا دیا تھا اور اپنے راہنماؤں سے مشورہ کرنے کے بعد اگلی رات ایک اجڑی ہوئی بہتی

کے قبرستان میں دفن کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا تھا اور واپس آ کر اپنے چند عزیزوں اور دوستوں کے سوا محلے کے کسی آدمی سے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا کہ ان پر کتنا بڑا حادثہ گزر چکا ہے۔ رضا کار باقی الماشیں تلاش نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق یہی خیال ہے کہ وہ بہہ کر دریا میں پہنچ گئی ہوں گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غداروں کی اطلاع پر نزاریوں نے انہیں دریا سے انکال لیا ہو۔

مسلمان سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔ بالآخر اس نے بوڑھے آدمی کو گٹے لگاتے ہوئے کہا۔ اللہ آپ کو ہمت دے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ پھر چند ثانیے اس نے جمیل کی طرف متوجہ ہو کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ولید نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ اولیں ان کے ساتھ تھا۔

جمیل نے کہا۔ یہ عبادت میرے حصے میں آنی چاہیے تھی لیکن وہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب نکلا۔ مجھے آخری وقت یہ حکم دیا گیا کہ ولید کی غیر حاضری میں مجھے یہاں رہنا چاہیے۔ حامد بن زہرہ کا خیال تھا کہ انہیں قبائل میں کام کرنے کے لیے ایک اچھے خطیب کی ضرورت ہے اور اولیں نو جوانوں میں سب سے بہترین خطیب تھا، اس لیے مجھے حکما روک دیا گیا تھا۔

مسلمان نے عبد المنان سے پوچھا۔ طبیب کا انتظام ہو چکا ہے؟

ہاں! ابو نضر اندر سے دیکھ رہے ہیں

ولید کی وجہ سے آپ کو یہ خطرہ تو نہیں کہ جاسوس ان کا پیچھا کریں گے؟

عبد المنان نے جواب دیا۔ صرف یہ گھبراہٹ ہے جہاں ابو نضر بے دھڑک آ سکتے ہیں اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے گھر میں ہیں یا اس گھر میں ان کے مکان کی چھت اس مکان کی چھت سے ملتی ہے۔

نبید اللہ نے کہا اب آپ اندر تشریف لے چلیں۔ ابو نضر کہتے تھے کہ وہ کافی دیر مصروف رہیں گے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سکونتی مکان کے کونے میں ایک کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اور عبید اللہ سلمان سے کہہ رہا تھا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ میرے گھر میں کسی کو یہ معلوم نہیں کہ آپ کون ہیں۔ نوکروں کو یہ بتا دیا جائے گا کہ آپ التجارہ سے آئے ہیں اور مجھے اس زمانے سے جانتے ہیں جب میں گھوڑوں کی تجارت کے سلسلے میں وہاں جایا کرتا تھا اور کبھی کبھی آپ کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ کل آپ میرے حالات معلوم کرنے کے لیے غرناطہ آئے تھے اور میں نے آپ کو چند دن کے لیے یہاں ٹھہرا لیا ہے۔ موجودہ حالات میں حکومت کا کوئی جاسوس التجارہ جا کر آپ کے متعلق تحقیقات نہیں کرے گا۔ آپ کے جاننے والوں نے مجھے سخت تاکید کی ہے کہ آپ فی الحال کسی اجنبی سے بات نہ کریں۔ یہاں جو لوگ آتے ہیں، ان میں سے کوئی حکومت کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے، اس لیے میں نے آپ کے قیام کا انتظام مہمان خانے کی بجائے اپنے رہائشی مکان میں کر دیا ہے۔

سلمان کچھ دیر پریشانی کی حالت میں جمیل اور عبدالمنان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا ولید ابھی تک نہیں آیا؟

عثمان نے جواب دیا۔ نہیں! اسے شاید ابھی دو دن اور باہر رہنا پڑے۔ سلمان نے پوچھا آپ کے جس ساتھی نے عثمان کو خط دے کر بھیجا تھا، اس سے میرے ملاقات کب ہوگی؟

عبدالمنان نے جواب دیا۔ آپ کو وقتاً فوقتاً ان کے پیغامات کسی نہ کسی ذریعے سے ملتے رہیں گے۔ جوں ہی حالات اجازت دیں گے، ملاقات بھی ہو جائے گی۔ لیکن حالات ایسے ہیں کہ میں فوراً ان سے ملنا چاہتا ہوں!

عبدالمنان نے جمیل کی طرف دیکھا اور اس نے کہا۔ انہیں اور ان کے کئی اور ساتھیوں کو آپ کی پریشانی کا پورا پورا علم ہے عام حالات میں مجھے بھی اس وقت

یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا اور عبدالمنان کو بھی کئی اور کام تھے لیکن انہوں نے مجھے یہ پیغام دیا تھا کہ ہمارے سوا شاید کوئی اور آپ کو تسلی نہ دے سکے۔ وہ خالد بن زہرہ کے نواسے کے متعلق کم پریشان نہیں ہیں۔ عمیر اور اس کے ساتھیوں کی تلاش ہو رہی ہے۔ اگر وہ غرناطہ پہنچ گئے تو ہمیں اسی وقت معلوم ہو جائے گا۔ تاہم وہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جس سے ایک کمسن بچے کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ آپ کا پیغام ملنے پر وہ اس لڑکی کے متعلق بھی بہت پریشان ہوئے تھے۔ اس لیے یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ آئندہ ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھایا جائے۔ ہماری کامیابی کا سارا انحصار اس بات پر ہے کہ جن قبائل کے سرداروں کو ہم نے یہاں آنے کی دعوت بھیجی ہے وہ کس حد تک ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ اہل غرناطہ اپنے انفرادی اور اجتماعی خطرات کا سامنا کرنے کے لیے کتنی جلدی بیدار ہوتے ہیں اور پھر حکومت کس حد تک عوام کی قوت احتساب سے خونزدہ ہوتی ہے۔

اگر ہم اس بات کا عملی ثبوت پیش کر سکے کہ قوم اپنے بیرونی دشمنوں کے خلاف جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہے تو اندرونی غداروں کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ ان کا آخری وقت آچکا ہے اور وہ فرٹنیڈ سے اپنی غداری کا صلہ وصول کرنے کی بجائے غرناطہ کے ہر چوراہے میں پھانسیوں پر لٹک رہے ہوں گے۔ انہیں قوم کے کسی ادنیٰ فرد کی طرف بھی آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اپنی آزادی اور بقا کے لیے ایک فیصلہ کن جنگ میں کودنے سے پہلے ہمارا سب سے بڑا اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہوگا کہ ہمارے ترک بھائی کتنی دیر میں ہماری مدد کے لیے پہنچ جائیں گے اور آپ کو چند دن اس لیے رکنا پڑے گا کہ شاید ہم اپنے راہنماؤں کا ایک وفد آپ کے ساتھ بھیجنے کی ضرورت محسوس کریں۔

کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد وہ مغرب کی نماز کے لیے اٹھے تو طعیب کمرے میں داخل ہوا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہونے

کے بعد اس نے سلمان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ میرا نام ابو نصر ہے۔ انشاء اللہ آپ کے دوست کی جان بچ جائے گی۔ میں آپ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ لیکن آج رات شاید ہمیں باتیں کرنے کا موقع نہ ملے۔ جب تک مریض کو ہوش نہیں آتا، مجھے اس کے پاس رہنا پڑے گا۔ انشاء اللہ صبح ہماری ملاقات ہوگی۔ پھر اس نے عبید اللہ سے کہا آپ کھانے کے لیے میرا انتظار نہ کریں۔ میں نے دن کے وقت دیر سے کھایا تھا اور اب مجھے بھوک نہیں۔



ابو نصر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ سلمان نے قدرے توقف کے بعد عبد المنان سے سوال کیا۔ آپ کو ہاشم کے متعلق کچھ پتا چلا؟
نہیں! ہمیں اس کے متعلق پوری چھان بین کرنے کا موقع نہیں ملا۔ آج بعض ذرائع سے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اسے خالد بن زہرہ کی آمد سے قبل ابو القاسم کے محل میں داخل ہوتے دیکھا گیا تھا۔ حکومت کا ایک کاراس کو دروازے تک پہنچا کر چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس دن اور اگلی رات ابو القاسم کے محل میں چند غداروں نے اس سے ملاقات کی تھی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہاشم کسی گروہ کے ساتھ باہر نکل گیا ہو۔ اس روز کو تو ال بھی بہت مصروف تھا اور اس نے رات کے وقت بھی وزیر اعظم کے محل میں حاضری دی تھی۔

سلمان نے کچھ سوچ کر کہا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں ایک منٹ کے لیے بھی وزیر اعظم سے بات کر سکوں تو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہاشم کہاں ہے؟
جمیل نے کہا وزیر اعظم سے بات کرنے کے لیے اور لوگ موجود ہیں۔ آپ کے ساتھی آپ کو کوئی خطرہ مول لینے کی اجازت نہیں دیں گے۔

سلمان نے کہا دوسرا آدمی کو تو ال ہے جس کے متعلق میرے پاس اس بات کا پورا پورا ثبوت ہے کہ وہ ابو القاسم کی ہر سازش میں شریک ہے۔

جمیل نے کہا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ ابو القاسم ہر ذلیل کام اس سے لیتا ہے لیکن ابھی اس کے سامنے بھی کسی جرم کے ثبوت پیش کرنے کا وقت نہیں آیا۔

مسلمان نے کہا۔ میں آپ سے دو کام لینا چاہتا ہوں۔ پہلا تو یہ ہے کہ آپ پولیس کے ایک آدمی کے گھر کا پتا معلوم کریں جس کا نام یحییٰ تھا۔ اس کے بعد آپ کے لیے حامد بن زبرہ کے قاتلوں پر باتھڈالنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ میں غرناطہ چھوڑنے سے پہلے اپنے حصے کی ایک اہم ذمہ داری پوری کرنا چاہتا ہوں۔

جمیل نے کہا ہمارے لیے اس کا پتا لگانا مشکل نہیں ہوگا۔ پولیس میں ہمارے کئی ساتھی موجود ہیں اور ان میں سے کسی کو یہ کام سونپا جاسکتا ہے۔

مسلمان نے کہا منصور کو تلاش کرنے کے لیے ہمارے لیے عمیر اور عقبہ کی نقل و حرکت سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ انشاء اللہ میں آپ کو بہت جلد یہ بتا سکوں گا کہ وہ کہاں ہے۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ میرے لیے جو پیغام آئے وہ مجھے فوراً مل جائے۔ اگر ابو یعقوب گرفتار ہونے والے آدمی سے ضروری باتیں اگلو ان میں کامیاب ہو گیا تو ممکن ہے کہ وہ بذات خود یہاں آئے وہ سرائے سے میرا پتا معلوم کرے گا اور آپ اسے بلاتا تاخیر میرے پاس لے آئیں یا مجھے وہاں بلا لیں۔

عبدالمنان نے کہا میں ان سب باتوں کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ اگر کسی وجہ سے میں خود نہ آسکا تو عثمان آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔

جمیل نے کہا میں بھی واپس جانا چاہتا ہوں ہمارے ساتھی یہ سننے کے لیے بے قرار ہوں گے کہ آپ غرناطہ پہنچ گئے ہیں۔

عبید اللہ نے انہیں کھانے کے لیے روکنے کی کوشش کی لیکن عبدالمنان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ نہیں! آپ ہمیں اجازت دیں۔ اب تک سرائے میں میرے لیے کئی پیغامات آچکے ہوں گے اور جمیل بہت مصروف ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے معزز مہمان دسترخوان پر ہماری غیر حاضری محسوس نہیں کریں گے۔

عبید اللہ نے انہیں رخصت کرنے کے لیے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن عبدالمنان کے اصرار پر اسے رکنا پڑا۔

تموڑی دیر بعد سلمان اپنے میزبان اور اس کے بیٹے کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا کھانا کھاتے ہوئے غرناطہ کے تازہ حالات سن رہا تھا اور اس کے اضطراب میں ہر آن اضافہ ہو رہا تھا۔



آدھی رات سے ایک ساعت قبل وہ بستر پر لیٹا بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدل رہا تھا۔ طبیب دے پاؤں کمرے میں داخل ہوا اور وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ابو نصر نے کہا۔ آپ لیٹے رہیں۔ میں صرف اس خیال سے آیا تھا کہ اگر آپ جاگ رہے ہوں تو آپ کو یہ بتا دوں کہ اب میں زخمی کے متعلق آپ کو پورا پورا اطمینان دلا سکتا ہوں۔ انشاء اللہ آپ صبح ہوتے ہی مجھ کو یہاں موجود پائیں گے۔ میرا ایک آدمی زخمی کی دیکھ بھال کے لیے یہاں موجود رہے گا اور ضروری پڑی تو مجھے بھی ہر وقت یہاں بلایا جاسکتا ہے۔

سلمان نے کہا آپ بہت زیادہ تھک نہ گئے ہوں تو تموڑی دیر تشریف رکھیں ابھی میں نے غرناطہ کے متعلق جو باتیں سنی ہیں وہ انتہائی پریشان کن ہیں۔ جو آدمی مجھے تسلی دے سکتا تھا، اس سے مجھے فوری ملاقات کی توقع نہیں۔ اگر مجھے یہ اطمینان ہوتا کہ اہل غرناطہ آنے والے مصائب کو کچھ عرصہ کے لیے نال سکتے ہیں، تو مجھے اس قدر پریشانی نہ ہوتی۔

ابو نصر نے بستر کے قریب صندلی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ آپ کی دلجوئی کے لیے میں ساری رات آپ سے باتیں کر سکتا ہوں۔ ولید آپ کے متعلق بہت کچھ بتا چکا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ میری باتوں سے آپ کی پریشانی کم نہیں ہوگی۔ غرناطہ کے حالات بڑی تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ حامد بن زہرہ کی آمد پر جو اجتماعی ولولہ بیدار

ہوا تھا وہ اب سرد پڑ چکا ہے۔ حریت پسندوں نے جس قدر ان کے قتل کو دبانے کی کوشش کی ہے اسی قدر حکومت عوام کے دلوں میں اس قسم کے شکوک پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہے کہ وہ موجودہ حالات سے مایوس اور بد دل ہو کر ہیں روپوش ہو گئے ہیں۔ وہ غرناطہ کے جن با اثر لوگوں سے تائید و حمایت کی امید لے کر واپس آئے تھے ان میں سے اکثر قوم کی مزید تباہی کے لیے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

مسلمان نے کہا میں یہ باتیں سن چکا ہوں اور یہ سمجھ سکتا ہوں کہ جو غدار فریڈینڈ کے ساتھ اپنا مستقبل وابستہ کر چکے ہیں وہ قوم میں مایوسی اور بد دلی پیدا کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کریں گے۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ غرناطہ کے عوام حامد بن زہرہ کے متعلق ایسی باتیں کیسے سن سکتے ہیں

ابو نصر نے کہا جن لوگوں نے حامد بن زہرہ کی تقریر پر عوام کا جوش و خروش دیکھا تھا، وہ دودن قبل یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اب کوئی غدار اپنے گھر سے باہر نکلنے کی جرأت کرے گا۔ لیکن غرناطہ کے تازہ ترین حالات کے پیش نظر ہمیں اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ دشمن ہماری نسبت کہیں زیادہ مستعد تھے۔ انہیں اپنے راستے کی تمام مشکلات کا احساس تھا اور وہ کئی دنوں سے ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غرناطہ اور سینا نے کے درمیان آمد و رفت اور تجارت کا راستہ کھول دینا ہمارے لیے فریڈینڈ کی تمام جنگی تدابیر سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے۔

میں اس اجتماع میں موجود تھا جس کے سامنے ابو القاسم نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ دن غرناطہ کے لیے قحط کا آخری دن ہے۔ آئندہ غرناطہ سے قحط کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ فریڈینڈ نے میری یہ درخواست مان لی ہے کہ اہل غرناطہ کی مشکلات آسان کرنے کے لیے سینا نے کے ساتھ تجارت کا راستہ کھول دیا جائے۔ چنانچہ کل سے طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک تمہارے تاجر فریڈینڈ کے پڑاؤ

سے سامان رسد خرید کر آسکیں گے۔

چند ثانیے یہ غیر متوقع اعلان سننے والوں کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا اور مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں خواب کی حالت میں یہ اعلان سن رہا ہوں۔

پھر جب ابو القاسم نے یہ مژدہ سنایا کہ کل سے تم سینھانے کو ایک دشمن کے مستقر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک فیاض ہمسایہ کی تجارتی منڈی کی حیثیت سے دیکھو گے اور غرناطہ میں جن لوگوں نے کئی مہینوں سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا، وہ انتہائی سستے داموں یہ ضروریات زندگی حاصل کر سکیں گے۔ تو لوگ مسرت کے نعرے بلند کر رہے تھے۔

پھر اس سلسلے میں اس نے اپنی کارگزاری کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میں فرڈمینڈ سے یہ مطالبہ منوانے کے لیے تین بار ملاقات کر چکا ہوں اور اسے رضا مند کرنا معمولی بات نہ تھی۔

ان باتوں کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بدترین دشمن بھی اس کی حکمت عملی اور ہوشیاری کی تعریف کر رہے تھے۔ میں بذات خود ان لوگوں میں سے ایک تھا۔ جنہوں نے اگلے رزاس کے گھر جا کر اسے مبارک باد دی تھی اور مجھے ہمیشہ اس بات کی ندامت رہے گی لیکن اس وقت یہ کون کہہ سکتا تھا کہ ابو القاسم اہل غرناطہ کو ناصح کی جس منڈی کا راستہ دکھا رہا ہے وہ چند دن بعد ہمارے لیے فرڈمینڈ کے سلمہ خانوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگی۔ غرناطہ کے جو خریدار وہاں سے غلے کی گاڑیاں بھر کر آئیں گے ان میں سے کئی ایسے ہوں گے جو اپنے ضمیر کا سوا اچکا کرواپس آئیں گے اور ان کے ساتھ دشمن کے جاسوسوں کو بھی غرناطہ میں داخل ہونے کا موقع مل جائے گا۔ ہمارا اندازہ ہے کہ حامد بن زہرہ کی آمد سے قبل دشمن کے سینکڑوں جاسوس یہاں پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے اکثر یہودی جنہیں مسلمانوں کے بھیس میں کام کرنے کی تربیت دی گئی تھی۔ وہ اپنے ساتھ بے پناہ دولت لائے تھے اور بے ضمیر لوگوں

نے ان کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے تھے۔ حامد بن زہرہ کی آمد تک ان کی سرگرمیاں خفیہ تھیں لیکن اب وہ اچانک اپنی پناہ گاہوں سے باہر نکل آئے ہیں۔

غرماطہ سے حامد بن زہرہ کی روانگی کے اگلے روز حکومت چند گھنٹوں کے لیے سینما کے راستہ بند کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ صرف وہ لوگ وہاں جا سکتے تھے جو پولیس کی مدد حاصل کر سکتے تھے لیکن دوپہر کے وقت دروازہ کھول دیا گیا تھا اور جگہ جگہ پولیس کی اعانت کے لیے امن کے دستے متعین کر دیے گئے تھے۔ اب یہ حالت ہے کہ عوام کا اتحاد تیزی سے ٹوٹ رہا ہے۔ حکومت اس بات کی پوری پوری کوشش کر رہی ہے کہ انہیں متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

دشمن کے جاسوس اور ہمارے نام نہاد علماء جو ان اشاروں پر چلتے ہیں، پولیس کے پہرے میں جگہ جگہ اقریریں کر رہے ہیں۔ امن پسندوں نے عوام کو مرغوب کرنے کے لیے سینکڑوں مجرموں اور پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ حکومت نے فوج کی تعداد متارکہ جنگ کا معاہدہ کرتے ہی کم کرنی شروع کر دی تھی لیکن پولیس کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔

ابو القاسم کو فوج کی طرح پولیس کے جن افسروں سے خطرہ تھا، ان میں سے بعض یرغمال میں جا چکے ہیں اور باقی بتدریج سبکدوش کیے جا رہے ہیں۔

سابق کوئٹوال نے سینما کے راستہ کھولنے کی مخالفت کی تھی، اس لیے اب اس کی جگہ ایک ایسے آدمی کو کوئٹوال بنا دیا گیا ہے جو انتہائی بے ضمیر اور بزدل ہے اور وزیر اعظم کی خوشنودی کے لیے ہر جرم کر سکتا ہے۔

حکومت کی کوششوں سے اہل غرماطہ تین متحارب گروہوں میں تقسیم ہو رہے ہیں اور دشمن کے جاسوس عرب، بربر اور اسپینی مسلمانوں کی پرانی عداوتیں زندہ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

خطیبوں کا ایک گروہ عربوں کی رہنمائی کر رہا ہے اور اہل بربر اور اسپینی مسلمانوں کے خلاف زہرا گھل رہا ہے۔

دوسرا گروہ اہل بربر کی بالادستی کے حق میں تقریریں کرتا ہے اور دوسروں کو گالیاں دیتا ہے۔

تیسرے گروہ نے اسپینی مسلمانوں کی قیادت سنبھال لی ہے اور یہودی اور مقامی عیسائی اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ابھی تک عوام کے خوف سے رہائشی علاقوں میں نہیں جاتے۔ صرف ان چوراہوں اور بازاروں میں جلسے کرتے ہیں جہاں پولیس ان کی حفاظت کرتی ہے۔

ان کی جرات کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ دس دن قبل حکومت نے ایک ایسے علاقے کی مسجد کے پرانے خطیب کو قتل کروا دیا تھا جس کی بیشتر آبادی اسپینی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ یہ خطیب بھی ان میں سے ایک تھا۔ عرب اور بربر بھی اس کی یکساں عزت کرتے تھے لیکن حکومت اس سے اس بات پر ناراض تھی کہ وہ متارکہ جنگ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا اور عارضی صبح کے معاملے کے دائمی غامی کا پیش خیمہ سمجھتا تھا۔ ایک رات وہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر واپس جا رہا تھا کہ راستے میں کسی نامعلوم آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

اگلے روز چند با اثر آدمیوں نے امامت کے فرائض ایک ایسے آدمی کو سونپ دیے جو اس منصب کے لیے بالکل نیا تھا۔ ہمارے آدمی ایسے لوگوں پر کڑی نظر رکھتے تھے لیکن ایک چھوٹی سی مسجد کے نئے امام پر کسی نے توجہ نہ دی اور ہمیں مسجد سے باہر اس کی سرگرمیوں کا کوئی علم نہ تھا لیکن گزشتہ رات وہ ایک کھلے میدان میں اس علاقے کے ایک بہت بڑے اجتماع میں اپنی اصلی صورت میں نمودار ہوا۔ بظاہر یہ مقامی مسلمانوں کا اجتماع تھا لیکن وہاں یہودی اور نصرانی بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔

آدھی رات کے قریب اس علاقے کا ایک طبیب جو میرا شنّا گرد رہ چکا تھا، اس خطیب کی تقریر سننے کے بعد سیدھا میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔ خدا کے لیے خالد بن زہرہ کے ساتھیوں کو خبردارہ کیجئے کہ ہم پر خدا کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔ پھر اس جلسے کی کارروائی سننے کے بعد میری اپنی یہ حالت تھی کہ میں نے باقی رات بستر پر کروٹیں بدلتے گزار دی اگر کوئی اور آدمی میرے سامنے اس غدار کی تقریر کا ذکر کرتا تو مجھے کبھی یقین نہ آتا کہ اہل غرناطہ اس گئی گزری حالت میں بھی ایسی باتیں سن سکتے ہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ خالد بن زہرہ کی آواز ابھی تک ان کے کانوں میں گونج رہی ہے۔

اس غدار خطیب نے اپنی مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا

”عرب اور بربر غیہ ملکی ہیں۔ انہیں صف حکمرانی کا شوق یہاں لے آیا تھا۔ اب آٹھ سو سال اس زمین پر حکومت کرنے کے بعد انہیں یہ خطہ ہے کہ جب ان کی بالادستی ختم ہو جائے گی تو ان کا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا۔

ان کی آخری امید یہ ہے کہ اگر وہ دوبارہ جنگ شروع کر دیں تو افریقی ممالک کے مسلمان اور ترک ان کی مدد کے لیے پہنچ جائیں۔ پھر اگر وہ چاروں اطراف سے مایوس ہو جائیں تو انہیں یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ جن راستوں سے یہاں پہنچے تھے، انہی راستوں سے واپس جا چکے ہیں لیکن ہم یہیں پیدا ہوئے تھے اور یہیں مریں گے۔

ہم اس زمین کے فرزند ہیں جس کی حفاظت کے لیے راڈرک نے تلوار اٹھائی تھی اور جسے آٹھ سو سال کی غلامی کے بعد فرڈیننڈ نے آزاد کیا ہے۔ مسلمان ہونے کے باوجود اس ملک

کی اکثریت کے ساتھ ہمارا نسلی رشتہ ختم نہیں ہوا۔

طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیب غاصب تھے۔ ان کی فتنہ
عربوں اور بربروں کی فتنہ تھی۔ راڈرک کی شکست ہماری
شکست تھی۔

میں عربوں اور بربروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر وہ یہاں
رہنا چاہتے ہیں تو انہیں اس ملک کی اکثریت کے ساتھ پر
امن ہمسائیگی کے آداب سیکھنے پڑیں گے ورنہ اس کے لیے
مراش، مصر اور شام کے راستے کھلے ہیں

ہم ابو عبد اللہ اور ابو القاسم کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے امن
پسندی کا ثبوت دے کر اندلس کے مسلمانوں کو مزید تباہی
سے بچالیا ہے۔

ہمف رٹینڈ اور ملکہ ازبیل کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے
عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان قریم منافرتوں کی
دیواریں توڑ دی ہیں اور ہم پر مکمل فتح حاصل کرنے کے
باوجود ہمیں اپنی عیسائی رعایا سے زیادہ حقوق اور مراعات
دینے کا اعلان کیا ہے۔“

مسلمان نے کہا۔ ”میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ غرناطہ کے عوام ایسی تقریریں سن سکتے
ہیں۔“

اہل غرناطہ کی بھاری اکثریت ابھی تک اس بات پر متفق ہے کہ ہم جتنی جلدی
اپنے بقا کی جنگ کے لیے میدان میں نکل آئیں، اسی قدر ہمارے لیے بہتر ہوگا۔
اہل غرناطہ کی جرات قبائل کے حوصلے باند کر سکتی ہے لیکن ہم میں ایک گروہ ایسا بھی
ہے جو یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ انفرجنہیں ہماری فوج کا جوہر سمجھا جاتا ہے، دشمن کی قید

میں ہیں۔ اس لیے ہمیں جنگ شروع کرنے سے پہلے انہیں آزاد کرنے کی کوئی تدبیر نکالنی چاہیے۔ کم از کم متارکہ جنگ کی مدت کے دوران کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے کہ فرڈیننڈ کو انہیں روکنے کے لیے بہانہ مل جائے۔“

سلمان نے کہا فرڈیننڈ کو انہیں روکنے کے لیے کسی بہانے کی ضرورت نہیں۔ وہ غرناطہ پر قبضہ کرنے سے پہلے انہیں کسی صورت میں بھی واپس نہیں کرے گا اور اس کے بعد بھی مجھے اندیشہ ہے کہ جن افسروں سے ابو القاسم جیسے لوگوں کو باز پرس کا خطرہ ہے انہیں کسی حالت میں بھی واپس نہیں آنے دیا جائے گا۔ میں حیران ہوں کہ جن مجاہدوں کی تربیت موسیٰ بن ابی غسان جیسے حقیقت پسند سپاہیوں نے کی تھی، وہ اس فریب میں کیسے آگئے؟ انہیں اس بات کا کیسے یقین آ گیا کہ جب اہل غرناطہ رسد جمع کر لیں گے تو فرڈیننڈ انہیں اپنی افواج کا مقابلہ کرنے کے لیے واپس بھیج دے گا۔

ابو نصر نے جواب دیا۔ فوج کے اندر جو بڑے بڑے افسر ابو القاسم کی چالوں کو سمجھ سکتے تھے وہ جنگ بندی کے معاہدے کے ساتھ ہی سبکدوش کر دیے گئے تھے اور اس جیسے عیار آدمی کے لیے نوجوانوں کو یہ فریب دینا مشکل نہ تھا کہ اگر تم متارکہ جنگ کی مدت ختم ہونے کے بعد ایک بار پھر قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہو تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ غرناطہ میں آئندہ چند مہینوں کی رسد جمع کر لی جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ یرغمال کے بارے میں فرڈیننڈ کی شرائط قبول کر لی جائیں۔ اور یہ ہماری اتنی بڑی بدقسمتی تھی کہ اس وقت خالد بن زہرہ جیسی با اثر شخصیت غرناطہ میں موجود نہ تھی اور ابو القاسم نے صبح کے کامیوں کے ساتھ ساز باز کر کے نہ صرف غرناطہ کے چند انتہائی با اثر خاندانوں کو اپنا ہمنوا بنایا تھا بلکہ فوج کے کئی نوجوان افسروں کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔

عوام سے اسے مخالفت کا اندیشہ نہیں تھا۔ سینا نے کارا سے کھلوا کر اس نے

انتہائی دور اندیش لوگوں کو بھی یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ فرڈیننڈ اس کی مٹھی میں ہے اور جس آسانی سے اس نے اہل غرناطہ کو بھوکوں مرنے سے بچا لیا ہے اسی قدر آسانی سے وہ بوقت ضرورت انہیں دشمن کی قید سے نکال سکے گا۔

اس سازش کے پیچھے ان یہودیوں کا دماغ بھی کام کر رہا تھا جو غرناطہ کے اندر دشمن کا ہر اول دستہ بن چکے تھے۔ میں آپ کی اس بات سے متفق ہوں کہ فرڈیننڈ کسی حالت میں بھی اپنے مقاصد حاصل کیے بغیر جنگی قیدیوں کو آزاد نہیں کرے گا۔

ابو القاسم ہر دوسرے تیسرے دن جنگی قیدیوں کو دیکھنے کے بہانے سیناٹے جاتا ہے اور شہر میں یہ منادی کی جاتی ہے کہ وہاں انہیں زندگی کا ہر آرام میسر ہے لیکن ہمارے راہنماؤں کا خیال ہے کہ ابھی تک قیدیوں سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اب فوج کے افسروں کی خوش فہمیاں دور ہو چکی ہیں اور اسے اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ اسے دیکھتے ہی اس کی بوٹیاں نوچنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

ابو نصر کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد چلا گیا اور سلمان کی یہ حالت تھی کہ اسے باقی رات نیند نہ آسکی میرے اللہ! میں کیا کر سکتا ہوں وہ بار بار اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

”ایک قوم کے گناہوں کا بوجھ قوم ہی اٹھا سکتی ہے۔ میں ایک فرد ہوں مجھے صرف اتنی توفیق دے کہ میں اپنی مدد و عقل اور ہمت کے مطابق اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کر سکوں۔“



عمیر کی کارگزاری

منصور کو اغوا کرنے کے بعد عمیر کے لیے یہ اطلاع بہت اہم تھی کہ جعفر گھڑ آتے ہی دوبارہ غرناطہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور ضحاک اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ تاہم اگلی صبح وہ اس بات سے سخت مضطرب تھا کہ اگر نائکہ نے اچانک گھر پہنچ کر شور مچا دیا تو وہ اس کا سامنا کیسے کر سکے گا چنانچہ اس نے سب سے پہلے ان نوکروں سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کی جو اس کی سوتیلی ماں کی طرح ہر معاملے میں نائکہ کی طرف داری کیا کرتے تھے اور صبح ہوتے ہی ان میں سے دو کو یہ حکم دیا کہ وہ فوراً الانجران کی طرف روانہ ہو جائیں اور نائکہ کے ماموں کے پاس جا کر اس کا پتا لگائیں۔ تیسرے نوکر کو اس نے پڑوس کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جنوب مشرق کی ان دور افتادہ بستیوں کی طرف روانہ کر دیا جہاں اس کے دوسرے رشتے دار رہتے تھے۔ اب گھر میں صرف ایک ایسا ملازم رہ گیا تھا جس پر اسے پورا اعتماد تھا۔

اپنی سوتیلی ماں کو خوف زدہ کرنے کے لیے اس کا اتنا کبہ دینا کافی تھا کہ اباجان بہت جلد غرناطہ سے واپس آجائیں گے۔ اگر انہیں یہ شبہ ہو گیا کہ نائکہ آپ کے مشورے سے کہیں گئی ہے تو وہ آپ کو معاف نہیں کریں گے۔

اس کے بعد اس کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے کئی بار آنسو بہا چکی تھی۔ دوپہر تک گاؤں کے کئی آدمی غرناطہ کے حالات معلومات کرنے کے لیے اس کے پاس آئے تھے لیکن عمیر کی ہدایت کے مطابق نوکر نے انہیں باہر سے ہی یہ کبہ کررخصت کر دیا تھا کہ وہ بیمار ہیں اور انہیں مکمل آرام کی ضرورت ہے۔

سہ پہر تک نائکہ کا انتظار کرنے کے بعد عمیر کی یہ حالت تھی کہ وہ اضطراب کے عالم میں کبھی مہمان خانے میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا جاتا اور کبھی سکونت مکان کے برآمدے یا کمروں کے اندر بے لانا شروع کر دیتا۔

شام کے وقت اس نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے تیار رکھنے کی ہدایت کی اور خود

مکان کی چھت پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک اسے جنوب مشرق کی پہاڑی پر ایک سوار کی جھلک دکھائی دی۔ کچھ دیر وہ ٹھنکی باندھ کر دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہونے لگی۔ سوار ابھی کوئی نصف میل دور تھا تاہم اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ حاتکہ ہے۔ چند منٹ اور پورے انہماک سے اس کی طرف دیکھنے کے بعد وہ جلدی سے سلمیٰ کے کمرے میں پہنچا اور بولا امی مبارک ہو! حاتکہ واپس آ رہی ہے۔ لیکن جب تک میں اس کا دماغ درست نہیں کر لیتا، آپ اسے منہ لگانے کی کوشش نہ کریں۔ اس لیے آپ اوپر کے کمرے میں تشریف لے جائیں اور وہاں خاموشی سے بیٹھی رہیں۔ اس لڑکی اور خادمہ کو بھی وہیں لے جائیں۔ اگر آپ کی طرف سے اسے ذرا سی بھی شبہ ملی تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ آئیے! جلدی کیجئے!

سلمیٰ اپنی خادمہ اور خالدہ کے ساتھ زینے کی طرف بڑھی۔ عمیر ان کے پیچھے پیچھے باہر کی منزل کے دروازے تک آیا۔ سلمیٰ نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی اچانک مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ عمیر! مجھے ڈر ہے کہ اگر تم نے اس کے ساتھ کوئی سخت کلامی کی تو بات بہت بڑھ جائے گی۔

”امی آپ فکر نہ کریں یہ اس کی پہلی حماقت ہے اور میں صرف یہ تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دوبارہ گھر سے باہر قدم نکالنے کی جرأت نہیں کرے گی۔“ عمیر نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی۔

سلمیٰ چلائی! عمیر! عمیر! اٹھبرا، میری بات سنو!

اس نے جواب دیا۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتیں کہ سارا گاؤں یہاں جمع ہو جائے تو آپ کو شور مچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

سلمیٰ نے نرم ہو کر کہا ”بیٹا! مجھے صرف یہ خطرہ ہے کہ وہ تمہاری کسی بات پر مشتعل نہ ہو جائے۔“

”آپ فکر نہ کریں اگر آپ کی طرف سے اس کی حوصلہ افزائی نہ ہوئی تو میں اسے مشتعل کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔“

عمیر یہ کہہ کر تیزی سے نیچے اتر اور بھاگتا ہوا ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔ عاتکہ آ رہی ہے۔ اس نے گھر کے نوکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اندر آنے سے پہلے اسے یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم یہاں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر وہ پوچھنے کی کوشش کرے تو اسے یہ کہہ کر نال دیا جائے کہ میں باقی نوکروں کے ساتھ اسے تلاش کر رہا ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اس کے پیچھے کوئی اور ڈیوڑھی کے اندر داخل نہ ہو۔ اس لیے اس کی آمد کے بعد دروازہ بند کر دینا چاہیے۔ میرا ایک ساتھی تمہاری اعانت اور رہنمائی کے لیے مہمان خانے کے اندر موجود ہو گا۔ پھر وہ بھاگتا ہوا مہمان خانے میں داخل ہوا اور ایک منٹ بعد وہ دو آدمیوں کے ساتھ سکونتی مکان کا رخ کر رہا تھا۔



تموڑی دیر بعد عمیر انتہائی پریشانی کی حالت میں عاتکہ کا انتظار کر رہا تھا۔ عام حالات میں اسے اب تک گھر پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن اب شام ہو چکی تھی اور اس کی آمد کے کوئی آثار نہ تھے۔ مکان کے درمیانی کمرے میں چراغ جلانے کے بعد وہ کبھی باہر نکل کر برآمدے یا صحن میں بلانا شروع کر دیتا اور کبھی کمرے کے اندر کر سی پر بیٹھ جاتا۔ بالآخر اسے مکان سے باہر گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ وہ جلدی سے باہر نکلا۔ عاتکہ ڈیوڑھی سے نمودار ہوتے ہی گھوڑے سے کود پڑی۔ اور وہ بھاگ کر واپس کمرے میں آ گیا۔

عاتکہ برآمدے کے سامنے ایک ٹائیپ کے لیے رکھی، پھر جھجکتی ہوئی کمرے کے اندر داخل ہوئی اور اس نے عمیر کو دیکھتے ہی سوال کیا۔ چچی جان کہاں ہیں؟

عمیر کو اس کا چہرہ دیکھ کر پہلی بار گھر کے اندر اپنی برتری کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔ خالدہ نے کسی سوار کو گاؤں کی طرف آتے دیکھا تھا

اور وہ دونوں تمہارا پتالاگنے گئی تھیں۔ اگر تم سیدھی گھر آتیں تو وہ کہیں راستے میں مل جاتیں میرا خیال ہے تم منصور کے گھر رک گئی تھیں۔

ناتکہ کا چہرہ اچانک غصے سے تھما اٹھا اور اس نے کہا۔ میں اس امید پر وہاں گئی تھی کہ شاید حامد بن زہرہ کے قاتلوں کو اس کے نواسے پر رحم آگیا ہو!

”تم کیا کہہ رہی ہو؟“ عمیر نے سراپیمگی کی حالت میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیا حامد بن زہرہ کو کسی نے قتل کر دیا ہے؟

ناتکہ نے کہا اگر تم اس وقت آنیے میں اپنا چہرہ دیکھ سکو تو اس سوال کا جواب مل جائے گا۔ میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ منصور کہاں ہے؟ اور یاد رکھو تمہیں غلط بیانی سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر تم مجھے مطمئن نہ کر سکے تو کل تک یہ سوال گاؤں کے ہرنچے اور بوڑھے کی زبان پر ہوگا۔

عمیر نے کہا تمہیں یہ سعید نے بتایا ہے کہ اس کے والد قتل ہو چکے ہیں؟

”ہاں! تم اپنے ساتھیوں کو یہ اطلاع دے سکتے ہو کہ وہ اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ سعید زندہ ہے اور تمہاری دسترس سے بہت دور جا چکا ہے۔ سردست اسے یہ معلوم نہیں کہ اس کے باپ کے قاتل کون ہیں؟ انہوں نے رات کے وقت اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے۔ لیکن غرناطہ کے اندر اور باہر ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ اگر وہ سعید کو قاتلوں کے متعلق بتا دیتے تو وہ زخمی ہونے کے باوجود ان سے انتقام لینے میں ایک لمحہ کی تاخیر برداشت نہ کرتا لیکن اس کے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ حامد بن زہرہ کے بعد قوم کو اس کے بیٹے کی ضرورت ہے۔ وہ اسے غرناطہ واپس لانے کے لیے مناسب حالات کا انتظار کریں گے اور پھر یہ سوچنا تمہارا کام ہوگا کہ قوم کے غداروں کی گردنوں اور مہبان وطن کی تلواروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

عمیر کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ وہ کچھ دیر پتھرائی ہوئی نگاہوں سے ناتکہ کی طرف

دیکھتا رہا پھر اس نے سننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ عاتکہ! مجھے معلوم نہیں کہ حامد بن زہرہ کب اور کہاں قتل ہوئے ہیں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ منصور کو کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے جعفر کی بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم واپس آ جاؤ گی تو اسے بحفاظت گھر پہنچا دیا جائے گا اور میں اس وعدے پر قائم ہوں۔

تمہیں بہت سی باتوں کا علم نہیں، لیکن میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ اس لیے اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ کل تک یہ گھرا کھ کا انبار بن جائے تو تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم منصور کو واپس لانے میں ایک لمحہ تاخیر نہ کرو۔

میں منصور کا دشمن نہیں ہوں۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تمہیں تلاش کرنا خاندان کی عزت کا مسئلہ تھا۔ خدا کے لیے اب بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے میرے سوال کا جواب دو۔ تم نے حامد بن زہرہ کے قتل کی افواہ اڑانے اور مجھ پر بلا وجہ الزام تراشی کی ضرورت محسوس کیوں کی؟

عاتکہ کی قوت برداشت جواب دے چکی تھی۔ اس نے تلملا کر کہا۔ عمیر! مجھے اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ تم میرے چچا کے بیٹے ہو۔ تم بھیڑیوں کی جس ٹولی میں شامل ہو چکے ہو ان کا رہنما میرے والدین کا قاتل ہے۔ اس کا اصلی نام طلحہ نہیں بلکہ عتبہ ہے۔ میں جس قدر اپنے والدین کے قاتل کو جانتی ہوں اسی قدر حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے متعلق بھی جانتی ہوں۔ اس لیے تمہیں سعید کو تلاش کرنے یا منصور کو اذیت دینے کی بجائے اب اپنے متعلق سوچنا چاہیے۔

عمیر کی حالت اس زخم خوردہ درندے کی سی تھی جو اپنے شکاری پر آخری حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہو۔ اس نے کہا عاتکہ! کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں زبان پر لانا خطرناک ہوتا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تمہاری ہر بات برداشت کر سکتا ہوں لیکن اگر تم گاؤں کے دوسرے لوگوں کے سامنے بھی اسی قسم کی بے احتیاطی کا مظاہرہ کر چکی ہو تو تم صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے لیے بھی بہت بڑا خطرہ

مول لے چکی ہو۔

حالتکہ نے کہا۔ میں اس امید پر گھر آئی ہوں کہ تم منصور کو اس کے گھر پہنچا دینے کا وعدہ پورا کرو گے اور مجھے گاؤں کے لوگوں کو کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

تم یہ وعدہ کرتی ہو کہ اس کے بعد تم مجھے ایک دشمن کی حیثیت سے نہیں دیکھو گی۔ میں صرف یہ وعدہ کر سکتی ہوں کہ کسی سے تمہارا ذکر نہیں کروں گی۔ لیکن میری ایک شرط ہے وہ کیا؟

تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ میرے والدین کا قاتل کہاں ہے؟ خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ تمہارے والدین کا قاتل کون تھا ہوسکتا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں معلوم نہ ہو لیکن اب میں بتا چکی ہوں۔ وہ یہاں نہیں ہے

اگر میرے خاندان کی غیرت مرچکی ہے تو میں زمین کے آخری کونے تک اسے تلاش کروں گی۔ تمہیں معلوم ہے کہ انسان اپنا ایک جرم چھپانے کے لیے کئی اور جرم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ تم حامد بن زہرہ کا قتل چھپانے کے لئے سعید کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اب تم اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

عمیر نے کہا فرض کرو کہ جن لوگوں پر تم نے حامد بن زہرہ کے قاتل ہونے کا الزام لگایا ہے، ان میں سے بعض یہاں موجود ہیں اور تمہاری باتیں سن چکے ہیں اور وہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔

حالتکہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ پھر وہ جلدی سے باہر کے دروازے کی طرف بڑھی لیکن عمیر نے جلدی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی دائیں

بانیں دونوں کمروں کے دروازے کھلے اور دو آدمی بھاگتے ہوئے آگے بڑھے۔

خدارا! کہنے! عاتکہ دوسرے ہاتھ سے اپنا خنجر نکالتے ہوئے چلائی لیکن ایک آدمی نے جھپٹ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور دوسرے نے ایک بھاری چادر اس کے اوپر ڈال دی۔ عاتکہ تڑپتی، چیختی اور چلائی لیکن جلد ہی ان کی گرفت میں بے بس ہو کر رہ گئی۔ عمیر نے اس کو فرش پر گرا کر اس کے منہ میں رو مال ٹھونس دیا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر اوپر باندھ دیا پھر اس کے ساتھیوں نے جلدی سے اس کے ساتھ پاؤں رسیوں سے جکڑ دیے۔

پانچ منٹ بعد عمیر عاتکہ کو اٹھا کر کمرے سے نکالا تو اس کے ساتھی گھوڑے لیے برآمدے کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ ایک گھوڑے پر عاتکہ کو ڈال کر اس کے پیچھے سوار ہو گیا اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔ اب ہمیں یہاں سے جلدی نکلنا چاہیے۔ فی الحال ہم اس لڑکی کو علیحدہ گھوڑے پر سوار نہیں کر سکتے لیکن کچھ دور آگے جا کر ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ اس لیے اس کا گھوڑا بھی ساتھ لے چلو۔

عمیر! عمیر! سلمیٰ نے بالائی منزل کے درتکے سے آواز دی۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم کہاں جا رہے ہو؟

میں عاتکہ کا پتلا لگانے جا رہا ہوں

لیکن میں نے ابھی اس کی آواز سنی تھی

آپ کو وہم ہوا ہے میں اوپر کا دروازہ کھولنے کے لیے نوکر بھیج دوں گا۔ یہ کہہ کر عمیر نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

تموڑی دیر بعد وہ گاؤں سے باہر نکل چکے تھے اور لوگ رات کی تاریکی میں اس پاس کے گھروں سے نکل نکل کر ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے۔ یہ کون تھے؟ اور اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ لیکن ان کی رفتار اتنی تیز تھی کہ کسی کو ان کا راستہ روکنے یا کچھ کہنے کا موقع نہ ملا

گاؤں سے ایک کوس دور جا کر وہ ایک تنگ پیٹری راستے پر سفر کر رہے تھے۔
 نائیکہ پر غصے کی بجائے بے بسی کا احساس غالب آ رہا تھا اور وہ عمیر سے نجات حاصل
 کرنے کی تدبیریں سوچ رہی تھی۔

اچانک عمیر نے گھوڑارو کا اور اتر کر کہا۔ مجھے تمہاری تکلیف کا احساس ہے لیکن
 یہ ایک مجبوری تھی۔ اب اگر تم نے عقل سے کام لیا تو باقی راستہ آرام سے سفر کر سکو
 گی۔ اس وقت تمہیں میری ہر بات بری لگے گی لیکن کل شاید تم یہ محسوس کرو کہ میں
 تمہارا دشمن نہیں ہوں۔

پھر اس نے نائیکہ کے پاؤں کی رسی کاٹ دی اور ایک سوار کے ہاتھ میں اپنے
 گھوڑے کی لگام دیتے ہوئے اس کے ساتھ رہنے کا حکم دیا اور خود خالی گھوڑے پر
 سوار ہو گیا۔

نائیکہ کو علیحدہ گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے جسمانی تکلیف کے علاوہ ذہنی اور
 روحانی کوفت سے بھی کسی حد تک نجات مل چکی تھی۔ تاہم اس کے ہاتھ ابھی تک
 جکڑے ہوئے تھے اور منہ پر بھی کپڑا بندھا ہوا تھا۔



عبید اللہ کے گھر میں دو دن تک سلمان کو منصور کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اور
 بدریہ کی طرف سے بھی کوئی پیغام نہ آیا۔ اس نے دو مرتبہ ابو الحسن کو عبدالمنان کا پتا
 لگانے کے لیے بھیجا۔ لیکن وہ بھی اپنی سرائے میں نہیں تھا۔ اسے صرف یہ اطمینان تھا
 کہ سعید کا بخارٹوٹ چکا ہے اور اس کی حالت بدترج بہتر ہو رہی ہے۔

سلمان کا بیشتر وقت اس کی تیمارداری میں صرف ہوتا لیکن جس قدر وہ اسے تسلی
 دینے کی کوشش کرتا، اسی قدر اس کا ضمیر ٹھو کے لگتا کہ کھوکھلے الفاظ اس کے دل کا
 بوجھ ہا کا نہیں کر سکتے۔ منصور کے متعلق وہ بار بار یہی کہا کرتا تھا کہ اس کی تلاش جاری
 ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اب تک گھر پہنچ چکا ہو اور ہمیں آج یا کل گاؤں سے اطلاع مل

جائے لیکن وہ عاتکہ کے غیر متوقع فیصلے کے بارے میں کچھ کہنے کا حوصلہ نہ کر سکا اور گفتگو کے دوران سعید کو یہی تاثر دینے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ بدریہ کے گھر میں ہر طرح محفوظ ہے۔

سعید، منصور اور عاتکہ کے متعلق کوئی بے چینی ظاہر کرنے کی بجائے خاموشی سے سلمان کی باتیں سنتا اور گہری سوچ میں کھو جاتا۔ وہ بے حد نحیف و لاغر ہو چکا تھا اور طیب جو صبح و شام اسے دیکھنے کے لیے آتا تھا، اس کے تیمارداروں کو سختی کے ساتھ اس بات کی تاکید کر چکا تھا کہ اسے غرناطہ کے متعلق کوئی تشویشناک خبر نہ سنائی جائے۔ چنانچہ جب وہ عبید اللہ، اس کے بیٹے یا کسی نوکر سے کوئی سوال پوچھتا تو وہ اس کی تسلی کے لیے اہل غرناطہ کے جوش و خروش اور قبائل کی طرف سے حوصلہ افزا پیغامات کی خبریں سنایا کرتے تھے۔

تیسری رات سلمان سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابو الحسن طیب کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ابا جان آپ کو بلاتے ہیں۔
سلمان اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو ابو الحسن نے دبی زبان سے کہا۔ آپ اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں۔
سلمان جلدی سے اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں عبید اللہ کے بجائے ولید اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سلمان نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم آگئے، میں تو سخت پریشان تھا۔ مجھے عبد المنان اور جمیل سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ اس قدر غفلت کا ثبوت دیں گے۔

ولید نے جواب دیا۔ آپ کے ساتھی آپ کے احساسات سے غافل نہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ آپ کے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے غرناطہ پہنچتے ہی انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔

تمہیں یہاں لانے میں کوئی خطرہ تو نہیں تھا؟

نہیں! غداروں کو معلوم ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں

تمہیں معلوم ہے کہ سعید کے بھانجے کو اغواء کر لیا گیا ہے۔

ہاں! مجھے سب باتیں معلوم ہیں۔ میں حاتکہ کے متعلق بھی سن چکا ہوں۔ میں آپ سے گفتگو کرنے سے پہلے سعید کو تسلی دینا چاہتا تھا لیکن ابا جان نے فی الحال مجھے اس کے پاس جانے سے روک دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے دیکھ کر وہ کئی سوالات کرے گا لیکن سر دست اس کی حالت ایسی نہیں کہ اسے باہر کے حالات بتائے جائیں۔

سلمان نے کہا آپ کا معلوم ہے کہ میں اس بار باجھوٹی تسلیاں دے چکا ہوں اور اب یہ حالت ہے کہ مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے بھی ندامت محسوس ہوتی ہے۔ یہاں میں نے تین دن ضائع کر دیے ہیں اور مجھے اتنا بھی معلوم نہ ہو سکا کہ قاتل منصور کو کہاں لے گئے ہیں۔ میں ایک ایسے آدمی کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جس سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی پیغام ضرور آئے گا اور غرناطہ میں آپ کے ساتھی مجھے فوراً اطلاع دیں گے لیکن مایوس ہو کر میں نے اپنے میزبان کے بیٹے کو عبدالمنان کی تلاش میں بھیجا تھا مگر وہ بھی سرائے میں نہیں تھا۔ اب میں علی الصبح بذات خود منصور کی تلاش شروع کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں اور مجھے اس مہم میں صرف ایک ساتھی کی ضرورت ہوگی۔

ہم آپ کو ہزار آدمی دے سکتے ہیں لیکن ان کی اولین ذمہ داری آپ کی حفاظت ہوگی۔ آپ میری بات پر برہم نہ ہوں۔ میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھی منصور کے متعلق کم فکر مند نہیں ہیں۔ اگر آپ کو فوراً کوئی اطلاع نہیں دی گئی تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ غرناطہ میں آپ کے دوست آپ کو خطرے میں ڈالنا پسند نہیں کرتے۔

کون سی اطلاع؟

ولید نے جیب سے کاغذ کے دو پرزے نکال کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا یہ دونوں پیغام حمورے حمورے وقفے کے بعد ملے تھے۔ میں بدریہ کا خط پہچانتا ہوں۔ آپ بھی پڑھ لیجیے۔

سلمان نے یکے بعد دیگرے دونوں رقعے پڑھے

”خحاک کی زبان کھلی رہی ہے۔ اس کا بھائی یونس بھی متبہ کا ملازم ہے۔ وہ یگا میں زندہ کی طرف جانے والی سڑک پر مسیح بانگ کے اندر ایک مکان ہے جس پر جنگل کے آخری ایام میں میرے والد کا قاتل قابض ہو گیا تھا۔ اس پاس کسی اور بانگ کی چار دیواری اتنی اونچی نہیں۔ وہ منصور کو وہاں لے گئے ہیں۔ آپ غرناطہ میں اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ وہ سب سے پہلے یونس کو تلاش کریں۔ خحاک کو یقین ہے کہ وہ اس کا پتہ لگانے کے لیے ویگا ضرور آئے گا اور آپ کے ساتھی اس سے بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔“

سلمان نے جلدی سے دوسرا رقعہ کھولا اس کا مضمون یہ تھا

”میں سیوتر اڑا چکی تھی کہ معذور واپس آ گیا اور اس نے یہ اطلاع دی کہ عمیر گزشتہ رات عاتکہ کو بھی پکڑ کر لے جا چکا ہے۔ موجودہ حالات میں وہ غرناطہ نہیں جاسکتا۔ قیاس یہی ہے کہ عاتکہ بھی منصور کے پاس پہنچ چکی ہوگی۔ لیکن میں التجا کرتی ہوں کہ آپ یہ معاملہ ان لوگوں پر چھوڑ دیں جو ویگا کے حالات سے واقف ہیں۔“

سلمان نے انتہائی اضطراب کی حالت میں ولید کی طرف دیکھا تو اس نے کہا،

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو فوراً اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ انہیں تلاش کرنا اہل غرناطہ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو کوئی خطرہ مول لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

مسلمان نے پوچھا یہ خط کس آدمی کو ملے تھے؟

تیسرے آدمی کو۔ ولید نے جواب دیا۔ میں آج ہی قبائل کے تیس سرکردہ آدمیوں کو لے کر آیا ہوں اور کئی سرداروں سے ملنے کے لیے اکابر کے ایک وفد کے ساتھ واپس جانا چاہتا تھا لیکن تیسرے آدمی کا حکم تھا کہ میں آپ سے مل کر جاؤں۔ وہ آپ کو یہ تسلی دینا چاہتے تھے کہ ہم منصور اور عاتکہ کے حال سے ناواقف نہیں ہیں۔

مسلمان نے کچھ سوچ کر کہا۔ انہوں نے غنہ کی قیام گاہ سے ضحاک کے بھائی کا پتہ لگایا ہے؟

ہاں! لیکن وہاں صرف ایک دو نوکر تھے اور انہوں نے یہ بتایا تھا کہ یونس وہاں نہیں آیا

تم مجھے غنہ کا مکان دکھا سکتے ہو؟

نہیں! آپ کا وہاں جانا ٹھیک نہیں۔ میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر ضحاک کا بھائی یہاں آیا تو اسے واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔

مسلمان نے کہا۔ ولید! یہ حالات میرے لیے ناقابل برداشت ہو چکے ہیں۔ جب میں سعید کو دیکھ کر اسے ادھر ادھر کی باتوں سے تسلی دینے کی کوشش کرتا ہوں تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔ میں آپ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ عاتکہ اور منصور کی خاطر ایک اجتماعی ذمہ داری سے منہ پھیر لیں لیکن ان کی طرح میں بھی ایک فرد ہوں اگر میں اپنی جان کی قربانی دے کر حامد بن زہرہ کے نواسے کی جان اور ایک مجاہد کی بیٹی کی عزت بچا سکوں تو میرے لیے یہ سودا مہنگا نہیں ہوگا۔ اگر آپ ترکوں کے امیر الحمیر کے پاس کوئی وفد بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ میرے بغیر بھیجا سکتا ہے۔ میں اس وفد کے رہنما کو تعارفی خط دے سکتا ہوں اور اسے یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ انہیں

کون سی تاریخ کو کس جگہ ہمارے جہاز کا انتظار کرنا چاہیے۔

ولید نے کہا قید خانے کی تبدیلی سے قیدیوں کے آلام و مصائب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ آج تاکہ اور منصور غداروں کی قید میں ہیں۔ اگر کل آپ انہیں ویگا سے نکال کر غرناطہ لے آئیں اور چند دن یا چند ہفتے بعد غرناطہ پر دشمن کا قبضہ ہو جائے تو اس سے آپ کو کیا اطمینان حاصل ہو گا۔ منصور جیسے لاکھوں بچے اور تاکہ جیسی لاکھوں بیٹیاں مقبوضہ علاقوں میں دشمن کے وحشیانہ مظالم کا سامنا کر رہی ہیں۔

سلمان نے کہا کاش! میری لاکھوں جانیں ضائع ہوتیں اور میں ہر منصور اور ہر تاکہ کے لیے ایک ایک جان دے سکتا۔

ولید کچھ دیر آبدیدہ ہو کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا دیکھیے! ہماری خواندہ یہ ہے کہ آپ جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ لیکن آپ کو دو دن اور انتظار کرنا پڑے گا۔ جو آدمی آپ کو یہاں روکنے پر مصر ہے وہ اس وقت غرناطہ میں کسی جگہ قبائل کے اکابر سے مشورے کر رہا ہے۔ ہوشکا ہے کہ آج کل میں کوئی فیصلہ ہو جائے اور کل تک وہ آپ کو یہ بتا سکے کہ آپ کب جا سکتے ہیں۔

آپ کو یقین ہے کہ جو سردار آپ کے ساتھ آئے ہیں انہیں غداروں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں

نہیں! جب تک حکومت یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں وہ کوئی چھیڑ چھاڑ پسند نہیں کرے گی اور ہماری کوشش یہ ہے کہ اسے آخری وقت تک ہمارے عزائم کا علم نہ ہو۔ قبائلی سرداروں کو ورغلائے کے لیے حکومت کے جاسوس بھی سرگرم عمل ہیں اس لیے صرف انتہائی قابل اعتماد آدمیوں کو بتایا جاتا ہے کہ ہم کس وقت کوئی کارروائی شروع کریں گے۔

آپ کو بھی علم ہے؟

ہاں! ہم تیاری کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لیے

ہمارے رہنماؤں کا یہ فیصلہ ہے کہ متارکہ جنگ کی مدت کے اختتام تک انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے اور صرف ایک یا دو دن پہلے پورے اندلس میں جنگ شروع کر دی جائے۔

آپ کو یہ اطمینان ہے کہ غرناطہ کے اندر آپ کے اندرونی اور بیرونی دشمن آپ کو کسی تیاری کا موقع دیں گے اور حکومت کی کوششوں سے شہر کے اندر جن فسادات کی ابتداء ہو چکی ہے وہ چند دنوں تک ایک مستقل خانہ جنگی کی صورت نہیں اختیار کریں گے؟

ولید نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ ہمیں سب سے بڑا خطرہ یہی ہے اور ہم عوام کو اس خطرے سے خبردار کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ تاہم میں آپ کو اس سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا کہ ہماری کوششیں کس حد تک کامیاب ہوں گی۔ اگر ہم نے اچانک غرناطہ میں خانہ جنگی کا خطرہ محسوس کیا تو عوام کی فوجہ اصل محاذ پر مبذول کرنے کے لئے ہمیں فوراً میدان میں آنا پڑے گا لیکن ہماری یہ کوشش بھی اسی صورت میں نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے کہ پہل قبائل کی طرف سے ہو اور اس کے ساتھ ہی ہمارے بیرونی مددگار اگر فی الحال کسی بڑے پیمانے پر ساحلی علاقوں پر حملہ نہ کر سکیں تو کم از کم وہ ہمیں اتنی مدد دیتے رہیں کہ ہم لوگوں کے حوصلے بلند رکھ سکیں اور یہی وہ مسئلہ ہے جو آپ کی اعانت کا طالب گار ہے۔

سلمان نے کہا لیکن آپ کو معلوم ہے کہ میں امیر البحر کی طرف سے کوئی اختیار لے کر یہاں نہیں آیا۔ میرا مقصد حامد بن زہرہ کو یہاں پہنچانا تھا اب میں انہیں آپ کے حالات سے آگاہ کر سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میری التجائیں انہیں کسی اقدام پر آمادہ کر سکیں، لیکن میں آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔

اگر آپ کے جہاز ساحل کے کسی علاقے پر گولہ باری کر دیں تو بھی اس کے اثرات بہت دور رس ہوں گے۔ ہمارے رہنماؤں کا خیال ہے کہ قدرت نے آپ

کو بلا وجہ یہاں نہیں بھیجا اور آپ کو معلوم ہے کہ سیلاب میں بچتے ہوئے انسان کے لیے تنکوں کا سہارا بھی غیمت ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھیوں کا خیال ہے کہ جب قبائل کے سرکردہ رہنما یہاں جمع ہو جائیں گے تو آپ کو ان کے سامنے تقریر کرنے کے لیے کہا جائے گا اور اس کے بعد آپ ہمارے ایک وفد کے ساتھ روانہ ہو جائیں گے۔ چند آدمی جن سے ہم آپ کی ملاقات ضروری سمجھتے ہیں، ابھی تک یہاں نہیں پہنچے لیکن ہمیں امید ہے کہ آپ کو دو دن سے زیادہ یہاں روکنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ سعید کے متعلق ابا جان کو اطمینان ہے کہ وہ چند دن تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم کوئی موزوں وقت دیکھ کر اسے اسپین کی جامع مسجد کے ممبر پر کھڑا کر سکیں گے جہاں اس کے والد نے آخری تقریر کی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ جب اہل غرناطہ باپ کی شہادت کے واقعات اس کے بیٹے کی زبان سے سنیں گے تو غدار یہ محسوس کریں گے کہ ان کا یوم حساب شروع ہو چکا ہے۔

سلمان نے کہا ولید! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں
کہیے!

میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ تیسرا آدمی کون ہے؟ لیکن میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں اس سے چند باتیں کرنا بہت ضروری ہیں۔

آپ کی یہ خوانش بہت جلد پوری ہو جائے گی اور میں آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ خاندان بنو سراج سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی والدہ سلطان کی والدہ کی خالہ زاد بہن اور امراء کے ناظم کی بیٹی ہے۔ جنگ کے آخری ایام میں اسے پانچ ہزار سواروں کی مائل چکی تھی لیکن موسیٰ بن ابی غسان کی شہادت کے بعد چند دیگر سرکردہ افسروں کی طرح وہ بھی فوج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ بنو ہر اس کا اب فوجی اور سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں لیکن اس کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ غرناطہ میں بہت کم آدمی ایسے ہیں جنہیں اس کی خفیہ سرگرمیوں کا علم ہے۔ میں بھی صرف اتنا جانتا

تھا کہ ایک با اثر آدمی کی بدولت فوج کے ساتھ ہمارے رہنماؤں کا رابطہ قائم ہے لیکن غرناطہ سے خالد بن زہرہ کی روانگی سے کچھ دیر پہلے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ با اثر آدمی ہمارے ساتھ جا رہا ہے اور اس کا نام یوسف ہے۔

طیب ابو نصر، ابو الحسن کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ دونوں تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس نے ولید سے مخاطب ہو کر کہا۔ بیٹا! آج سعید کی حالت بہت بہتر ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ اب مجھے یہاں بار بار آنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

ولید نے کہا ابا جان! اگر آپ اجازت دیں تو میں گھر جانے کی بجائے یہیں سے باہر نکل جاؤں۔ مجھے بہت دیر ہو گئی ہے اور میرے ساتھی انتظار کر رہے ہیں۔ ابو الحسن نے کہا میں آپ کے لیے کبھی تیار کروادیتا ہوں۔

نہیں نہیں! میں یہاں سے پیدل جاؤں گا

انہوں نے باہر نکل کر مکان کے دروازے سے ولید کو خدا حافظ کہا اور تھوڑی دیر بعد سلمان، عبید اللہ اور اس کا بیٹا مکان کی چھت پر جا کر طیب کو رخصت کر رہے تھے۔ ابو نصر اور اس کے پڑوسی کے مکانات کی کشادہ چھتوں کے درمیان کوئی ڈیڑھ گز اونچی دیوار تھی جسے ایک جگہ سے توڑ کر آمد و رفت کا راستہ بنایا گیا تھا۔ سلمان پہلی دفعہ اسے رخصت کرنے کے لیے اوپر آیا تھا اور ابو نصر اس سے کہہ رہا تھا۔ اگر کبھی آپ کو ضرورت پیش آئے تو آپ بلا جھجک اس راستے سے میرے گھر پہنچ سکتے ہیں۔



انکشاف

اگلی صبح سلمان سعید کی مزاج پر سی کے لیے اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ اپنے بستر پر لیٹنے کی بجائے کرسی پر بیٹھا ابو الحسن سے باتیں کر رہا تھا۔ سلمان کو دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ جلدی سے آگے بڑھا اور اس کو سہارا دے کر بستر پر لٹاتے ہوئے بولا۔ ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔

سعید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رات کو ابو نصر یہ کہہ گئے تھے کہ تم بہت جلد چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گے اور آج میں نے پہلی بار کسی سہارے کے بغیر کمرے کے اندر ٹہلنے کی کوشش کی ہے۔ ابو الحسن نے مجھے زبردستی پکڑ کر کرسی پر بٹھا دیا تھا ورنہ میں شاید تمہارے کمرے میں بھی پہنچ جاتا۔

انشاء اللہ تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے لیکن ابھی چلنے پھرنے کے معاملے میں تمہیں طبیعت کی ہدایات پر عمل کرنا پڑے گا۔

اچانک عبدالمنان ایک نوکر کے ساتھ دروازے پر نمودار ہوا اور پھر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

سلمان نے اٹھ کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ میں ابھی آتا ہوں اور پھر وہ عبدالمنان کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے کمرے میں لے گیا اور ایک ہی سانس میں کئی سوالات کر ڈالے۔ میں نے ولید کو تاکید کی تھی کہ وہ صبح ہوتے ہی تمہیں یا عثمان کو میرے پاس بھیج دے۔ تم نے اتنی دیر کیوں لگائی؟ وہ مکان کتنی دور ہے؟ ابھی تک ضحاک کی تلاش میں کوئی آیا ہے یا نہیں؟

عبدالمنان نے کہا آپ اطمینان سے بیٹھ جائیں میں آپ کے لیے بہت اہم خبر لایا ہوں ایک سوار علی الصباح غتبہ کے مکان پر پہنچا تھا اور اس وقت وہ ہماری حراست میں ہے

تمہیں معلوم ہے وہ کون ہے؟

وہ ضحاک کا بھائی ہے

تم نے عتبہ کے دوسرے نوکروں کو بھی گرفتار کر لیا ہے؟
نہیں! انہیں گرفتار کرنے کی ضرورت نہ تھی

اگر وہ زندہ ہیں اور تم عتبہ کے گھر سے ایک آدمی کو پکڑ لائے ہو تو تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بات عتبہ سے پوشیدہ نہیں رہے گی اور تمہاری کارگزاری کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ وہ اور زیادہ متناط ہو جائے اور ہمارے لیے منصوبہ کو اس کی قید سے نکالنا یا عاتکہ کا سراغ لگانا ممکن ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ میں بذات خود وہاں جانا چاہتا تھا۔

عبدالمنان نے اطمینان سے جواب دیا۔ عتبہ کے مکان پر صرف دو نوکر تھے اور انہیں ضحاک کے بھائی کی گرفتاری کا کوئی علم نہیں۔ جب آپ تمام واقعات سنیں گے تو آپ کی تسلی ہو جائے گی ضحاک کا بھائی جس کا نام یونس ہے پچھلے پہر وہاں پہنچا تھا۔ عتبہ کے نوکر اندر سو رہے تھے اور بیرونی دروازہ بند تھا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر پہلے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پھر پوری قوت سے ہاتھ مارنے اور دھکے دینے کے بعد آوازیں دینے لگا۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے اپنے ایک اور ساتھی کو ہدایت کی کہ وہ فوراً آس پاس رہنے والے رضا کاروں کو خبر کر دے اور خود عثمان کے ساتھ گلی میں پہنچ گیا اور یونس کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا دیکھو بھائی! شور مچانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تمہارے ساتھی طلوع آفتاب سے پہلے نہیں اٹھیں گے۔ اگر دروازہ کھلوانا ضروری ہے تو یہ لڑکا دیوار پھاند کر اندر جا سکتا ہے۔ اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ عثمان اس کے کندھوں پر کھڑا ہو کر دیوار پر چڑھ گیا اور اندر کود کر دروازے کی کنڈی کھول دی۔ اس نے جلدی سے اندر جا کر اتنے زور سے نوکروں کی کوٹھری کے دروازے کو دھکے دیے کہ وہ چیختے چلاتے باہر نکل آئے۔ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد نووارد کا پہلا سوال ضحاک کے متعلق تھا۔ انہوں نے جواب دیا

کہ تمہارا بھائی آقا کے ساتھ گیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے نہیں دیکھا۔

حموڑی دیر اور ان کی گفتگو سننے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ وہ کوئٹہ کو کوئی پیغام دیتے ہی واپس چلا آئے گا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے کھسک آئے اور چند منٹ بعد جب وہ گلی کے ایک موڑ کے قریب پہنچا تو اسے اس وقت کسی خطرے کا احساس ہوا جب چار رضا کاروں کے نیزے بیک وقت اس کے سینے، پیٹھ اور پسلیوں کو چھو رہے تھے۔ ایک نوجوان اس کی گردن میں کمند ڈال چکا تھا اور عثمان نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ رکھی تھی اور اب وہ ہماری قید میں ہے

سلمان نے جلدی سے اٹھ کر کہا۔ چلیے!

کہاں؟

میں اس آدمی کو دیکھنا چاہتا ہوں

نہیں آپ فی الحال وہاں نہیں جاسکتے۔ میرا مقصد آپ کو یہ اطمینان دلانا تھا کہ ہم اپنے فرائض سے غافل نہیں ہیں۔ مجھے ولید نے یہ بتایا تھا کہ آپ بہت مضطرب ہیں اس لیے مجھے صبح ہوتے ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے لیکن اس نے یہ تاکید بھی کی تھی کہ آپ کو کم از کم دو دن اور انتظار کرنا پڑے گا وہ آپ کو یوسف کے متعلق بتا چکا ہے کہ آپ کو اس کی ذہانت اور فرض شناسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ میں نے انہیں تمام واقعات لکھ کر بھیج دیے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ فارغ ہوتے ہی اس مسئلے پر توجہ دیں گے۔ فی الحال وہ مصروف ہیں۔ اگر آپ اس مسئلے کے بارے میں کوئی ہدایت دینا چاہیں تو میں پوری تندہی سے اس پر عمل کروں گا۔ آپ کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ضحاک کے بھائی کو تعاون پر آمادہ کریں اور مجھے یہ بات مشکل معلوم نہیں ہوتی کہ اپنے بھائی کی جان بچانے کے لیے وہ غیب اور عمیر جیسے آدمیوں کو قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے۔

سلمان نے پوچھا آپ اسے بتا چکے ہیں کہ ضحاک ہماری قید میں ہے

ہاں! اور میں نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو تمہارے بھائی کی جان بچ سکتی ہے۔ عام حالات میں شاید اسے فوراً میری بات پر یقین نہ آتا، لیکن جب عثمان نے ضحاک کے قد و قامت، خدو حال اور لباس کی تفصیلات سنانے کے بعد اس کے گھوڑے تک کا حلیہ بیان کر دیا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ چلا اٹھا۔ خدا کے لیے مجھے ضحاک کے پاس لے چلو! میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ زندہ ہے؟ اس کے بعد میں ہر بات میں آپ کا ساتھ دوں گا میں نے جواب دیا ضحاک یہاں نہیں ہے۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ غتبہ اور اس کے ساتھی اپنے جرائم کو چھپانے کے لیے اس کو قتل کر دیں گے۔ اس لیے ہم نے اسے کسی ایسی جگہ پہنچا دیا ہے جہاں ان جرائم پیشہ لوگوں کی رسائی نہ ہو سکے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو ہم تمہیں اور تمہارے بوڑھے باپ کو بھی ان کے انتقام سے بچانے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ ورنہ یہ ممکن نہیں کہ تم اسے دوبارہ دیکھ سکو۔

وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے سوال کیا آپ کس بات میں میرا تعاون چاہتے ہیں؟

میں نے ذرا سخت لہجے میں کہا بے وقوف! تم سب کچھ جانتے ہو تم فرٹینیڈ کے اس جاسوس کے ملازم ہو جس نے ویگا میں ایک کمسن لڑکے اور ایک معزز خاتون کو قید کر رکھا ہے۔ تمہارے بھائی نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے اور اس کی سمجھ میں یہ بات آچکی ہے کہ ان دو قیدیوں کے ایک ایک بال کے عوض سینکڑوں آدمی موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔ فرٹینیڈ کے جاسوس کو قسط یا ارغون میں پناہ مل سکتی ہے لیکن تم جیسے لوگوں کے لیے اندلس کا کوئی گوشہ محفوظ نہیں ہوگا۔

اس نے کہا۔ خدا کی قسم جب وہ اس لڑکے کو پکڑ کر لائے تھے، اس وقت میرا بھائی ان کے ساتھ نہیں تھا اور ایک جوان لڑکی کو بھی وہاں لانے میں اس کا ہاتھ نہیں تھا۔ اسے ایک اجنبی اور غتبہ کے تین نوکر پکڑ کر لائے تھے لڑکے اور لڑکی کو بالائی

منزل کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رکھا گیا تھا اور وہ اجنبی جسے ہم غتبہ کا دوست سمجھتے تھے، اسے ایک دن مہمان خانے کے ایک کمرے میں ٹھہرایا گیا تھا اور اگلے روز بیڑیاں ڈال کر ایک تہہ خانے میں بند کر دیا گیا تھا۔ میری بہن نے جوان کے گھر میں کام کرتی ہے، اس کی وجہ یہ بتاتی تھی کہ غتبہ صبح ہوتے ہی سینے میں چلا گیا تھا اور گھر کی عورتوں اور نوکروں کو یہ حکم دے گیا تھا کہ قیدیوں کو سختی سے نگرانی کی جائے اور کسی کو ان کے ساتھ بات کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

مہمان نے دو تین بار لڑکی کے پاس جانے کی کوشش کی لیکن نوکروں نے اسے روک دیا۔ سہ پہر کے وقت اس نے پھر ایک بار کوشش کی اور نوکروں کو یہ دھمکی دی کہ جب تمہارے آقا واپس آئیں گے تو وہ تمہاری کھال اتروا دیں گے۔ ہم اس گھر میں قیدی نہیں، مہمان ہیں اور وہ لڑکی میرے چچا کی بیٹی ہے۔ میں صرف اس کا حال پوچھنا چاہتا ہوں۔

غتبہ کی والدہ اور بہن نے یہ باتیں سن کر اسے اوپر جانے کی اجازت دے دی پھر جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو لڑکی نے اسے پہلے دھکے دے کر باہر نکالنے اور پھر کرسی اٹھا کر اس کے سر پر مارنے کی کوشش کی۔ اس کے چچا زاد نے کرسی چھین لی اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ میری بہن اور گھر کی عورتیں دروازے سے باہر کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔ وہ کہہ رہا تھا عاتکہ! خدا کے لیے میری بات سنو اور وہ پوری قوت سے چلا رہی تھی۔ بے غیرت! یہ میرے ماں باپ کے قاتل کا گھر ہے۔ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ۔ میں تم سے بات کرنے کی بجائے مرجانا بہتر سمجھتی ہوں۔

جب وہ جھمٹ رہے تھے تو پاس ہی دوسرے کمرے میں لڑکا دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر اچانک غتبہ پہنچ گیا اور چند منٹ بعد اس کے نوکر مہمان کو تہہ خانے کی طرف گھسیٹ رہے تھے۔

مسلمان نے پوچھا آپ نے اس سے پوچھا تھا کہ کوئوال کے لیے وہ کیا پیغام لایا ہے؟

عبدالمنان نے اپنی جیب سے دو کانڈ نکال کر اسے پیش کرتے ہوئے کہا ہم نے سب سے پہلے اس کی تلاشی لی تھی اور اس کے پاس سے یہ کانڈ برآمد ہوئے تھے۔ ایک حکومت کا خاص اجازت نامہ ہے جسے حاصل کرنے والے کسی وقت بھی شہر کا دروازہ کھلوا سکتے ہیں اور یہ اس خط کی نقل ہے جو قیدی کے بیان کے مطابق عتبہ نے کوئوال کو بھیجا ہے آپ پڑھ لیجیے۔

مسلمان نے جلدی سے خط پڑھا تحریر کا مضمون یہ تھا آپ فوراً وزیر اعظم کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ فرڈیننڈ کوکل سے اپنے پیغام کے جواب کا انتظار ہے۔ آپ کو باتا خیر سینا نے پہنچنا چاہیے۔ اب باغیوں سے ہماری کوئی بات پوشیدہ نہیں رہی اور وہ کسی زبردست انتقامی کارروائی کے لیے مناسب وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ فی الحال غرناطہ کے مستقبل کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے لیکن باغیوں کو مزید مہلت دینا انتہائی خطرناک ہوگا۔ ہم سعید کو تلاش نہیں کر سکے۔ وہ غالباً پھاڑوں میں پناہ لے چکا ہے۔ اور شاید اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے ہیں لیکن اگر وزیر اعظم بروقت کوئی قدم اٹھا سکیں تو باغی ہمارے لیے کسی پریشانی کا باعث نہیں ہوں گے۔

مسلمان نے مضطرب ہو کر کہا۔ آپ اپنے رہنماؤں کو اس خط کی اطلاع دے چکے ہیں؟

ہاں! اب تک اس خط کی اطلاع یوسف کو بھی مل چکی ہوگی لیکن ہم ان کی معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ ابوالقاسم سینا نے روانہ ہو چکا ہے کب؟

کوئی ایک ساعت قبل مجھے آپ کے پاس آتے ہوئے راستے میں یہ اطلاع ملی

تھی کہ غداروں کے کئی راہنما شہر کے دروازے پر اسے الوداع کہنے کے لیے جمع تھے اور ان کے ڈھنڈورچی جگہ جگہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ وزیراعظم غرناطہ کے لیے کئی اور مراعات حاصل کرنے گئے ہیں، اس لیے ان کی کامیابی کے لیے دعا کی جائے۔ آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ وہ کئی بار سینما نے جا چکا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں۔ تاہم یہ امید ضرور ہے کہ جب تک عوام کے متعلق اسے پورا اطمینان نہیں ہو جاتا وہ کوئی خطرناک قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اب مجھے اجازت دیجئے

مسلمان نے فیصلہ کن انداز میں کہا میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں

کہاں؟

یونس کے پاس!

عبدالمنان نے پریشان ہو کر کہا لیکن میں سمجھتا تھا کہ اب آپ کو اطمینان ہو گیا ہوگا۔

مسلمان نے کہا اگر مائیکہ کا مسئلہ صرف عمیر کی ذات تک محدود ہوتا تو میں اپنے دل کو یہ تسلی دے سکتا تھا کہ وہ شاید اس کے چچا کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بے حیائی اور بے غیرتی کے معاملے میں ایک حد سے آگے نہ جاسکے لیکن اب وہ اپنے گھر کے ایک کتے سے بچنے کے لیے جنگل کے ایک خونخوار بھیڑیے کے زخموں میں آچکی ہے۔ غتبہ صرف قریطہ کا جاسوس ہی نہیں مائیکہ کے باپ کا قاتل بھی ہے۔ اس وقت وہ جلتی چٹا میں کھڑی اپنے بھائیوں کی غیرت کو آواز دے رہی ہوگی اور میں اپنے کان بند نہیں کر سکتا۔ اس نے مجھے حامد بن زہرہ کی جان بچانے کے لیے غرناطہ بھیجا تھا۔ اس نے ان کے زخمی بیٹے کی تیمارداری کے لیے گھر سے نکلنے کا خطرہ قبول کیا تھا اور اب وہ حامد بن زہرہ کے نواسے کی جان بچانے کے لیے اپنے باپ کے قاتل کی قید میں جا چکی ہے۔ خدا کی قسم! میں اسے اس کے حال پر نہیں چھوڑ سکتا۔ آج شاید میں

اس کی مدد کر سکوں لیکن کل اگر غتبہ نے انہیں سینھانے یا کسی اور جگہ بھیج دیا تو ممکن ہے کہ کئی مہینے خاک چھاننے کے بعد بھی انہیں تلاش نہ کر سکوں۔

آپ یوسف کو یہ پیغام دے سکتے ہیں کہ میں امیر البحر کے پاس بھیجے جانے والے وفد کی روانگی سے بہت پہلے یہاں پہنچ جاؤں گا۔ ورنہ یہ لوگ میرے بغیر بھی جاسکتے ہیں اگر میں واپس نہ آسکوں تو وہ امیر البحر کو یہ اطلاع دے سکتے ہیں کہ آپ کا ایک ساتھی ایک ایسی لڑکی کی عزت پر قربان ہو چکا ہے جسے اپنی بیٹی یا بہن کہتے ہوئے ہر ترک فخر محسوس کرے گا۔

عبدالمنان خاموشی سے سلمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نگاہوں کے سامنے آنسوؤں کے پردے حائل ہو رہے تھے۔ اس نے کہا میں آپ کے ساتھ بحث نہیں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس وقت یوسف بھی یہاں موجود ہوتا تو وہ بھی آپ کو روکنے کی کوشش نہ کرتا چلیے! میں آپ کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں لیکن آپ کو یکا یک غتبہ کے نوکر پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے ویگا پہنچ کر اس کی نیت بدل جائے۔

یہ فیصلہ میں اسے دیکھ کر ہی کر سکتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے دھوکا نہیں دے سکے گا

بہت اچھا چلیے! سلمان نے اٹھتے ہوئے کہا

ٹھہریے! میں اپنا گھوڑا تیار کروالوں

نہیں! ابھی گھوڑا لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں جس جگہ پر آیا ہوں، وہ باہر دروازے سے کچھ دور کھڑی ہے۔ پہلے آپ یونس سے ملاقات کر لیجئے۔ اس کے بعد اگر ضرورت پڑے تو میں آپ کا گھوڑا وہاں منگواؤں گا۔

وہ مکان سے باہر نکلے اور دروازے سے کوئی دو سو قدم دور ایک جگہ پر سوار ہو گئے۔



کبھی ایک تنگ گلی کے سامنے رکی اور وہ نیچے اتر کر گلی میں داخل ہوئے۔ جموڑی دور جا کر عبدالمنان نے ایک مکان کے دروازے پر جموڑے جموڑے وقفے کے بعد تین بار دستک دی اور ایک مسلح فوجوان نے دروازہ کھول دیا۔ پھر سلمان عبدالمنان کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

ایک منٹ بعد وہ مکان کی پچھلی طرف ایک کمرے میں یونس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ چٹائی پر پڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ عثمان کے علاوہ دو رضا کار اس کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سلمان چند ثانیے یونس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا اگر تم ضحاک کے بھائی ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم صرف اٹھ پہرہ ور قیدیوں کی واپسی کا انتظار کریں گے۔ اگر وہ واپس نہ آئے تو کل اس وقت تمہارے بھائی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

یونس گڑ گڑا کر بولا خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجیے! میں اپنے بھائی کے لیے جان دے سکتا ہوں لیکن قیدیوں کو وہاں سے نکالنا میرے بس کی بات نہیں۔ وہاں چھ مسلح سپاہی دن رات پہرہ دیتے ہیں اور پاس ہی ویگا کی چوکی میں ڈیڑھ سو سپاہی موجود ہیں۔ میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ میرے ساتھ چند آدمی بھی بھیج دیں تو بھی اس گھر پر حملہ کرنا ناممکن ہے۔

یہ سوچنا ہمارا کام ہے۔ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم پر کس حد تک اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

میں اپنے بھائی کی جان بچانے کے لیے اپنی جان کا سودا کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن وہاں میرا بوڑھا باپ اور ضحاک کی بیوی بھی ہے اور وہ غتبہ کے انتقام سے نہیں بچ سکیں گے۔

میں انہیں بچانے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ہم انہیں بھی وہاں سے نکال کر کسی ایسی جگہ پہنچا دیں گے جہاں انہیں کوئی خطرہ نہ ہوگا۔

لیکن غرناطہ میں ہمارے لیے کوئی جگہ محفوظ نہیں ہوگی

مجھے معلوم ہے اور میں اس بات کی ذمہ داری بھی لیتا ہوں کہ خطرے کے وقت تمہیں پہاڑوں میں پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہیں پناہ دے سکیں گے اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ تمہیں اپنا تمام اثاثہ چھوڑ کر جانا پڑے گا۔ اس لیے میں تمہیں اپنی طرف سے پچاس سرخ دینار دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔

یونس نے کہا اگر ہمارے پاس اتنی رقم ہوتی تو ہم غتبہ کی نوکری نہ کرتے۔ باغ کے ساتھ ہم جس مکان میں رہتے ہیں وہ غتبہ کی ملکیت ہے۔ ہمارے اصلی مالک ویگا کے چند روسا میں سے ایک تھے۔ حملے سے دو مہینے قبل وہ اپنی جائیداد کا انتظام ہمیں سونپ کر ہجرت کر گئے تھے۔ پھر جب غتبہ نے ہمارے آقا کے گھر پر قبضہ کر لیا تو اسے چند نوکروں کی اور ہمیں سر چھپانے کے لیے کسی جگہ کی ضرورت تھی۔

سلمان نے کہا میں تمہاری مجبوریاں سمجھ سکتا ہوں۔ اب اگر تم خلوص نیت سے ہمارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو تو اطمینان سے میرے سوالات کا جواب دیتے رہو پھر اس نے قیدی کے پاس بیٹھتے ہوئے دوسرے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو۔ مجھے ایک کاغذ اور قلم لا دو

یونس سے کوئی ایک گھنٹہ اغتلاو کرنے کے بعد سلمان ویگا کے مکان اور آمدورفت کے اندرونی اور بیرونی راستوں کا مکمل نقشہ تیار کر چکا تھا۔ اس کے بعد وہ عبدالمنان کی طرف متوجہ ہوا۔ اب مجھے پانچ اچھے جوانوں کی ضرورت ہے۔ میں واپس جانے کی بجائے یہیں رہوں گا۔ آپ عثمان کو میرا گھوڑا لانے کے لیے بھیج دیں۔

عبدالمنان نے جواب دیا۔ جناب! میں آپ کے لیے بیس جانبا ز جمع کر سکتا

ہوں لیکن اس وقت آپ ویگا نہیں جاسکتے۔

مسلمان نے جواب دیا اس مہم کے لیے صرف پانچ آدمی ہی کافی ہوں گے اور میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اسی وقت ویگا روانہ ہو جاؤں گا۔ اگر سینما کا راستہ غروب آفتاب تک کھلا رہتا ہے تو ہم عصر کی نماز کے بعد مغربی دروازے سے نکل جائیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اس وقت تک میرے ساتھیوں کو یہ نقشہ اور میری ہدایات اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ آپ کو ان کے لیے تیز رفتار گھوڑوں کا انتظام بھی کرنا پڑے گا۔

ایک نوجوان نے کہا جناب! میں آپ کے سامنے ایک اچھا سپاہی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا لیکن یہ نقشہ مجھے حفظ ہو چکا ہے۔ میں آپ کے ساتھیوں کے متعلق یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ آپ کو مایوس نہیں کریں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دو مجاہد اور بلال اتا ہوں اور اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ وہ ہر امتحان میں پورے اتریں گے۔ ان کے پاس اپنے گھوڑے بھی ہیں۔

مسلمان نے عبد المنان کی طرف دیکھا اور اس نے کہا آپ اس نوجوان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

مسلمان نے رضا کار سے مخاطب ہو کر کہا۔ بہت اچھا تم جاؤ اور جلدی سے واپس آنے کی کوشش کرو۔

نوجوان اٹھ کر باہر نکل گیا



مسلمان کچھ دیر نقشہ دیکھنے اور اس پر قلم سے مزید لکیریں کھینچنے اور نشان لگانے میں مصروف رہا۔ بالآخر وہ عبد المنان کی طرف متوجہ ہوا

آپ کو یہ اطمینان ہے کہ ہم غروب آفتاب تک کسی روک ٹوک کے بغیر مغربی دروازے سے باہر نکل سکتے ہیں؟

ہاں! سینخانے کا راستہ شام تک کھلا رہتا ہے اور اگر آمد و رفت جاری ہوتو پہرے دار کچھ دیر بعد بھی دروازہ کھلا رکھتے ہیں لیکن جو لوگ گاڑیوں پر سامان لاتے ہیں وہ عام طور پر شام سے پہلے ہی واپس آ جاتے ہیں علی الصبح دروازے پر کافی بھیڑ ہوتی ہے۔ اس لیے بعض تاخیر وقت بچانے کے لیے شام سے پہلے اپنا سامان اتروا کر اپنی گاڑیاں شہر سے باہر بھیج دیتے ہیں اور گاڑی بانوں کو رات بھر دروازے سے باہر رہنا پڑتا ہے۔ جہاں رقص و موسیقی کی محفلیں بھی گرم ہوتی ہیں۔

مسلمان نے کہا یہ سب باتیں میں سن چکا ہوں۔ آپ صرف میری بات کا جواب

دیں

آپ کو باہر نکلنے کے لیے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ہمارے ساتھی وہاں موجود ہوں گے صرف اس بات کا خطرہ ہے کہ جب چھ مسلح آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے نکلیں گے تو وہ دشمنوں اور ہماری اپنی حکومت کے جاسوسوں کی نگاہوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ پھر آپ کے لیے ایک اور مشکل ہوگی کہ ویگا کا جو راستہ سینخانے کی سڑک سے نکلتا ہے وہ دو میل دور ہے وہاں تک پہنچنے کے لیے دشمن کی پہلی چوکی سے گزرنا پڑتا ہے۔

آپ کو یہ کیسے خیال آیا کہ ہم رات کے وقت سڑک کے سوا سفر نہیں کر سکتے؟ ہم شام سے کچھ دیر پہلے ایک ایک کر کے دروازے سے نکلیں گے اور دروازے کے قریب ہی کسی جگہ سڑک سے اتر کر کھیتوں کی طرف نکل جائیں گے۔ اس کے بعد یونس ہمارا راہنما ہوگا۔ کیوں یونس یہ ٹھیک ہے نا؟

بالکل ٹھیک ہے جناب! اس نے جواب دیا

مسلمان، عبدالمنان سے مخاطب ہوا۔ اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم مسلح ہو کر نہیں جائیں گے۔ خنجر ہم اپنے پاس رکھ سکتے ہیں لیکن دوسرے ہتھیار دروازے سے باہر نکالنے کی ذمہ داری اس ہوشیار کو چوان کو سونپی جائے گی جو گھاس کی گاڑی

سے کئی اور کام لینا جانتا ہے۔

عثمان دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا گاڑی کا ڈکرن کراس کی آنکھیں چمک
انھیں

مسلمان نے مسکراتے ہوئے کہا عثمان! تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو؟
جی ہاں! اس نے جواب دیا لیکن گھاس باہر سے غرناطہ آتی ہے۔ یہاں سے باہر
نہیں جاتی۔

مسلمان نے کہا تم اناج لانے کے بہانے باہر جاؤ گے اور ہمارے ہتھیار خالی
بور یوں کے نیچے چھپے ہوں گے اور ہاں! مجھے کوئی دس بارہ گز لمبے رے کی بھی
ضرورت ہوگی۔ تمہارے آقا گاڑی پر تجارت کا کچھ سامان بھی لاد دیں گے۔ تم
ہمارے پیچھے آؤ گے اور اپنی گاڑی دوسری گاڑیوں سے ذرا دور کھڑی کرو گے۔ ہم
تماشا نیوں کی حیثیت سے ادھر ادھر گھومنے کے بعد مناسب وقت پر اپنے ہتھیار لے
کر روانہ ہو جائیں گے۔

عبدالمنان نے کہا میں عثمان کے ساتھ ایک اور آدمی بھیج دوں گا وہ ہتھیاروں کی
گٹھری اٹھا کر کسی موزوں جگہ پہنچائے گا

مسلمان نے کبارات کے وقت اس مہم سے واپسی پر دروازہ کھلوانے کے لیے
ہمیں آپ کی ضرورت ہوگی

آپ مجھے اپنے استقبال کے لیے موجود پائیں گے اور میرے علاوہ آپ کے
لیے اور مددگار موجود ہوں گے۔ دروازے سے باہر بھی چند رضا کار آپ کا انتظار
کریں گے۔

مسلمان نے کہا اگر ویگا سے کسی نے ہمارا تعاقب کیا تو ممکن ہے کہ ہمیں جنوبی
دروازے کا رخ کرنا پڑے

ہمارے ساتھی وہاں بھی آپ کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے آپ

پہرے داروں سے صرف اتنا کہہ دیں کہ آپ ہشام کے بھائی ہیں۔ وہ فوراً دروازہ کھول دیں گے۔

ہشام کون ہے؟

یہ ایک فرضی نام ہے پہرے داروں کو فوج کے کسی افسر کی طرف سے یہ حکم بھجوا دیا جائے گا کہ ہشام کے بھائی اور اس کے ساتھیوں کے لیے دروازہ کھول دیا جائے چلو عثمان! ابھی ہمیں بہت سا کام کرنا ہے

عثمان نے پوچھا۔ جناب! آپ کا گھوڑا ابھی لے آؤں؟

نہیں! اسے سہ پہر تک وہیں رہنے دو لیکن اس سے پہلے میرے میزبان اور ان کے پڑوسی کو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ میں ایک اہم کام میں مصروف ہوں لیکن فی الحال انہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں کہاں ہوں

عبدالمنان اور عثمان اٹھ کر کمرے سے نکل گئے اور قریباً ایک گھنٹے بعد سلمان وگا کی مہم میں اپنے ساتھ دینے والوں کو ہدایات دے رہا تھا۔

شام کے وقت وہ ایک ایک کر کے شہر سے نکل رہے تھے۔ سلمان سب سے آگے تھا، اس کے پیچھے یونس اور پھر دوسرے دروازے پر لوگوں کی آمد و رفت ابھی تک جاری تھی۔ عبدالمنان فوج کے ایک نوجوان افسر سے باتیں کر رہا تھا۔ سلمان اسے دیکھ کر بے پروائی سے آگے نکل گیا اور دروازے سے کچھ دور گھوڑے سے اتر کر اپنے باقی ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ بعد وہ سب وہاں پہنچ گئے۔

عثمان کی گاڑی باقی گاڑیوں سے کچھ فاصلے پر تھی۔ سڑک پار ایک جگہ چند آدمی نماز کے لیے کھڑے تھے۔ انہوں نے اس پاس درختوں کے ساتھ گھوڑے باندھ دیے اور نماز میں شامل ہو گئے۔

نماز سے فارغ ہو کر ایک رضا کار عثمان اور سرائے کے دوسرے نوکر کے پیچھے گاڑی کی طرف چل دیا اور باقی سب ادھر ادھر ہو گئے۔ سلمان نے یونس کو

احتیاطاً اپنے ساتھ رکھا تھا اور ایک رضا کاران کے پیچھے آ رہا تھا۔
 دروازے کے آس پاس لوگوں کا اجتماع اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھا۔
 دکانداروں کے خیموں اور عارضی چھیلوں کے درمیان بے فکرے گھوم رہے تھے۔
 اعلیٰ حیثیت کے لوگ صاف ستھرے سائبانوں کے اندر چٹائیوں پر بیٹھے کھانا کھا
 رہے تھے اور کہیں کہیں سازندے، گویے اور رقاصائیں ان کی تفریح کے لیے رقص و
 نشاط کی محفلیں گرم کر رہی تھیں۔

اچانک کسی نے سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اگر آپ ہماری
 بے حسی اور بے غیرتی کا صحیح اندازہ کرنا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ آئیں! یہ
 عبدالمنان تھا۔ سلمان خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دور آگے خانہ
 بدوشوں کا ڈیرہ تھا اور وہاں آگ کے اٹانے کے سامنے چند مرد اور عورتیں مانچ رہے
 تھے اور ان کے گرد غریب لوگوں کا گروہ کھڑا تھا۔

عبدالمنان نے کہا ان خانہ بدوشوں کے رقص ہمارے لیے نہیں، لیکن آپ کو کچھ
 اور دکھانا چاہتا ہوں۔

تھوڑی دور آگے لوگ ایک کشادہ سائبان کے اندر جمع ہو رہے تھے جس کی پچھلی
 طرف کوئی تین فٹ اونچی سیڑج پر ایک حسین لڑکی قسطلہ کی زبان میں کوئی گیت گارہی
 تھی اور بیشتر تماشاخی اس کی زبان سے سچے بغیر ہی اسے داد دے رہے تھے۔

مغنیہ اپنا نغمہ ختم کرنے کے بعد پردے کے پیچھے غائب ہو گئی۔ چند ثانیے بعد
 پانچ لڑکیاں جن میں سے تین اپنے لباس سے مسلمان اور باقی دو قسطلہ کی معلوم ہوتی
 تھیں نمودار ہوئیں اور انہوں نے رقص شروع کر دیا۔

سلمان نے کہا خدا کے لیے یہاں سے چلیے! میں اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔
 وہ سائبان سے نکل کر دوبارہ سڑک کی طرف آ گئے۔ عبدالمنان نے ایک
 درخت کے قریب رک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر مسلمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ

نے ابھی کچھ نہیں دیکھا۔ اصل تماشا دو چار دن بعد شروع ہو گا۔ مغنیوں اور رقاصوں کا یہ طائفہ اپنے ساز و سامان کے ساتھ کل ہی یہاں پہنچا ہے اور غرناطہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو شہر کے چوراہوں پر ان کے مآلات دیکھنے کے منتظر ہیں ابھی ایک ڈھنڈورچی یہ اعلان کر رہا تھا کہ طلحہ کی شہزادی بھی یہاں آ رہی ہے
طلحہ کی شہزادی! وہ کون ہے؟

وہ ایک مغنیہ ہے اور اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ طلحہ کے قدیم حکمران خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا نام لیلے ہے اور بعض لوگ صرف اس کا راگ سننے کے لیے سیناٹے جایا کرتے تھے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی آواز جادو ہے۔ میں متارکہ جنگ کے بعد پہلی بار یہاں آیا ہوں اور میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ دشمن نے ہمارا اخلاقی حصار منہدم کرنے کے لیے جو سرنگ لگائی ہے وہ کتنی خطرناک ہے۔ وہ رقاصائیں نصرانی یا یہودی تھیں لیکن یہ بد بخت انہیں مسلمانوں کے لباس میں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو کتنے محاذوں پر لڑنا پڑے گا۔

مسلمان کچھ دیر کرب کی حالت میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا میرا خیال ہے کہ اب ہمیں زیادہ دیر یہاں رکنے کی ضرورت نہیں۔

عبدالمنان نے کہا آپ کو کچھ اور انتظار کرنا پڑے گا۔ ابھی تک ابو القاسم سیناٹے سے واپس نہیں آیا۔ اس کی آمد تک دروازے کے اندر اور باہر حکومت کے جاسوس کافی چوکس رہیں گے۔ ویسے بھی آپ کے لیے کچھ دیر بعد سفر کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔

یونس نے کہا۔ جناب! میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں کچھ دیر اور یہاں رکنا چاہیے۔ خدا کے لیے مجھ پر اعتماد کیجئے۔ اب آپ کی کامیابی ہمارے لیے بھی زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکی ہے۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ مکان کے محافظ انتہائی ہفاک ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ کئی بے گناہوں کو موت کے

گھاٹ اتار چکے ہیں۔ اگر آپ نے انہیں بے خبری کی حالت میں دبوچ نہ لیا تو وہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح مقابلہ کریں گے اور پھر یہ خطرہ بھی ہے کہ ان میں سے کوئی بھاگ کر فوج کی چوکی تک پہنچ جائے اور ہم میں سے کسی کو زندہ بچ کر آنے کا موقع نہ ملے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اسطبل کے سائیس اور دونوں کروں کو بھی بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے۔

سلمان نے کہا یونس! اگر مجھے تم پر اعتماد نہ ہوتا تو تمہیں اپنے ساتھ نہ لاتا۔ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کا آخری وقت بہت قریب آچکا ہے۔ لیکن میں اپنے ضمیر کے اطمینان کے لیے تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان آٹھ پہرے داروں میں سے کتنے آدمیوں نے حامد بن زہرہ کے قتل میں حصہ لیا تھا؟

یونس نے مضطرب ہو کر کہا جناب! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنے بھائی کے کسی جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہیں کی لیکن وہ ان قاتلوں کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ میں کئی بار ان کی گفتگو سن چکا ہوں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ غناطہ سے اپنے ساتھ لے گیا تھا اور رضا کو گھر میں دوسرے نوکروں کے ساتھ چھوڑ گیا تھا اور جب وہ ساری رات بارش میں بھیگ رہے تھے، رضا کو گھر میں آرام کر رہا تھا۔

اگلی صبح دوسری مہم پر اپنے سپاہیوں میں سے چھ آدمی اپنے ساتھ لے گیا تھا اور میں اس بات سے زکا نہیں کرتا کہ رضا کو بھی ان کے ساتھ تھا باقی باتیں آپ کو معلوم ہیں لیکن اگر آپ کے ساتھی اسی رات غناطہ سے باہر قتل ہوئے تھے تو رضا کو یقیناً ان میں نہیں تھا۔

عبدالمنان نے کہا جناب! مجھے یقین ہے کہ یہ نوجوان غلط نہیں کہتا اس بات کا مجھے بھی یقین تھا۔ میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ باقی آدمی کس حد تک ہمارے رحم و کرم کے مستحق ہیں۔ یونس! تم اطمینان رکھو تم اپنے بھائی کے گناہوں کا کنارہ ادا کر چکے ہو۔

وہ کچھ دیر اور آہستہ آہستہ باقی کرتے رہے۔ اس دوران میں سلمان کے دوسرے ساتھی بھی قریب آچکے تھے۔

پھر اچانک سینا نے کی طرف سے چار سرپٹ گھڑسوار نمودار ہوئے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر چلانے لگے۔ راستے سے ہٹ جاؤ وزیراعظم تشریف لا رہے ہیں اچانک دروازہ کھلا اور مسلح پیادہ اور سوار جن کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں، سڑک کے دائیں بائیں قطاریں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

چند منٹ بعد سینا نے کی طرف سے کئی اور گھوڑوں کی ناپ سنائی دی اور ان کی آن میں پندرہ بیس سوار تیزی سے آگے نکل گئے۔ ان کے پیچھے وزیراعظم کی بگھی تھی اور بگھی کے پیچھے مسلح سواروں کا ایک اور دستہ آ رہا تھا۔ گھوڑی دیر بعد وہ سب اندر جا چکے تھے اور عوام جنہیں سڑک سے دور رکھا گیا تھا، دروازے پر جمع ہو کر خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ سلمان اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان سے اپنے گھوڑے کھولے اور باری باری اس باغ کی طرف چل دیے جہاں عبدالمنان کا نوکرا سلمیہ جمع کر کے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

سلطان اور اس کا وزیر

شہر کے اندر داخل ہونے کے بعد ابو القاسم کی نگہی اس کی قیام گاہ کی بجائے سیدھی الحمر کا رخ کر رہی تھی اور نصف گھنٹے بعد وہ محل کے ایک کمرے میں سلطان کے سامنے کھڑا تھا۔

ابو القاسم! تم نے بہت دیر لگائی۔ ابو عبد اللہ نے شکایت بھرے لہجے میں کہا
حالی جاہ! اس نے جواب دیا۔ اگر میں علی الصباح روانہ ہو جاتا تو شاید سبہ پہر سے پہلے واپس پہنچ جاتا۔ لیکن رات کے وقت چند ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ مجھے کافی دیر رکنا پڑا۔ پھر اس کے بعد سینما نے پہنچ کر فرڈیننڈ کو مسمن کرنا آسان بات نہ تھی۔

بیٹھ جاؤ! سلطان نے اپنے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
کاش! میں اس کی بے اطمینانی کی وجہ سمجھ سکتا پہلے تم یہ کہتے تھے کہ ہم نے شہر کے چار سو چنے ہوئے افراد اور فوجی افسر بطور ریغمال بھیج کر اسے مسمن کر دیا ہے۔ پھر تم یہ کہتے تھے کہ اگر ہم متارکہ جنگ سے پہلے شہر کے دروازے کھول دیں تو اس کی رہی سہی تشویش دور ہو جائے گی۔ خدا کے لیے بتاؤ! کہ اس کی بدگمانی دور کرنے کے لیے ہم اس سے زیادہ اور کیا کر سکتے ہیں؟ حامد بن زہرہ کے بعد غرناطہ کے ترکش میں وہ کون سا تیز باقی رہ گیا ہے جسے وہ اپنے لیے خطرناک سمجھتا ہے؟

ابو القاسم نے کہا حالیجا! اسے آپ کے متعلق کوئی بدگمانی نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ حامد بن زہرہ کی آمد اور اہل شہر کے جوش و خروش کی اطلاع ملنے کے بعد ایک لمحے کے لیے بھی توقف نہ کرتا۔

پھر وہ کیا چاہتا ہے؟ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کوئی اچھی خبر نہیں لائے۔
حالیجا! فرڈیننڈ کو یہ تشویش تھی کہ غرناطہ میں باغیوں کے راہنما ہمیں حامد بن زہرہ کے قتل کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اور یہ لوگ کسی وقت بھی عوام کو بھڑکا سکتے ہیں اور پھر

آپ کے لیے جنگ بندی کے معاہدے کی شرائط پورا کرنا ناممکن بنا دیا جائے گا۔
اس کا علاج اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ شری پسندوں کو پرامن رکھنے کے لیے
فرڈیننڈ کی افواج بلا تاخیر غرناطہ میں داخل ہو جائیں۔

آپ درست فرماتے ہیں اور فرڈیننڈ بھی یہی چاہتا ہے کہ جنگ کے حامیوں کو
سراٹھانے کا موقع نہ دیا جائے لیکن
لیکن کیا؟

حالیہ! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ فرڈیننڈ آپ کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ وہ مجھ سے
پوچھتا تھا کہ آپ نے اپنے مستقبل کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟
ابو عبد اللہ خوف اور اضطراب کی حالت میں چلایا۔ ابو القاسم! خدا کے لیے
صاف صاف بات کرو۔

حالیہ! آپ اطمینان سے میری بات سنیں۔ فرڈیننڈ کو آپ کی وفاداری پر کوئی
شبہ نہیں، لیکن وہ یہ نہیں چاہتا کہ آپ کو کسی نئی آزمائش میں ڈالا جائے۔ اسے خدشہ
ہے کہ کہیں حامد بن زہرہ کو اندلس پہنچانے والے جہازوں نے اس کی اعانت کے
لیے کئی اور آدمیوں کو بھی ساحل پر اتار دیا ہو اور یہ ترک یا بربر کو ہستانی قبائل کو بیرونی
اعانت کی امید دلا کر جنگ کے لیے اکسارہے ہوں فرڈیننڈ کہتا تھا کہ اگر ترکوں کے
جنگی بیڑے نے ساحل کے کسی مقام پر قبضہ کر لیا تو پورے کوہستان میں جنگ کی
آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ ایسی صورت میں اہل غرناطہ کو پرامن رکھنا آپ
کے بس کی بات نہیں ہوگی۔

ابو عبد اللہ نے تکرار کر کہا۔ ابھی تک میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ میں نے
کب یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اہل غرناطہ کو پرامن رکھ سکتا ہوں۔ اگر فرڈیننڈ کو ابھی تک
میری نیت پر شبہ ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر اہل غرناطہ اٹھ کھڑے ہوئے تو میں ان
کے ساتھ مل جاؤں گا تو خدا کے لیے! یہ بتاؤ کہ اس کے اطمینان کے لیے میں اور کیا

کر سکتا ہوں؟

ابوالقاسم نے اطمینان سے جواب دیا۔ فرڈیننڈ آپ کے خلاص کا معترف ہے لیکن وہ یہ نہیں چاہتا کہ اگر غرناطہ پر قبضہ کرنے کی صورت میں اس کے لشکر کو کسی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے تو اس کی ذمہ داری آپ پر ڈالی جائے آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر اس کے دو چار سپاہی زخمی ہو جائیں یا مارے جائیں تو لشکر کا رد عمل کتنا شدید ہوگا۔ اس کی فوج میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے جو اہل غرناطہ سے گزشتہ شکستوں کا انتقام لینا چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی کوئی نرمی نہیں برتنا چاہتے۔ فرڈی نڈ یہ محسوس کرتا ہے کہ لڑائی کی صورت میں جس قدر آپ اپنی رعایا کے سامنے بے بس ہوں گے، اسی قدر وہ اپنے لشکر کے سامنے بے بس ہوگا۔ اس لیے وہ یہ چاہتا ہے کہ آپ فی الحال غرناطہ میں رہیں۔

ابو عبد اللہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ پوری قوت سے چیخا چاہتا تھا لیکن اس کے حلق میں آواز نہ تھی۔

نانی جاہ! ابو القاسم نے قدرے توقف کے بعد کہا فرڈیننڈ یہ چاہتا ہے کہ آپ فی الحال تحریری معاہدے کے مطابق اپنی جاگیر کا انتظام سنبھال لیں۔ اگر غرناطہ میں بغاوت کے متعلق اس کے خدشات غلط ثابت ہوئے تو آپ کو بلاتا خیر واپس بلا لیا جائے گا اور وہ کسی وقت کے بغیر آپ کو اپنے نائب کا عہدہ سونپ سکیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی دن پورے اندلس کی زبام کار آپ کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ جنگ کی صورت میں شاید آپ کو چند دن یا چند ہفتے انتظار کرنا پڑے لیکن جب باغیوں کے کس بل نکال دیے جائیں گے اور فرڈیننڈ کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ آپ کوئی بڑی ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں تو آپ کا کم از کم صلہ اور انعام یہی ہوگا کہ غرناطہ کی حکومت آپ کو سونپ دی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ واپس آئیں گے تو آج آپ کو عنداری کا طعنہ دینے والے آپ کی راہ میں آنکھیں بچھائیں گے۔

فرڈیننڈ بہت دور اندیش ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ مفتوحہ علاقوں میں مستقل طور پر ایک
 القعداء فوج رکھنے کی بجائے ایک مسلمان کی وساطت سے حکومت کرنا زیادہ آسان
 ہوگا۔

ابو عبد اللہ کی حالت اس بکرے کی سی تھی جس کے حلق پر چھری رکھ دی گئی ہو۔ وہ
 پوری قوت سے چلایا تم غدار ہو! تم میرے دشمن ہو!! تم فرڈیننڈ کے جاسوس ہو!!!
 تمہیں معلوم تھا کہ فرڈیننڈ اپنا کوئی وعدہ پورا نہیں کرے گا۔ میں غرناطہ میں چھوڑوں
 گا۔ میں لڑوں گا۔ میں آخر دم تک لڑوں گا اور میں عوام کو یہ سمجھاؤں گا کہ تم نے
 صرف میرے ساتھ ہی نہیں پوری قوم کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ تم نے چار سو آدمیوں
 کو یرغمال بنا کر غرناطہ کی کنجیاں فرڈیننڈ کے سپرد کر دی تھیں۔ تم حامد بن زہرہ کے
 قاتل ہو۔

ابو القاسم نے اطمینان سے جواب دیا آپ کا خیال ہے کہ غرناطہ کے عوام آپ کو
 کندھوں پر اٹھالیں گے؟

میں تمہاری کھال اتروادوں گا۔ پہریدارو! پہریدارو!!
 ابو القاسم نے کہا آپ میرے خون سے اپنے گناہوں کا نثارہ ادا نہیں کر سکیں
 گے

چار مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور تذبذب کی حالت میں ایک دوسرے
 کی طرف دیکھنے لگے۔ ابو عبد اللہ غصے سے کانپتے ہوئے چلایا۔ اسے گرفتار کرلو۔
 سپاہی جھجکتے ہوئے آگے بڑھے لیکن اچانک محافظ دستے کا ایک سالار کمرے
 میں داخل ہوا اور بھاگ کر ابو القاسم اور سپاہیوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔

ابو القاسم نے کہا سلطان معظم! میں ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں لیکن خدا کے
 لیے میری بات سن لیجیے میں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ اگر کل شام تک فرڈیننڈ کو میری
 طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا تو اگلی صبح اس کی فوج غرناطہ پر یاغار کر دیں گی

اور وہ بد نصیب جنہیں آپ فرڈیننڈ کے سپرد کر چکے ہیں، باندھ کر اس طرح لائے جائیں گے کہ دشمن کی اگلی صف کے لیے ڈھال کا کام دے سکیں۔ اس کے بعد آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اہل غرناطہ آپ سے کس طرح بے گناہوں کے خون کا حساب لیں گے اور اگر آپ ان کے انتقام سے بچ بھی گئے تو فرڈی نڈ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

ابو عبداللہ نے بے بسی کی حالت میں سر جھکا لیا اور چند ثانیے کمرے میں خاموشی طاری رہی پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور سپاہی اور ان کا افسر کمرے سے باہر نکل گئے۔

ابو عبداللہ نے کہا تمہیں سب کچھ معلوم تھا اور تم ابتداء سے ہی فرڈی نڈ کے آلہ کار تھے۔

حالی جاہ! ہمیں یہ فیصلہ تاریخ پر چھوڑ دینا چاہیے کہ کون کس کا آلہ کار تھا۔
ابو القاسم! ابو عبداللہ نے عاجز ہو کر کہا میں تمہیں اپنا دوست سمجھتا تھا میں اب بھی آپ کا دوست ہوں۔

میں نے ہمیشہ تمہارے مشوروں پر عمل کیا ہے لیکن تم نے مجھے صحیح راستہ دکھانے کی بجائے میری تباہی کے سامان پیدا کیے ہیں

حالی جاہ! مجھے صحیح راستہ دکھانے والوں کا انجام معلوم تھا۔ آپ کو ایک ایسے وزیر کی ضرورت تھی جو آپ کے ضمیر کی تسکین کے سامان مہیا کر سکتا ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے جان بوجھ کر دھوکا دیتے رہے ہو
نہیں حالی جاہ! آپ صرف ان مشوروں پر عمل کرتے تھے جن سے آپ کی خواہشات کی تائید ہوتی تھی اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اپنے ضمیر کی آواز باندھ کرنے کی بجائے آپ کے ضمیر کی تسکین کے سامان مہیا کیے ہیں

اور اب تم مجھے یہ پیغام دینے آئے ہو کہ میں اپنے راستے کے آخری گڑھ کے

کنارے پہنچ چکا ہوں۔

میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ ہم دونوں ایک ہی کشتی پر سوار ہیں اور میری انتہائی کوشش یہ ہے کہ کشتی ڈوبنے سے بچ جائے۔

اور تمہارے خیال میں اب یہ کشتی اس صورت میں بچ سکتی ہے کہ میں غرناطہ سے جلا وطن ہونا قبول کر لوں

حالی جاہ! میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ یہ فیصلہ آپ کے لیے کتنا تکلیف دہ ہوگا لیکن یہ ایک مجبوری ہے

تم یہ فیصلہ کر چکے ہو کہ میں التجارہ چلا جاؤں!

حالی جاہ! فیصلہ آپ کر سکتے ہیں

فرڈی ہنڈ نے تمہیں یہ بتا دیا ہے کہ اس نے وہاں میرے لیے کونسا قید خانہ یا قلعہ منتخب کیا ہے؟

ابو القاسم نے جواب دیا حالی جاہ! میں فرڈی ہنڈ سے یہ تحریر لے چکا ہوں کہ التجارہ میں جو علاقہ آپ کو تنویض کیا جائے گا، وہاں آپ ایک حکمران کی حیثیت سے رہیں گے اور اس کی آمدنی اتنی ضرور ہوگی کہ آپ کو تنگ دستی کا احساس نہ ہو۔

ابو القاسم! میں نے اپنے آپ کو بہت فریب دیے ہیں لیکن یہ فریب نہیں دے سکتا کہ التجارہ میں کوئی خطہ زمین ایسا ہو سکتا ہے جہاں میں اطمینان کا سانس لے سکوں۔ التجارہ کے سرکش لوگ میری میت کو بھی اپنے قبرستانوں میں جگہ دینا پسند نہیں کریں گے۔

جہاں پناہ! آپ یہ بات مجھ پر چھوڑ دیں کہ اس علاقے کے باشندے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ انہیں یہ سمجھایا جا سکتا ہے کہ فرڈی ہنڈ جس علاقے پر آپ کا حق تسلیم کر لے گا وہ انصاریوں کی غلامی سے محفوظ ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ التجارہ کے باشندے عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی کا سامنا کرنے کی بجائے آپ کی پر

امن رعایا کی حیثیت سے زندہ رہنا بہتر خیال کریں گے۔

لیکن اس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہمیں آزمائش کے طور پر ایک سال تک امراء سے نہیں نکالا جائے گا اب تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ مجھے ایک اور فریب دینا چاہتا ہے

حالی جاہ! وہ آپ کو اس بات کا موقع دینا چاہتا ہے کہ آپ التجارہ کے جنگجو قبائل کو پر امن رکھ کر اپنے آپ کو اس سے بڑی ذمہ داریوں کا اہل ثابت کریں۔ وہ جانتا ہے کہ پہاڑی قبائل آسانی سے اس کی بالادستی تسلیم نہیں کریں گے اس لیے اگر آپ انہیں راہ راست پر لاسکیں تو وہ اپنی متعصب ملکہ اور قسطلہ کے سرداروں کی مخالفت کے باوجود آپ کو اندلس میں اپنے نائب السلطنت کا منصب دے گا۔

تم یہ بتا سکتے ہو کہ فرڈیننڈ کتنے دن التجارہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے گا؟
حالی جاہ! آپ مضمئن رہیں۔ فرڈیننڈ حانفا اس بات کا اقرار کرے گا کہ التجارہ کا جو علاقہ آپ کو تفویض کیا جائے گا، اس پر آپ کے حقوق دائمی ہوں گے اور وہ کسی صورت میں بھی آپ سے واپس نہیں لیا جائے گا۔ اس کی تحریر پڑھ کر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

کون سی تحریر؟

ابو القاسم نے اپنی بھاری قبا کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مراسلہ نکالا اور دونوں ہاتھوں میں رکھ کر ابو عبد اللہ کو پیش کرتے ہوئے کہا۔ لیجیے! یہ معاہدہ میری فرض شناسی اور وفاداری کا آخری ثبوت ہے۔ اس کا مسودہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور فرڈیننڈ نے میرا ایک لفظ بھی تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کھیساکے اکابر، قسطلہ اور ارغون کے امراء نے بہت شور مچایا تھا۔ ملکہ ازبیل بھی خوش نہیں تھی تاہم الفاظ کی جنگ میں وہ آپ کے خادموں کو مات نہیں دے سکے۔ آپ اس تحریر پر ملکہ اور بادشاہ کی مہریں دیکھ سکتے ہیں۔

ابو عبد اللہ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے مراسلہ اٹھا لیا اور قدرے توقف کے بعد ابو القاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اہل غرناطہ کی بد قسمتی یہ تھی کہ میرے تمام کام اوتھورے تھے اور میری بد قسمتی یہ ہے کہ میرے وزیر کا کوئی کام اوتھورائیں ہوتا۔ میں تمہارے چہرے سے اس تحریر کا مفہوم پڑھ سکتا ہوں۔ اب یہ بتاؤ! کہ جب میں غرناطہ سے نکل جاؤں گا تو تم الحمراء میں منتقل ہو جاؤ گے یا اپنے گھر رہنا پسند کرو گے؟

ابو القاسم نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے جواب دیا عالی جاہ! جو حالات آپ کے لیے سازگار ہیں، وہ آپ کے غلام کے لیے بھی سازگار نہیں ہو سکتے۔ میں نے آخری دم تک آپ کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے فرڈیننڈ نے آپ کے پڑوس میں مجھے بھی ایک چھوٹی سی جاگیر عطا کر دی ہے ایک آدمی دو آقاؤں کا غلام نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے غرناطہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے
تم واقعی میرے ساتھ رہو گے؟

ہاں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ غرناطہ میں اپنے حصے کے نہایت اہم کام کرنے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

ابو عبد اللہ نے حریر میں لپیٹا ہوا مراسلہ کھولا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے کاغذ لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا اور کچھ دیر سر جھکا کر سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے ابو القاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔ فرڈی ننڈ یہ چاہتا ہے کہ میں کسی تاخیر کے بغیر الحمراء خالی کر دوں۔ اور تم یہ کہتے ہو کہ اس تحریر کا مسودہ تم نے تیار کیا تھا۔

میں نے فرڈی ننڈ سے گفتگو کرنے کے بعد مسودہ تیار کیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کو الحمراء بہت عزیز ہے لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ دربار میں ان لوگوں کا منہ بند کرنا ضروری تھا جو ابھی تک آپ کے خلوص پر شک کرتے تھے۔

اور اب تم ان کا منہ بند کر چکے ہو

مجھے یقین ہے کہ جب آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو فرڈی منڈ کے دربار میں آپ کے بدخواہوں کے منہ خود بخود بند ہو جائیں گے۔ پھر ہم اس دن کا انتظار کریں گے جب کہ غرناطہ میں آپ کی ضرورت محسوس کی جائے گی۔

تم اب بھی یہ سوچ سکتے ہو کہ غرناطہ میں ہماری ضرورت محسوس کی جائے گی؟
ہاں! مجھے یقین ہے کہ اگر ہم الفجارہ کے جنگجو قبائل کو تھوڑی سی مدت کے لیے پر امن رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو فرڈی منڈ اور ملکہ ازبلا ہماری خدمات کو نظر انداز نہیں کریں گے اور اس صورت میں جب کہ غرناطہ میں ہر وقت بد امنی کا خطرہ ہے میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ انتہائی ناخوش گوار ذمہ داریوں سے بچنے کے لیے کسی تاخیر کے بغیر غرناطہ سے نکل جائیں۔

تم مجھے یہ اطمینان دلا سکتے ہو کہ فرڈی منڈ کی نیت دوبارہ خراب نہیں ہوگی اور تم کسی دن میرے پاس یہ پیغام لے کر نہیں آؤ گے کہ اب مزید خلاص کا ثبوت دینے کے لیے مجھے الفجارہ سے بھی نکل جانا چاہیے؟
حالی جاہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اگر ہمیں غرناطہ چھوڑ دیں تو ہم متار کہ جنگ کی مدت ختم ہو جانے کا انتظار کیوں نہ کریں۔ آخر فرڈی منڈ کو اتنی جلدی کیوں ہے؟

فرڈی منڈ کو کوئی جلدی نہیں لیکن آپ کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہم بلا تاخیر یہاں سے نکل جائیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ غرناطہ کے باغی جن قبائلی سرداروں سے ساز باز کر رہے تھے، ان میں سے چند یہاں پہنچ چکے ہیں۔

تم نے انہیں گرفتار نہیں کیا؟

فی الحال انہیں گرفتار کرنا ممکن نہیں۔ غرناطہ کے عوام کا جوش و خروش ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کی موجودگی میں غرناطہ کے حالات بگڑ جائیں۔

جب آپ الفجارہ پہنچ جائیں گے تو فرڈی ننڈا ان سے خود ہی نیٹ لے گا۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ عوام سے کہیں زیادہ ہمیں فوج سے خطرہ ہے اب اجازت دیجئے!

مجھے صبح تک کئی کام کرنے ہیں؟

ابو القاسم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ابو عبد اللہ چند ٹائیپے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ابو القاسم سر جھکا کر سامان کرنے کے بعد باہر نکل گیا۔

دروازے سے باہر محل کے برآمدے میں محل کا ناظم کھڑا تھا ابو القاسم اسے دیکھ کر ٹھٹھکا تم یہاں کھڑے تھے؟ اس نے پریشان سا ہو کر کہا

میں آپ کا انتظار کر رہا تھا

تم سب کچھ سن چکے ہو؟

جناب! میرے کان اتنے تیز نہیں ناظم نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔ لیکن تم دروازے کے ساتھ کھڑے تھے۔

جناب! امراء کے اندر آپ کی حفاظت میری ذمہ داری تھی اور میں زیادہ دور اس لیے نہیں گیا تھا کہ شاید آپ کو میری ضرورت پڑ جائے۔ جب آپ امراء سے باہر نکل جائیں گے تو میری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

ابو القاسم نے کہا میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ محل کے ناظم کو کوئی ایسی بات سننے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہیے جسے وہ اپنے دل میں نہ رکھ سکے۔

آپ مہمنن رہیں میں نے سلطان کی گالیوں کے سوا کوئی ایسی بات نہیں سنی جسے میں اپنے دل میں نہ رکھ سکوں۔ میں دروازے سے کافی دور کھڑا تھا۔

ابو القاسم کچھ کہنے بغیر آگے بڑھا اور ناظم کے ساتھ ہولیا۔ برآمدے سے نیچے سنگ مرمر کے راستے پر چند مسلح پیہرے داران کے آگے چل دیے۔

ابو عبداللہ کچھ دیر دیواروں کے نقش و نگار دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ میرا غرناطہ! میرا الحراء! اس نے الم تاک لہجے میں کہا اور پھر وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بے اختیار رو رہا تھا۔

عقب کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کی ماں ملکہ عائشہ دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیے۔

اس نے چونک کر ماں کی طرف دیکھا اور حسرت آمیز لہجے میں بولا

ماں! میں نے اپنا سر ایک اثر دہے کے منہ میں دے دیا ہے

ماں نے جواب دیا بیٹا! یہ آج کی بات نہیں تم نے اپنا سر اس دن اثر دہے کے منہ میں دے دیا تھا جب تم نے اپنے باپ سے غداری کی تھی۔ اور صرف اپنا سر ہی نہیں، تم پوری قوم کو اثر دہوں کے سامنے ڈال چکے ہو۔

امی! میں فرڈیننڈ کے متعلق نہیں، ابوالقاسم کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ اب ہم الحراء میں نہیں رہیں گے۔ فرڈیننڈ کا وعدہ ایک فریب تھا۔

مجھے معلوم ہے میں تمہاری باتیں سن چکی ہوں

آپ ساری باتیں سن چکی ہیں

ہاں! اور میرے لیے کوئی بات غیر متوقع نہ تھی

امی! اب میں کیا کروں؟ میں کیا کر سکتا ہوں

یہ تمہیں اس وقت پوچھنا چاہیے تھا جب تم کچھ کر سکتے تھے۔ اب تم کچھ نہیں کر سکتے اور تمہاری ماں تمہیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتی اندلس کی تاریخ کا منحوس ترین دن وہ تھا جب تمہارے دل میں حکمران بننے کا خیال آیا تھا۔

نہیں ماں! اس سے زیادہ منحوس وہ دن تھا جب میں پیدا ہوا تھا۔ کاش! آپ اسی دن میرا گلا گھونٹ دیتیں۔

مجھے اعتراف ہے کہ میں نے اپنی قوم کے لیے ایک سانپ جنا تھا۔ تم یہ کہہ سکتے

ہو کہ میں مجرم ہوں لیکن قدرت نے ایک ماں کے ہاتھ اپنے بچے کا گلا گھونٹنے کے لیے نہیں، اسے لوریاں دینے کے لیے بنائے ہیں۔

امی جان! خدا کے لیے دعا کریں کہ امراء چھوڑنے سے پہلے مجھے موت آ جائے۔ میں التجارہ میں فرڈیننڈ کا ایک اونٹے جاگیر دار بن کر زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اس نے تمام وعدے فراموش کر دیے ہیں۔

اب موت کی تمنا سے تمہارے ضمیر کا بوجھ ہلکا نہیں ہو سکتا۔ اب تمہارا آخری کارنامہ یہی ہو سکتا ہے کہ تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ
امی! آپ التجارہ میں خوش رہ سکیں گی؟

مجھے معلوم ہے کہ ہم التجارہ میں خوش نہیں رہیں گے۔ وہ مراکش کی طرف ہمارے راستے کی ایک منزل ہے۔ اب اس سرزمین میں ہمیں اپنی قبروں کے لیے بھی جگہ نہیں ملے گی۔

لیکن میں نے امراء چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کیا۔ اگر آپ مشورہ دیں تو میں عوام کے سامنے جانے کے لیے تیار ہوں۔ میں ان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لوں گا۔ میں انہیں یہ سمجھا سکوں گا کہ ابوالقاسم خدا ہے اس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے۔

تم بار بار پوری قوم کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ جب تم عوام کے سامنے جاؤ گے تو وہ تمہاری بوٹیاں نوچ ڈالیں گے وہ تم سے ان بے گناہوں کے خون کا حساب مانگیں گے جنہیں تم نے بھیڑ بکریاں سمجھ کر دشمن کے حوالے کر دیا تھا۔ تم ماتہ، امراء، المیر یہ کی تباہی کے ذمہ دار ہو تمہارے ہاتھ خالد بن زہرہ جیسے پاکباز انسانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ابو عبد اللہ! تم اندلس کے لیے مرچکے ہو اور تمہاری ماں تمہیں زندہ نہیں کر سکتی۔

امی! اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی ابوالقاسم کے گھر جا کر اسے قتل کرنے کے لیے

تیار ہوں

بانے بدنصیب! تم نے غرما طہ کو غداروں سے بھر دیا ہے۔ اب ایک غدار کو قتل کر دینے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

امی! مجھے غرما طہ کا ہر آدمی غدار دکھائی دیتا ہے۔

یہ تمہاری کھیتی کا پھل ہے۔ تم نے اندلس کی کھیتی میں غداری کا بیج بویا تھا اور اب یہ فصل پک کر تیار ہو چکی ہے

ماں! خدا کے لیے مجھے طعنہ نہ دو۔

میں زیادہ عرصہ تک تمہیں طعنہ نہیں دے سکوں گی لیکن اندلس کی مائیں قیامت تک مجھ پر لعنتیں بھیجتی رہیں گی

ابو عبد اللہ نے ندامت سے سر جھکا لیا اور کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ بالآخر اس نے مضطرب سا ہو کر کہا۔ امی جان! مجھے اب بھی یقین نہیں آتا کہ میں الحمراء سے نکل جاؤں گا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک خواب دیکھ رہا ہوں

ماں نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا۔ بیٹا! اب خوابوں کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اب تم صرف اپنے ماضی کے سپنوں کی تعبیریں دیکھا کرو گے؟

امی! ہمارے بعد الحمراء میں کون رہے گا؟

”تمہارے بعد الحمراء اس قوم کے بادشاہوں کا مسکن ہوگا جس سے تم نے اپنی

قوم کی عزت اور آزادی کا سودا چکایا تھا۔“



ویگا کی مہم

سلمان اور اس کے ساتھی یونس کی رہنمائی میں سفر کر رہے تھے آخر اس نے درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب پہنچ کر گھوڑا روکا اور مڑ کر سلمان کی طرف دیکھتے ہوئے دبی زبان میں بولا۔ اب ہم بہت قریب آچکے ہیں اس لیے گھوڑوں کو آگے لے جانا ٹھیک نہیں ہوگا۔

سلمان نے اشارہ کیا اور انہوں نے جلدی سے اتر کر گھوڑوں کو درختوں سے باندھ دیا اور ان کے منہ پر توبڑے چڑھا دیے تاکہ وہ آواز نہ نکال سکیں۔ پھر وہ دبے پاؤں باغ کی طرف بڑھے۔

گھوڑی دور آگے جا کر انہیں دیوار کے پیچھے گشت کرنے والے پہریداروں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ رک گئے۔

جب پہرے دار آپس میں باتیں کرتے ہوئے باغ کے پچھلے کونے کی طرف نکل گئے تو سلمان دو آدمیوں کے ساتھ دیوار کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے لوگ دیوار کے قریب آنے کی بجائے چند قدم دور کھڑے رہے۔ پھر ایک آدمی دیوار کے ساتھ لگ کر جھک گیا اور یونس اور سلمان باری باری اس کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھ گئے۔

اب ان کے سامنے وہ چھوٹا سا مکان تھا جس کے صحن کی دیواریں باغ کی فصیل سے بااگل ملی ہوئی تھیں۔ صحن سے آگے ایک کمرے کے نیم داروازے سے چراغ کی دھندلی سی روشنی باہر آرہی تھی۔ دائیں طرف صحن کی دیوار کے درمیان ایک تنگ دروازہ تھا جس کے پاس ہی ایک چھپر دکھائی دیتا تھا۔ بائیں طرف کونے سے چند قدم دور ایک درخت تھا جس کے پتے جھڑ چکے تھے۔ تاریکی میں سلمان جس قدر دیکھ سکا، وہ اس نقشے کے عین مطابق تھا جو اس وقت بھی اس کی جیب میں موجود تھا۔ چنانچہ وہ بلا تاہل یونس کے ساتھ دیوار سے لٹک کر صحن میں کود پڑا۔

کون ہے؟ کمرے سے کسی کی گھبرائی ہوئی آواز آئی

ابا جان! میں ہوں اس نے دبے پاؤں آگے بڑھ کر کہا خدا کے لیے آپ خاموش رہیں ورنہ ہم سب مارے جائیں گے۔

سلمان نے جلدی سے رسا کندھے سے اتار کر درخت کے قریب رکھ دیا اور اطمینان سے یونس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ ایک بوڑھا آدمی جو پریشانی کی حالت میں بستر پر بیٹھا اپنے بیٹے کی طرف دیکھ رہا تھا اس کے ساتھ ایک اجنبی کو دیکھ کر اور زیادہ گھبرا اٹھا ضحاک نہیں آیا؟ اس نے سر اسیمہ ہو کر پوچھا

یونس کی بجائے سلمان نے جواب دیا ضحاک کسی جگہ آپ کا انتظار کر رہا ہے آپ کو بہت جلد اس کے پاس پہنچا دیا جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ میرا کہا مانیں یونس کو یہ معلوم ہے کہ آپ کی معمولی سی غلطی سے اس کی جان پر ہن سکتی ہے۔

یونس نے کہا ابا جان! یہ درست کہتے ہیں ضحاک کے علاوہ اپنی جانیں بچانے کے لیے بھی ہمیں ان کا حکم ماننا پڑے گا۔

بوڑھا کچھ کہنے کی بجائے سکتے کے عالم میں سلمان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک نوجوان عورت برابر کے کمرے سے نمودار ہوئی اور اس نے آگے بڑھ کر پوچھا یونس کیا بات ہے؟ ضحاک کہاں ہیں؟ تمہاری آواز سننے سے پہلے میں یہ خواب دیکھ رہی تھی کہ وہ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے ہیں۔

سلمان نے اس سے مخاطب ہو کر کہا

تمہارا شوہر بالکل ٹھیک ہے لیکن اگر تمہارے آقا کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں ہے تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا!

آقا آج بھی نہیں آئے۔ ان کی امی کہتی تھیں کہ شاید کل بھی نہ آئے۔ خدا کے لیے مجھے بھی ضحاک کے پاس پہنچا دیجیے۔

تمہارے شوہر کو بچانے کی واحد صورت یہ ہے کہ ہم ایک معزز خاتون اور ایک

معصوم لڑکے کو یہاں سے نکال کر اپنے ساتھ لے جائیں۔

یہ ناممکن ہے آپ کو معلوم نہیں کہ وہاں کتنا سخت پہرہ ہے
ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور ہم ان کو چھڑانے کے لیے سارے انتظامات کر

چکے ہیں

یونس نے کہا سمیعہ! یہ باتوں کا وقت نہیں۔ ہم فوراً یہاں سے نکل جانا چاہتے
ہیں اور چند منٹ میں ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اگر قیدی آج ہی واپس نہ پہنچے تو
ہمارے لیے ضحاک کی جان بچانا بہت مشکل ہو جائے گا۔

کاش! ان قیدیوں کو آزاد کرنا میرے بس میں ہوتا۔ سمیعہ نے مضطرب ہو کر کہا
یونس نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا سمیعہ! آہستہ بات کرو۔ ورنہ ہم سب
مارے جائیں گے۔ بالکل ٹھیک ہے اور انشاء اللہ کل صبح تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو
گی لیکن میرا خیال تھا تم اس وقت قیدیوں کے پاس ہو گی۔

مجھے تمہارا انتظار تھا اور میں شام تک کئی بار باہر آ کر تمہارے متعلق پوچھ چکی تھی
اس کے بعد میں دوسرے کا بیانہ کر کے گھر آ گئی تھی۔ مالک گھر میں نہیں تھا ورنہ گھر
والے مجھے کبھی اجازت نہ دیتے۔ خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ ضحاک نے ہمیں کوئی
اطلاع کیوں نہ دی۔

وہ تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے!

مسلمان نے کہا یونس! تم انہیں تسلی دو میں ابھی آتا ہوں

سمیعہ ابدیدہ ہو کر مسلمان سے مخاطب ہوئی۔ آپ ان کے ساتھ آئے ہیں؟ خدا
کے لیے! مجھے بتائیے کہ وہ کہاں ہیں اور آپ نے انہیں کب دیکھا تھا۔ انہیں کوئی
خطرہ تو نہیں؟

اس وقت اس کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہی ہے کہ تم شور مچا کر گھر کے
نوکروں اور پہریداروں کو خبر کر دو۔ یونس! اگر یہ ہوش سے کام لیں تو ضحاک کی جان

بچ سکتی ہے۔ سلمان یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ پھر اس نے صحن میں درخت کے قریب پڑا ہوا سا اٹھا کر اس کا ایک سر اور درخت کے تنے سے باندھا اور دوسرا دیوار کے دوسری طرف پھینک دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی باری باری دیوار پر چڑھ کر صحن میں کود رہے تھے۔ جب آخری آدمی صحن میں پہنچ گیا تو سلمان انہیں چھپر کے نیچے انتظار کرنے کا حکم دے کر جلدی سے کمرے میں داخل ہوا۔

سمیعہ سہمی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ یونس وہ درندے ہیں۔ اگر تم باہر کے آدمیوں کو مغلوب کر لو تو بھی مکان کے اندر قیدیوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے تمہیں پانچ اور بدترین قاتلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سلمان نے کہا ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور ان درندوں سے پنٹنا اب ہماری ذمہ داری ہے۔ تم صرف میری باتوں کا جواب دو۔ اس وقت مکان کے باہر کتنے آدمی پہرہ دے رہے ہیں؟

جناب! تین آدمی تو گشت کر رہے ہیں اور ایک باہر دروازے پر پہرہ دے رہا ہے لیکن ان پہریداروں کے علاوہ ایک سائیس اور دو نوکر بھی اصطبل کے پاس اپنی کوٹھڑیوں میں موجود ہیں۔ یہ میں اس لیے بتا رہی ہوں کہ شاید اس وقت ان میں سے کوئی جاگ رہا ہو۔

اصطبل میں کتنے گھوڑے ہیں؟

سمیعہ نے بوڑھے کی طرف دیکھا اور وہ بولا جناب! اس وقت آٹھ گھوڑے موجود ہیں

تھوڑی دیر میں یہاں ہمارا کام ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد ہمیں صرف پانچ گھوڑوں کی ضرورت ہوگی! پھر سلمان نے جلدی جلدی یونس اور دوسرے آدمیوں کو چند ہدایات دیں اور وہ باہر نکل گئے۔

یونس کا باپ اور سمیعہ قریباً نصف ساعت بے چینی کی حالت میں ان کا انتظار کر

رہے۔ بالآخر وہ اسٹبل کے سائیس اور دونوں کروں کو ننگی تلواروں سے ہانکتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

سمیعہ نے پوچھا آپ نے بہت دیر لگائی مجھے ڈرتھا کہ کہیں پہریداروں نے آپ کو دیکھ نہ لیا ہو۔

یونس نے جواب دیا پہریدار ہمیں دیکھنے سے پہلے ہی دوسری دنیا میں پہنچ چکے تھے۔ کسی کے منہ سے چیخ بھی نہیں نکل سکی۔

مسلمان نے کہا اب تینوں کو اچھی طرح جکڑ دو اور جلدی کرو۔ اب باتوں کا وقت نہیں

چند منٹ وہ باہر نکلے تو انہیں دور سے گھوڑوں کی ناپ سنائی دی۔ یونس نے مسلمان کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر کہا۔ یہ ویگا کی فوج کا دستہ ہے جو رات کے پہلے دوسرے اور تیسرے پہر گشت کے لیے نکلتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ یہاں سے تھوڑی دور جا کر لوٹ جائیں گے۔



مکان کی اندرونی ڈیوڑھی کے اندر دو پہریدار مشعل کی روشنی میں شطرنج کھیل رہے تھے اور ایک آدمی دیوار کے ساتھ ٹھیک لگائے اوگڑ رہا تھا۔ کسی نے باہر سے بھاری دروازے کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔ دروازہ کھولو۔ میں یونس ہوں

ایک پہرے دار نے چند ثانیے توقف کے بعد جواب دیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں رات کے وقت دروازہ کھولنے کی اجازت نہیں۔ تم کہاں سے آئے ہو؟

میں سیخانے سے آ رہا ہوں۔ آقا نے اپنے گھر میں ایک ضروری پیغام دے کر بھیجا ہے اور تمہیں اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ اگر میں ان کی والدہ اور بمشیرہ کو پیغام نہ دے سکا تو کل تمہارا حشر کیا ہوگا۔

تم اکیلے آئے ہو؟ ضحاک کہاں ہے؟

اسے باغیوں نے زخمی کر دیا تھا۔ وہ چند دن اور غرناطہ میں رہے گا۔ میں اسے دیکھنے کے بعد آقا کو اطلاع دینے کے لیے سینما نے گیا تھا۔ اب دروازہ کھولتے ہو یا مجھے گھر کی خواتین کو آوازیں دینی پڑیں گی۔

اچھا شہر!

چند ٹائیپے بعد زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی سلمان کے آدمیوں نے پوری قوت سے دونوں کواڑوں کو دھکا دیا اور کواڑ ایک دھماکے کے ساتھ کھل گئے۔ پہریدار جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا۔ چند قدم پیچھے جاگرا۔ سلمان نے دوسرے دو آدمیوں پر حملہ کر دیا اور ان کی آن میں ان کی لاشیں تڑپ رہی تھیں۔ اتنے میں سلمان کے ساتھی ڈیوڑھی میں جمع ہو چکے تھے۔ تیسرا آدمی جو کواڑ کے ساتھ ٹکرا کر گر پڑا تھا، اچانک چیخ مار کر اٹھا لیکن ایک رضا کار کی تلوار اس کے سر پر لگی اور وہ دوبارہ گر پڑا۔

سلمان نے ڈیوڑھی کا دوسرا دروازہ کھول کر غمارت کے اندرونی حصے کا جائزہ لیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرنے کے بعد صحن میں داخل ہوا۔ تھوڑی ہی دیر وہ غمارت کے ایک کونے سے چند قدم دوڑ کھڑا بنیں ہاتھ ایک طویل اور کشادہ برآمدہ پار کر رہا تھا جس کے اندر جگہ جگہ مشعلیں جل رہی تھیں اور درمیان سے ایک کشادہ زینہ بالائی منزل کی طرف جاتا تھا۔ دو پہرے دار اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیتے ہوئے نیچے اترے اور سلمان جلدی سے ایک قدم آگے بڑھ کر دائیں طرف دوسرے برآمدے کے ستون کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔

پہرے داروں کی آوازیں سن کر زینے کے قریب ہی ایک کمرے سے دو عورتیں اچانک برآمدے میں آگئیں اور وہ شور کی وجہ پوچھنے لگیں

ایک پہرے دار نے کہا۔ میں ڈیوڑھی سے پٹا لگاتا ہوں۔ آپ اندر آرام کریں اور وہ کوئی تیس قدم ہی چلا ہو گا کہ اسے بیک وقت ایک تیر لگا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو

گیا۔ اس کے ساتھ ہی سلمان پوری رفتار سے بھاگتا ہوا کشادہ برآمدے کے درمیان پہنچ گیا۔ دوسرے پہرے دار نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور چند ثانیے تلواریں کی جھبکائیوں کے ساتھ عورتوں کی چیخیں بھی سنائی دیتی رہیں۔ ایک اور عورت شور مچاتی ہوئی زینے سے اترتی۔ پہرے دار پکارا۔ خدا کے لیے! تم اندر چلی جاؤ! لیکن اتنی دیر میں سلمان کے دوسرے ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ ایک رضا کار چلایا اب باہر تمہاری آواز سننے والا کوئی نہیں۔ اگر اپنی جان عزیز ہے تو خاموش رہو۔ عورتیں بہم کر خاموش ہو گئیں۔

سلمان کا مد مقابل چند وار کرنے کے بعد اٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور بھاگ کر زینے پر چڑھنے لگا۔

نصف زینہ طے کرنے کے بعد اس نے اچانک مڑ کر حملہ کیا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ سلمان کو تین چار قدم نیچے آنا پڑا لیکن چند وار کرنے کے بعد پہرے دار دوبارہ بھاگ رہا تھا۔ سلمان نے بالائی منزل کے برآمدے پر اسے جالیا۔ پہرے دار نے پلٹ کر دوبارہ حملہ کیا لیکن سلمان کے سامنے اس کی پیش نہ گئی اور چند ثانیے بعد وہ پھر ایک بار اٹے پاؤں پیچھے ہٹ رہا تھا۔ برآمدے کے کونے میں سلمان نے آخری وار کیا اور اس کی تلوار دیو قامت پہرے دار کے سینے میں اتر گئی۔

پھر اس نے تیزی سے ایک دروازے کی زنجیر اتار کر دھکا دیا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے کہا نائیک! جلدی کرو۔ میں سعید کا دوست ہوں۔

نائیک دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اتنے میں یونس اوپر پہنچ کر منصور کو دوسرے کمرے سے نکال چکا تھا۔ وہ سسکیاں لیتا ہوں بھاگ کر سلمان کی مانگوں میں پلٹ گیا۔ سلمان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ منصور! ہمت سے کام لو۔ ہم تمہیں تمہارے ماموں کے پاس لے جا رہے ہیں۔ پھر وہ یونس سے مخاطب ہوا۔ تم ان تین آدمیوں کو اپنے گھر سے تہہ خانے کی طرف لے آؤ اور اپنے

باپ سے کہو کہ وہ گھوڑوں پر زینیں ڈال دے لیکن سب سے پہلے تہہ خانے کے دروازے کی چابی حاصل کرنا ضروری ہے۔

یونس نے گئے سے ایک زنجیر اتار کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا۔ جناب! لیجئے چابیوں کا یہ گچھا اس آدمی کے پاس تھا جس کی لاش صحن میں پڑی ہوئی ہے۔
سلمان نے چابیوں کا گچھا لیتے ہوئے کہا۔ اب تم جلدی کرو اور اپنے ایک ساتھی سے کہو کہ ڈیوڑھی کے پاس کھڑا رہے۔

یونس بھاگتا ہوا نیچے چلا گیا تو سلمان نے پہلی بار غور سے دیکھا۔ نائکہ سر جھکائے کھڑی تھی۔ نائکہ! اس نے کہا اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

نائکہ نے آہستہ سے گردن اٹھائی اور پھر وہ جذبات جو اس کی روح کی گہرائیوں میں موجزن تھا، آنسو بن کر بہہ نکلے۔

نائکہ! سلمان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ سعید ٹھیک ہو رہا ہے۔
میں اسے غرناطہ لے آیا ہوں۔

سلمان! سلمان!! میرے محسن! نائکہ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر بے اختیار اس کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ آپ مجھ سے بہت خفا ہوں گے۔

تم سے خفا! وہ کس بات پر؟

میں آپ کی اجازت کے بغیر گھر چلی گئی تھی؟

نائکہ! میں تم سے خفا نہیں ہوں مجھے ایک بہادر اور غیور لڑکی سے یہی توقع تھی۔
اب چلیں غرناطہ میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔

نائکہ نے آگے بڑھ کر گرے ہوئے سپاہی کی تلووار اٹھائی اور منصور نے اس کی کمر کے ساتھ لٹکا ہوا خنجر کھینچ لیا۔

سلمان نے کہا نائکہ! چلو تمہیں نیچے پہنچ کر ایک اچھی ممان اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش مل جائے گا۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں طینچہ بھی دے سکتا ہوں۔

نہیں! طینچہ آپ کے پاس رہنا چاہیے۔

وہ نیچے اترے۔ مسلمان کے دوسرے ساتھی تین عورتوں کے سامنے نگلی تلواریں لیے کھڑے تھے اور غتبہ کی ماں ان سے التجائیں کر رہی تھی۔ میں نے تمام صندوقوں کی چابیاں تمہارے حوالے کر دی ہیں تم سب کچھ لے جاؤ لیکن ہم پر رحم کرو۔

مسلمان نے کہا ہم بیٹے کے جرائم کی سزا اس کی ماں اور بہن کو نہیں دے سکتے لیکن یہ ایک مجبوری ہے کہ ہم تمہیں کھانا نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لیے تمہیں کچھ دیر اپنے مہمان کے ساتھ رہنا پڑے گا۔

غتبہ کی بہن چلائی۔ خدا کے لئے ہمیں قیدی کے پاس چھوڑنے کی بجائے کسی اور کمرے میں بند کر دیجئے۔ جو آدمی اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے، وہ ہمارا گلا گھونٹنے سے دریغ نہیں کرے گا۔

مسلمان نے کہا۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو خاموش رہو۔ قیدی کو یہ معلوم ہے کہ تمہارا گلا گھونٹنے کے بعد اسے تمہارے خونخوار بھائی سے واسطہ پڑے گا۔ اس کے علاوہ تمہارے تین نوکر تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہوں گے۔



تموڑی دیر بعد وہ مکان کے دوسرے کونے میں ایک دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

اچانک ڈیوڑھی کی طرف قدموں کی چاپ سنائی دی اور مسلمان نے اپنے ایک ساتھی کو چابیوں کا گچھا دیتے ہوئے کہا۔ وہ آرہے ہیں تم جلدی دروازی کھولو۔

اس نے یکے بعد دیگرے تالے کو تین چابیاں لگانے کی کوشش کی، لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار ایک چابی لگ گئی اور اس نے جلدی سے تالا اتار کر دروازہ کھول دیا۔ اتنی دیر میں یونس اور اس کے ساتھی اسے سے بندھے ہوئے تین آدمیوں کو ہانکتے ہوئے قریب آچکے تھے۔ سمیعہ اپنے بھائی کے ساتھ تھی۔ اس نے

مشعل کی روشنی میں نائک کی طرف دیکھا اور بھاگ کر اس کے قریب کھڑی ہو گئی۔
 سلمان کے اشارے سے دونو جوان جن میں سے ایک کے ہاتھ میں مشعل اور
 دوسرے ہاتھ میں چابیوں کا گچھا تھا، کمرے میں داخل ہوئے اور پھر اس کے
 ساتھیوں نے قیدیوں کو کمرے کے اندر دھکیل دیا۔ سلمان نے باقی ساتھیوں سے
 مخاطب ہو کر کہا۔ تم باہر کھڑے رہو، ہم ابھی آتے ہیں۔ لیکن دہلیز پر پاؤں رکھتے ہی
 اس کے دل میں کوئی خیال آیا اور اس نے اچانک مڑ کر کہا۔ یونس! نھاک کی بیوی کو
 غتبہ کے گھر سے خالی ہاتھ نہیں جانا چاہیے۔ اسے ساتھ لے جاؤ۔

سلمان کمرے کے اندر چلا گیا اور سمیعہ تذبذب کی حالت میں نائک کی طرف
 دیکھنے لگی۔

نائک نے کہا جاؤ سمیعہ! جلدی کرو۔ ہمارے پاس بہت جموڑا وقت ہے! طویل
 کمرے کے آخری کونے میں ایک زینے سے کوئی پندرہ فٹ نیچے اتر کر وہ ایک تنگ
 کھڑی میں داخل ہوئے۔ سامنے ایک اور دروازے پر قفل لگا ہوا تھا۔ جب سلمان
 کا ساتھی قفل کھول رہا تھا تو اندر سے قیدی کی چیخ و پکار سنائی دینے لگی۔

غتبہ! مجھے معلوم ہے تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن میں تمہارا دوست ہوں اگر
 مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس قدر بگڑ جاؤ گے تو میں نائک کے پاس جانے کی جرأت نہ
 کرتا۔ غتبہ! مجھے معاف کر دو!

دروازہ کھلا اور سلمان نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مشعل لے کر اندر جھانکتے
 ہوئے کہا۔ غتبہ یہاں نہیں ہے اور وہ یہ کبھی پسند نہیں کرے گا کہ آدھی رات کے
 وقت تمہاری چیخیں گھر کی عورتوں کو پریشان کریں

تم کون ہو؟

سلمان نے جواب دینے کی بجائے ایک طرف ہٹ کر اپنے ساتھیوں کو اشارا
 کیا اور انہوں نے یکے بعد دیگرے قیدیوں کو اندر دھکیل دیا۔ پھر اس نے مشعل

آگے کرتے ہوئے کہا۔ عمیر! اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح دیکھ لو۔ انہیں کچھ عرصہ تمہارے ساتھ رہنا پڑے گا۔

عمیر چند ثانیے پھٹی پھٹی آنکھوں سے غتبہ کی ماں اور بہن کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ چلا یا۔ اگر تم مجھے قتل کرنے کے لیے نہیں آئے تو خدا کے لیے بتاؤ تم کون ہو؟ عمیر! تم مر چکے ہو اور میں ایک اش پروا نہیں کروں گا۔ لیکن عاتکہ باہر کھڑی ہے۔ اگر وہ تمہاری چیخیں سن کر یہاں آگئی تو ہوسکتا ہے کہ میں اپنی تلوار تمہارے ناپاک خون سے آلودہ کرنے پر مجبور ہو جاؤں۔

تم سعید کے ساتھ آئے ہو۔ خدا کے لیے اسے باؤ۔ اگر عاتکہ بھی مجھ پر رحم نہیں کر سکتی تو اس سے کہو کہ مجھے غتبہ جیسے نفاک آدمی کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بجائے اپنے ہاتھ سے قتل کر دے۔ میں بیمار ہوں اور میرا باپ اگر مر نہیں گیا تو کسی قید خانے میں ضرور دھنڈا رہا ہوگا۔

غداروں کا انجام ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔

میرے جرائم یقیناً ناقابل معافی ہیں، لیکن میرا باپ غدار نہیں تھا۔ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اس نے خالد بن زہرہ کی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ اس نے مجھے ان ظالموں کا ساتھ دینے سے منع کیا تھا لیکن افسوس کہ میرے لیے توبہ کے دروازے بند ہو چکے تھے۔

اگر تمہارا باپ غرناطہ کے قید خانے میں ہے۔ تو ممکن ہے اسے چھڑا لیا جائے لیکن تمہیں اس خوش فہمی میں ہرگز بتانا نہیں ہونا چاہیے کہ خالد بن زہرہ کے قاتلوں کے حق میں اس کی فریاد سنی جائے گی۔

اس بات کا علم صرف وزیر اعظم، غتبہ اور کوئوال کو ہوسکتا ہے کہ انہیں کس جگہ بند کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے معاف نہیں کریں گے لیکن اگر مجھے یہ اطمینان ہو جائے کہ میرے ساتھ غتبہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ایک ہی جگہ پھانسی دی

جائے گی تو مجھے مرنے کا کوئی ملال نہیں ہوگا۔

مسلمان نے پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ ایک رضا کار نے بند کرنے کی کوشش کی، لیکن عمیر نے دونوں ہاتھوں سے ایک کواڑ پکڑ کر پوری قوت کے ساتھ کھینچا اور جلدی سے باہر نکل آیا خدا کے لیے ٹھہرو! اس نے مسلمان کے سامنے دو زانو ہو کر اپنے ہاتھ بند کرتے ہوئے کہا۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ میں غرناطہ کے سب سے بڑے چوراہے پر کھڑے ہو کر اپنے ناقابل معافی گناہوں کا اعتراف کروں گا۔ میں مرنے سے پہلے اہل غرناطہ پر یہ راز فاش کرنا چاہتا ہوں کہ ابو القاسم انہیں سرچھپانے کا موقع دینے سے پہلے ہی غرناطہ کو دشمن کے قبضے میں دے دینے کا فیصلہ کر چکا ہے اور یہ کہ سینخانے سے سینکڑوں جاسوس شہر میں داخل ہو چکے ہیں۔

زینے سے نائکہ کی آواز سنائی دی۔ تم کیا کر رہے ہو؟ ہم سعید کے باپ کے قاتل کو زندہ چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔

مسلمان نے مڑ کر دیکھا۔ نائکہ تیر و مان اٹھانے غصے سے کانپ رہی تھی۔ منصور اس سے دو قدم آگے تھا۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور مسلمان کا بازو پکڑ کر پلایا آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔

مسلمان نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ دائیں بائیں ہٹ گئے۔ عمیر نے اٹھ کر حسرت ناک لہجے میں کہا۔ نائکہ ٹھہرو! مجھے معلوم ہے کہ میں رحم کے قابل نہیں ہوں۔ میری زندگی کی کوئی قدر و قیمت بھی نہیں، لیکن میں اس کو ٹھہری میں کتے کی موت مرنے کی بجائے تمہارے ہاتھوں مرنا بہتر سمجھتا ہوں خدا کے لیے یہاں سے جلدی نکلنے کی کوشش کرو اور اگر سعید کے باپ کا کوئی ساتھی تمہاری مدد کر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ وہ فوراً تمہیں سمندر کے پار پہنچا دے۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب دشمن کا غرناطہ پر قبضہ ہوگا اور تمہارے لیے اندلس سے نکلنے کے تمام راستے

مسدود ہو جائیں گے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے متعلق عتبہ کے عزائم کتنے خوف ناک ہیں۔ وہ تمہیں تلاش کرنے کے لیے اندلس کا کونہ کونہ چھان مارے گا۔

عاتکہ! مجھ پر قدرت کا آخری احسان یہی ہو سکتا ہے کہ تم مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر دو۔ لیکن خدا کے لیے یہاں سے نکل جاؤ!

عاتکہ کچھ کہنے کی بجائے مان سیدھی کر کے آہستہ آہستہ تیر کھینچنے لگی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اچانک سلمان نے ان کے درمیان آکر کہا

عاتکہ! جو شخص اپنے ہاتھوں سے اپنے گٹے میں پھند اڑال چکا ہو، تمہیں اس پر تیر ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لیے عتبہ کے ہاتھوں مرنا تمہارے تیر سے ہلاک ہونے کی نسبت زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔

عاتکہ نے سنبھل کر کہا۔ خدا کے لیے آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔ میرے مذذب کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھے اپنے چچا کے خدار بیٹے پر رحم آ گیا تھا، خالد بن زہرہ کے قتل کے بعد ہمارے درمیان خون کے سارے رشتے ختم ہو گئے تھے، میں اس کو مرنے سے پہلے توبہ کے لیے چند لمحات دینا چاہتی تھی، لیکن یہ بد بخت قاتل اب بھی یہی سمجھتا ہے کہ میں اس کی باتوں میں آ جاؤں گی۔

سلمان دوبارہ ایک طرف ہٹ گیا لیکن اس سے پہلے کہ عاتکہ تیر چلاتی، اچانک منصور نے ایک جست لگائی اور آنکھ بھپکنے میں اس کا خنجر قبضے تک عمیر کے دل میں اتر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عاتکہ کی مان سے تیر چلا اور اس کی شاہ رگ سے آر پار ہو گیا۔ عمیر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ پھر اس کا پاؤں دبلیر سے ٹکرایا اور وہ پیٹھ کے بل گر کر رڑ پنے لگا۔

منصور سکیاں لیتا ہوا سلمان کی طرف متوجہ ہوا۔ مجھے معاف کیجئے! لیکن یہ میرا فرض تھا۔

سلمان نے بڑے پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں

کو اشارہ کیا اور انہوں نے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی سلمان جلدی سے ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔ سمیعہ ایک گٹھری بغل میں دبائے باہر کھڑی تھی اور اس کا بھائی اور ایک اور ساتھی اپنے کندھوں پر گٹھریاں اٹھائے چند قدم پیچھے آ رہے تھے۔ گٹھریاں زیادہ بڑی نہ تھیں لیکن ان کی چال سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا بوجھ ان کی طاقت سے زیادہ ہے۔ سمیعہ بھی ایک طرف جھکی جا رہی تھی اور وہ اپنے پرانے کپڑوں کی بجائے نیا لباس پہنے ہوئے تھی۔

ماتکہ نے مشعل کی روشنی میں اسے قریب سے دیکھتے ہوئے کہا۔ میں تو یہ سمجھی تھی کہ گھر سے کوئی اور عورت نکل آئی ہے۔

اس نے جواب دیا میں نے سوچا کہ اگر میں ایک بھکاری کے لباس میں آپ کے ساتھ سفر کروں تو یہ عجیب سا معلوم ہوگا۔ پھر بھی میں نے ان کپڑوں کے سوا گھر کی عورتوں کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا اور ان کے زیور بھی چھوڑ دیے۔ میں تو غتبہ کے صندوق سے صرف دو تیلیاں باندھ کر اٹھا آئی ہوں۔

تموڑی دیر بعد یہ لوگ اصطبل کے قریب پہنچے تو یونس کا باپ گھوڑوں پر زین ڈالے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

سلمان نے جلدی سے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مشعل لے کر ایک طرف پھینک دی اور ان کے آگے آگے بولیا۔ ڈیوڑھی سے نکل کر انہوں نے دروازہ بند کر دیا، اور باغ سے اصطبل کی طرف چل دیے۔ تموڑی دیر بعد وہ گھوڑے لے کر بیرونی پھاٹک کے قریب رک گئے۔

سلمان پھاٹک کھلو کر باہر نکلا اور ادھر ادھر دیکھنے کے بعد مڑ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ پانچوں ساتھی یکے بعد دیگرے گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر باہر نکل آئے اور باقی ان کے پیچھے چل پڑے۔

کچھ دیر بعد وہ ان درختوں کے قریب پہنچ چکے تھے جہاں ایک رضا کار دوسرے گھوڑوں کے ساتھ ان کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اطمینان سے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔



ویگا سے واپسی پر یونس کی بجائے سلمان بذات خود اپنے ساتھیوں کی رہنمائی کر رہا تھا۔

سینما کے سڑک سے تھوڑی دورا جڑے ہوئے ایک باغ کے قریب پہنچ کر سلمان نے اپنا گھوڑا روک لیا اور مڑ کر دبی زبان میں کہا۔ تم لوگ تھوڑی دیر یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی ان کا پتہ لگا کر آتا ہوں۔

ایک آدمی اچانک باغ کے کنارے ایک درخت کی اوٹ سے نمودار ہوا اور اس نے کہا

جناب! ہم یہاں ہیں، لیکن آپ کے ساتھیوں کی تعداد سے ہمیں یہ شبہ ہوا تھا کہ شاید کوئی لشکر آ رہا ہے

نشان دوسرے درخت کی اوٹ سے نمودار ہوا اور آگے بڑھ کر سلمان کے گھوڑے کی لگام پکڑتے ہوئے بولا

جناب! آگے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن آقا کہتے تھے کہ اگر کوئی آپ کا پیچھا نہیں کر رہا تو دروازہ کھانے تک آپ کو یہیں انتظار کرنا چاہیے۔

وہ ابھی تک یہیں ہیں؟

جناب! وہ آپ کو رخصت کرتے ہی چلے گئے تھے اور آدھی رات کے قریب پھر واپس آ گئے تھے۔ آپ باغ میں تشریف لے جائیں۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم وقت سے پہلے بھی دروازہ کھلا سکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے کوئی بے چینی ظاہر نہ ہو۔ آپ بخیریت ہیں نا؟

ہاں، تم جاؤ!

عثمان سڑک کی طرف لپکا اور وہ لوگ گھوڑوں سے اتر کر باغ کے اندر داخل ہوئے پھر سلمان نے یونس کی طرف متوجہ ہو کر کہا

یونس! اب تمہیں ہمارے ساتھ غرناطہ جانے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا باپ اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے بے چین ہوگا۔ عثمان کو غرناطہ سے باہر اس بستی کا علم ہے جہاں ہم نے تمہارے بھائی کو پہنچا دیا تھا، اگر تم فوراً وہاں جانا چاہتے ہو، تو میں عثمان کے علاوہ اپنے ایک اور ساتھی کو بھی تمہارے ساتھ بھیج سکتا ہوں۔ ہم جو گھوڑے قتبہ کے اصطبل سے لائے ہیں انہیں شہر کے اندر لے جانا خطرناک ہے۔ اگر قتبہ کو یہ اطلاع مل گئی تو وہ تمہاری تلاش میں غرناطہ کا کونہ کونہ چھان مارے گا۔

یونس کی بجائے اس کے باپ نے جواب دیا۔

جناب! اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں ایک لمحے کے لیے بھی رکننا پسند نہیں کریں گے۔ اگر نضاک سفر کے قابل ہو، تو ہم اس بستی میں بھی نہیں ٹھہریں گے۔

سلمان نے کہا کہیں تم یہ نہ سمجھ لینا کہ میں تمہیں کسی محفوظ جگہ پہنچانے کے وعدے سے منحرف ہو گیا ہوں۔ میں غرناطہ میں زیادہ دیر نہیں ٹھہروں گا۔ اگر تم میرا انتظار کر سکو تو ممکن ہے کہ میں تمہیں افریقہ کے ساحل تک پہنچا دوں، ورنہ پہاڑوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہیں پناہ دے سکیں گے اور ہمارے ساتھی ان میں سے کسی کے پاس پہنچا دیں گے۔

بوڑھے آدمی نے کہا۔ التجارہ میں ہمارے اصلی آقا کے قبیلے کے کئی لوگ موجود ہیں اور المریہ کے راستے میں بھی ان کی چند بستیاں ہیں، وہاں پہنچنے کے لیے ہمیں آپ کو تکلیف دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہم پر اس سے بڑا احسان کیا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالائے ہیں۔

گھوڑی دیر میں عثمان اپنے آقا کے علاوہ تین اور آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور پھر جب مشرق کے افق سے صبح کا ستارہ نمودار ہو رہا تھا تو وہ باغ سے باہر نکل کر

غتبہ کے نوکروں کو عثمان اور ایک رضا کار کے ساتھ رخصت کر رہے تھے۔
 سلمان نے عثمان سے کہا تمہیں یہ دونوں گھوڑے ابو یعقوب کے پاس چھوڑ کر
 پیدل واپس آنا پڑے گا۔

جناب! مجھے معلوم ہے کہ ہم دشمن کے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس نہیں آ سکیں
 گے، لیکن ہمیں پیدل آنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے بدلے ہم دو اور گھوڑے
 حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دوسری بستی میں آپ کے
 میزبانوں کا حال بھی پوچھ آؤں۔

یہ سلمان کے دل کی آواز تھی۔ اس نے کہا
 ہاں! بدریہ نائکہ اور منصور کے متعلق بہت پریشان ہوں گی، لیکن تمہارا پہلا کام
 ان لوگوں کو ابوعقوب کے پاس پہنچانا ہے۔ انہیں میری طرف سے یہ پیغام دینا
 کہ ہم نے ضحاک کو آزاد کر دیا ہے۔ ہمارے لیے ان لوگوں کے تعاون کے بغیر
 نائکہ اور منصور کو غتبہ کی قید سے نکالنا ممکن نہ تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نائکہ اور منصور
 کسی دن اچانک ان کے گھر پہنچ جائیں اور شاید مجھے بھی واپسی پر ان کی بستی سے
 گزرنا پڑے۔

جب یونس اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے تو سمیعہ نے نائکہ کا
 ہاتھ چومتے ہوئے کہا

میری بہن! شاید میں دوبارہ آپ کو نہ دیکھ سکوں لیکن میری زندگی کا ہر سانس
 آپ کے لیے دعاؤں کی خوشبو میں بسا ہوا ہوگا اور میں یہ وعدہ کرتی ہوں کہ ضحاک
 بھی مرتے دم تک آپ کا احسان نہیں بھولے گا
 پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کے پیچھے چل پڑی



سلمان کچھ ویران کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ عبدالمنان کی طرف متوجہ ہوا

اب میں آپ سے شہر کے حالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ ابو القاسم کی آمد پر شہر میں کوئی نیا بنگامہ تو نہیں ہوا؟

نہیں! شہر میں اس کے سوا کوئی اور قابل ذکر بات نہیں ہوئی کہ ابو القاسم نے اپنی قیام گاہ کی بجائے سیدھا الحمر اکارخ کیا تھا۔ پھر تموڑی دیر بعد جب وہ اپنے گھر واپس پہنچا تو وہاں شہر کے سرکردہ خدرا اس کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ یہ لوگ شام سے اس وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر آدھی رات کے قریب جب میں اپنے ساتھیوں کی ایک خفیہ مجلس سے اٹھ کر واپس آ رہا تھا تو آخری اطلاع کے مطابق ابو القاسم کے ہاں اسی کے حامیوں کا اجلاس جاری تھا۔ وزیر اعظم کے محافظ دستوں کا ایک افسر ہمارا ساتھی ہے۔ اس کی بدولت ہم وہاں جمع ہونے والے ملت فروشوں کی فہرست حاصل کر چکے ہیں۔ کوئٹال اور حکومت کے چند اور اہل کار بھی اس اجلاس میں شریک تھے لیکن محل پر سخت پہرا تھا۔ اس لیے ابھی تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اندر کیا مشورے ہو رہے ہیں۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ کل تک ہم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہے گی۔ خدراؤں میں بعض ایسے بھی ہیں جن میں ہمیں بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔

اگر کوئٹال وہاں موجود تھا تو آپ کو چھوٹے خدراؤں کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔

آپ اطمینان رکھیں۔ اگر اس کی ضرورت پیش آئی تو ہم اس کا گلا دبوچنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اب آپ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ ہمارے کئی اور ساتھی اور فوج کے دو افسر بھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں، لیکن اب دروازہ کھانے والا ہے اور ہمیں ان سے مدد لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ پھر وہ رضا کاروں سے مخاطب ہوا تم پہلے جا کر گاڑی میں اپنا سامان رکھو اور

رضا کار ایک ایک کر چلے گئے

چند منٹ بعد سلمان، منصور اور عاتکہ عبد المنان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ وہ دروازے سے کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر تھے کہ فوجی لباس میں ایک نوجوان بھاگتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور اس نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا

آپ تھوڑی دیر کے لیے سڑک سے ایک طرف ہٹ جائیں!

کیوں کیا بات ہے؟ عبد المنان نے سوال کیا

پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ پیرے داروں کو حکم ملا ہے کہ حکومت کے چند اہل کار سینما نے جا رہے ہیں، اس لیے عام لوگوں کو تھوڑی دیر کے لیے روک لیا جائے۔ سلمان نے دروازے کی طرف دیکھا۔ مسلح آدمی سڑک پر جمع ہونے والے لوگوں کو دائیں بائیں ہٹا رہے تھے۔ پانچ منٹ بعد سرپٹ دوڑنے والے لکھوڑوں کی ناپ سنائی دی اور ان کی آن میں دس مسلح سوار آگے نکل گئے۔

فوجی افسر نے کہا اب آپ اطمینان سے جا سکتے ہیں

عبد المنان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ میرے خیال میں یہ وہی لوگ ہیں جو رات وزیراعظم کے محافظوں کے ساتھ آئے تھے۔

چند نوجوان ان کے ساتھ ہو لیے۔ دروازے سے تھوڑی دور آگے دو سوار کھڑے تھے۔ ایک سوار نے اتر کر عبد المنان کو اپنا لکھوڑا پیش کر دیا اور وہ اس پر سوار ہو گیا۔



بدریہ سے ایک اور ملاقات

سعید کو نیم خوابی کی حالت میں کمرے کے اندر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھولیں اور پھر چند ثانیے وہ خواب اور حقیقت کے درمیان امتیاز نہ کر سکا۔ دروازہ کھلا تھا، حاتکہ اور منصور اس کے قریب کھڑے تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

حاتکہ! حاتکہ!! اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور جلدی سے اٹھ کر دونوں ہاتھ منصور کی طرف پھینکا دیے۔

منصور سسکیاں لیتا ہوا اس سے لپٹ گیا۔ ماموں جان! ماموں جان!!

اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہم میر سے انتقام لے چکے ہیں وہ قتل ہو چکا ہے!

سعید کی نگاہیں حاتکہ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے منصور کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: حاتکہ! بیٹھ جاؤ!

وہ اس کے قریب کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنا لرزتا ہوا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھ دیا۔

مجھے بخار نہیں حاتکہ! میں بہت سخت جان ہوں اور اب تو مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ اپنی حاتکہ کی زندگی میں موت میری طرف دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتی۔

سعید کے لبوں پر تبسم تھا لیکن اس کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہاگ تھیں۔ حاتکہ نے اپنے دوپٹے کے انچل سے اس کے آنسو پونچھ دیے۔

پھر اچانک سعید نے اس کا خوب صورت ہاتھ پکڑا اور اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

حاتکہ! میں تمہیں کئی بار خواب میں دیکھ چکا ہوں، اور اب بھی آنکھیں کھولنے سے پہلے میں تمہاری رفاقت میں کہیں جا رہا تھا۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ منصور تمہیں کہاں ملا تھا اور میر کیسے قتل ہوا؟

حاتکہ نے جواب دیا سعید! یہ قدرت کا ایک معجزہ ہے کہ تم اس وقت ہمیں یہاں دیکھ رہے ہو۔ ہم غتبہ کی قید میں تھے۔

منصور نے کہا ماموں جان! ہمیں چچی سلمان نے اس کی قید سے نکالا ہے۔ غتبہ اپنے گھر میں نہیں تھا، ورنہ وہ اسے بھی زندہ نہ چھوڑتے۔

سلمان کہاں ہے؟ سعید نے منظر بھوکر سوال کیا

حالتکہ نے جواب دیا۔ وہ ہمارے ساتھ آئے تھے اور آپ کو دروازے سے ایک نظر دیکھنے کے بعد دوسرے کمرے میں چلے گئے تھے۔

مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھ سے ملے بغیر نہ چلے جائیں، مجھے ان سے بہت کچھ کہنا ہے۔

حالتکہ نے کہا سعید! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے متعلق پورا اطمینان حاصل کیے بغیر واپس چلے جائیں۔ وہ کہتے تھے کہ میں فرصت کے وقت اطمینان سے باتیں کروں گا۔ اب آپ لیٹ جائیں۔

منصور ایک طرف ہٹ گیا اور سعید نے حالتکہ کے اصرار پر تکیے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

حالتکہ! تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ لیکن گزشتہ شام میں نے صحن کے اندر تین چکر لگائے تھے اور اس وقت تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں موائے حسن کی چوٹی تک بھاگ سکتا ہوں۔

کوہ سیہ انوار کی بلند ترین پہاڑی

سعید مسکرا رہا تھا لیکن اچانک اس کے چہرے پر اویسی چھا گئی۔

حالتکہ! اس نے کہا مجھے تمام واقعات سناؤ۔ سلمان عجیب آدمی ہے۔ اس نے مجھے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ تمہاری تلاش میں جا رہا ہے۔ بلکہ مجھے ہمیشہ یہ تسلی دیا کرتا تھا کہ تم بخیریت ہو اور منصور بھی بہت جلد گھر پہنچ جائے گا۔

حالتکہ نے اپنی قید اور رہائی کے واقعات بیان کر دیے۔

سعید نے منصور سے چند سوال کیے اور کچھ دیر گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے کہا

حالتکہ! آج میں تم سے وہ باتیں کرنا چاہتا ہوں جو عام حالات میں کبھی میری زبان پر نہ آتیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سعید دو تھے۔ ایک وہ جسے اس ملک اور قوم کی محبت اپنے باپ سے ورثے میں ملی تھی اور اسے اندلس کی آزادی کے لیے جینا اور مرنا سکھایا گیا تھا۔ جسے بچپن سے اندلس کی ایک بہادر اور غیور بیٹی کی نگاہوں کی ہر جنبش یہ پیغام دیا کرتی تھی کہ ہم اس ملک کی آزاد فضاؤں میں سانس لینے کے لیے پیدا ہوئے ہیں یہ میرا وطن ہے اور تم اس کے نگہبان ہو جس سر زمین پر میرے والدین کا خون گرا تھا، اسی سے ہم زندگی کی ہر راحت اور مسرت چھیننے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سعید مرچکا ہے بلکہ وہ اسی وقت مر گیا تھا، جب اس کے باپ کی لاش ایک ویرانے میں پڑی ہوئی تھی۔

حالتکہ نے کرب انگیز لہجے میں کہا۔ نہیں! نہیں!! سعید ایسی باتیں نہ کرو۔

حالتکہ! اس نے کہا میں نے اپنی بات ختم نہیں کی دوسرا سعید وہ ہے جو موت کے دروازے پر دستک دینے کے بعد لوٹ آیا ہے اور اب وہ زندہ رہنا چاہتا ہے حالتکہ! جب میں زخموں سے چور تھا اور میری نگاہوں کے سامنے موت کے اندھیروں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ میرے دل میں مایوسی، بے چارگی اور ذلت کے اس مسکن میں چند سانس لینے کی خواہش بھی ختم ہو چکی تھی تو مجھے اچانک ایسا محسوس ہوا کہ تم مجھے آوازیں دے رہی ہو۔ تم یہ کہہ رہی ہو سعید! تم مجھے درندوں کی اس بستی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ اور پھر میں نے بے ہوشی کی حالت میں بھی زندگی کا دامن پکڑ رکھا تھا اور جب مجھ کو ہوش آتا تھا تو میں بار بار یہ دعا کیا کرتا کہ کاش! سلمان اندلس چھوڑنے سے پہلے مجھے مل جائے اور موت سے پہلے میں اس سے یہ درخواست کر سکوں کہ تم حالتکہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ اندلس کی اس بیٹی کو اپنی قوم کے گناہوں کی

سزائیں حصہ دار نہیں بننا چاہیے۔

حالتکہ نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ سعید! تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم یہ کیسے سوچ سکتے تھے کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی؟

مجھے معلوم تھا کہ تم میرا کہا نہیں مانو گی لیکن سلمان کی آمد پر میرے دل میں یہ امید پیدا ہو گئی تھی کہ قدرت نے ہمارے لیے مددگار بھیج دیا ہے اور میں رو بہ صحت ہوتے ہی تمہیں قائل کر سکوں گا کہ موجودہ حالات میں تم یہاں نہیں رہ سکتیں۔ جب اندلس کے اندھیرے چھٹ جائیں گے تو تمہیں واپس بلا لیا جائے گا۔ حالتکہ! میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ آج میں اندلس سے زیادہ تمہارے متعلق سوچنے لگا ہوں۔ اس لیے نہیں کہ میرے دل میں اندلس کی محبت ختم ہو چکی ہے بلکہ اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا وہ سعید جسے مسکراتے ہوئے جان دینا سکھایا گیا تھا، اپنا فرض پورا کر سکے، تو خدا کے لیے میرا کہا مانو۔ سلمان کا کام غرناطہ میں ختم ہو چکا ہے، اب اگر میرا اس چلائو میں ایک دن بھی اس کا یہاں ٹھہرنا پسند نہیں کروں گا۔ گزشتہ رات میرے میزبان اور طبیب نے پہلی بار دل کھول کر مجھ سے جو باتیں کی ہیں، وہ سن کر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ طوفان جسے ابا جان روکنا چاہتے تھے، بڑی تیزی سے ہمارے سروں پر آ پہنچا ہے۔

آج اہل غرناطہ ایک قوم نہیں بلکہ بھیڑیوں کا وہ گلہ ہیں جو بھیڑیوں کو اپنے چرواہے سمجھتا ہے۔ ہمارا عذاب شروع ہو چکا ہے۔ اس کی آخری حجت اسی دن پوری ہو گئی تھی جب ابا جان شہید کر دیے گئے تھے حالتکہ! تم جانتی ہو کہ عتبہ کون ہے اور اگر خدا نخواستہ دشمن نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا تو کتنے عتبہ اور پیدا ہو جائیں گے ذرا سوچو! اس وقت تمہیں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا میں منسور کو بھی تمہارے ساتھ ہی بھیجنا چاہتا ہوں۔ آج سلمان سے میری گفتگو اسی مسئلے پر ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری درخواست رد نہیں کرے گا۔

عاتکہ نے اچانک نرم ہو کر کہا۔ اگر تم حکم دو گے تو میں سمندر میں کودنے کے لیے بھی تیار رہا جاؤں گی لیکن ہم دونوں کے خطرات ایک جیسے ہیں اور جس قدر تم میرے بار میں پریشان ہوا تنہا ہی سلمان تمہارے متعلق فکر مند ہے۔ ہم کسی صورت میں بھی تمہیں پیچھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ سلمان کہتا تھا کہ تم بہت جلد سفر کے قابل ہو جاؤ گے۔ اگر تم غرناطہ میں فوری خطرہ محسوس کرتے ہو تو ہم دو چار دن کے لیے باہر کوئی جائے پناہ تلاش کر سکتے ہو تو ہم دو چار دن کے لیے باہر کوئی جائے پناہ تلاش کر سکتے ہیں جب تم سفر کے قابل ہو جاؤ گے تو ہم پہاڑوں کی طرف نکل جائیں گے پھر جب کسی جگہ پہنچ کر مجھے یہ اطمینان ہو جائے گا کہ اب تمہیں دشمن سے کوئی خطرہ نہیں رہا اور تمہارا اندلس میں رہنا ضروری ہے تو میں اور منصور افریقہ کے ساحل پر بحیرہ روم میں کسی جزیرے پر تمہارا انتظار کریں گے۔

عاتکہ! خدا سے دعا کرو کہ میں کل ہی روزانہ ہو جاؤں مجھے معلوم ہے کہ غرناطہ میں میرا ٹھہرنا صرف اپنے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کے لیے بھی خطرناک ہے سعید اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟ عاتکہ نے پوچھا

میں سلمان سے بات کرنا چاہتا ہوں

آپ کچھ دیر آرام کر لیں۔ منصور! تم اندر جا کر خادمہ کو بلا لاؤ وہ انہیں دوسرے کمرے میں لے جائے گی۔

بھاگ سکتا ہوں۔

بھاگ سکتا ہوں۔



تموڑی دیر بعد سعید سلمان کے کمرے میں داخل ہوا

اس کے پاس اس وقت جمیل کے علاوہ ایک اجنبی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اٹھ کر باری

باری سعید سے بغل گیر ہوئے۔ جمیل نے اجنبی کا تعارف کراتے ہوئے کہا یہ
عبدالملک ہیں۔ ان کا گھر المریہ کے قریب ہے۔ وہاں سے یہ غرناطہ کے حالات
معلوم کرنے اور اپنے والد کے دوستوں سے ملنے آئے تھے۔ المریہ کی جنگ کے
آخری ایام میں ان کے والد المریہ کے نائب سپہ سالار تھے۔ غرناطہ میں یوسف اور
فوج کے کئی اور افسران ہیں جانتے ہیں۔

سلمان نے کہا۔ ابھی آپ کو چلنے پھرنے سے پرہیز کرنا چاہیے
بھائی جان! میں بالکل ٹھیک ہوں اور اب طبیب نے مجھے اس پابندی سے آزاد
کر دیا ہے۔

سلمان نے کہا اچھا آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی فارغ ہو جاتا ہوں
پھر وہ عبدالملک کی طرف متوجہ ہوا۔ اگر آپ کے گاؤں کے شمال میں چند غار
بھی ہیں جہاں کبھی خانہ بدوش رہا کرتے تھے اور مغرب کی طرف ایک چھوٹا سا
آبشار ایک گہرے کھڈ میں گرتا ہے جو چند میل نیچے سمندر میں جا ملتا ہے تو آپ کو کچھ
اور بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کا گاؤں دیکھ چکا ہوں اور وہ پورا علاقہ جہاں
میں بچپن میں گوما کرتا تھا، میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو آپ کا
گھر تلاش کرنے میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی ورنہ آپ کو یہ اطلاع ضرور مل
جائے گی کہ آپ کے ساتھی مجھے کس جگہ مل سکتے ہیں۔ میری طرف سے جو آدمی آپ
کے پاس آئے گا وہ آپ کے گاؤں میں اجنبی نہیں ہوگا۔

آپ اس کا نام نہیں بتا سکتے؟

آپ یوسف سے میری ملاقات کا انتظار کریں پھر کوئی بات آپ سے پوشیدہ
نہیں رہے گی!

سلمان یہ کہہ کر جمیل سے مخاطب ہوا۔ تم انہیں بتاؤ میں جتنی جلدی غرناطہ سے
روانہ ہو جاؤں اسی قدر بہتر ہے اور سعید کو بھی یہاں سے فوراً نکالنا ضروری ہے اگر

وفد کے ساتھ اس کا بھیجا جانا ضروری ہے تو جب تک وہ لمبے سفر کے قابل نہیں ہوتا، ہم راستے میں کسی جگہ ٹھہر جائیں گے۔

سعید نے کہا میں اسی مسئلے پر آپ سے گفتگو کرنے آیا تھا۔ نائیک اور منصور کا معاملہ مجھ سے کہیں زیادہ اہم ہے غتبہ اور اس کے ساتھی ان کی تلاش میں زمین و آسمان ایک کر دیں گے۔ اور اگر غداروں نے اچانک دشمن کے لیے غرناطہ کے دروازے کھول دیے تو ان کے لیے فرار کے راستے بند ہو جائیں گے۔ ان حالات میں وہ غرناطہ کی نسبت پہاڑوں کی ہر بستی میں زیادہ محفوظ ہوں گے۔

سلمان نے کہا سعید! تم مضمّن رہو میں جہاز پر اس وقت قدم رکھوں گا، جب مجھے نائیک اور منصور کے متعلق پورا اطمینان ہو جائے گا اور یہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ چند دنوں یا چند گھنٹوں کے حالات ہمیں ایک ساتھ سفر کرنے کی اجازت ہی نہ دیں اور نائیک کو تم سے پہلے یا بعد یہاں سے روانہ ہونا پڑے گا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ منصور اور نائیک کو بھی علیحدہ علیحدہ راستے اختیار کرنے پڑیں۔ آج سہ پہر تک یوسف کے ساتھ میری ملاقات ہو جائے گی۔ ولید بھی ان کے پاس ہو گا۔ اگر ہم نے اچانک کوئی فیصلہ کیا تو آپ کو اطلاع مل جائے گی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر منصور کو علیحدہ سفر کرنا پڑا یا اسے چند دن کے لیے آپ سے جدا رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ پریشان نہیں ہوں گے۔

سعید مسکرایا۔ میرا بھانجا ایک آزمائش سے گزر چکا ہے اور اب میری یہ خواندہ ہے کہ آپ اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔ اسے ایک جہاز ران بننے کا شوق ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آنے والے دور میں ترکوں کو ہماری عزت کے لیے اچھے جہاز رانوں کی ضرورت ہوگی

جمیل نے کہا جناب! اب ہمیں اجازت دیجئے ابو الحسن یا اس کا نوکر آپ کو ظہر کے وقت مسجد کے دروازے تک پہنچا دے گا اور وہاں آپ کے لیے کبھی کھڑی ہو

گی۔ اگر میں خود نہ آیا تو عبدالمنان یا ان رضا کاروں میں سے کسی کو بھیج دیا جائے گا جو ویگا کی مہم میں آپ کے ساتھ گئے تھے۔

عبدالملک اور جمیل کے بعد سعید بھی کمرے سے نکل آئے اور سلمان اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

تموڑی دیر بعد وہ گہری نیند سو رہا تھا



جب سلمان کی آنکھ کھلی تو منصور اس کے بستر کے قریب کھڑا تھا اور اس کے پیچھے ایک لڑکی دبے پاؤں دروازے سے باہر نکل رہی تھی۔ سلمان اس کے لباس کی ہلکی سی ایک جھلک سے زیادہ نہ دیکھ سکا۔

آؤ منصور! اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے کہ میں بہت سو یا ہوں اب دوپہر ہونے والی ہے آپا جان! اور ماموں جان دوبار آپ کو دیکھنے آئے تھے۔ آپا ناکہ کہتی تھیں خدا کرے آپ کی طبیعت ٹھیک ہو۔ ابھی طبیب بھی آئے تھے۔ ان کے ساتھ مہمان بھی تھے۔

میں نے نوکروں کو تاکید کی تھی کہ اگر کوئی شخص میرے بارے میں پوچھتا ہوا آئے تو مجھے فوراً جگادے جائے۔

آپا ناکہ آپ کو جگانا چاہتی تھیں، لیکن طبیب نے منع کر دیا تھا اور مہمان بھی یہ کہتے تھے کہ آپ کو آرام کی ضرورت ہے

مہمان کہاں ہیں؟

وہ یہیں ہیں میں انہیں اطلاع دیتا ہوں منصور بھاگ کر باہر نکل گیا

ایک نوکر نے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا

جناب کھانے آؤں؟

لے! لے! لے!

نوکر واپس چلا گیا

مسلمان کو غرناطہ آنے کے بعد پہلی بار بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ہاتھ منہ دھوئے اور لباس تبدیل کرنے کے بعد کرسی پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد نوکر نے کھانے کا طشت الاکر اس کے سامنے پتائی پر رکھتے ہوئے کہا

جناب! اب بہت دیر ہو گئی، میں صبح ناشتے کے لی بلانے آیا تھا لیکن آپ سو رہے تھے

مسلمان نے کہا، شاید کوئی مہمان مجھ سے مانا چاہتے تھے، وہ چلے تو نہیں گئے؟

نہیں جناب! مہمان یہیں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ ملاقات سے پہلے اطمینان سے کھانا کھالیں

مسلمان کو عبدالمنان یا اس کی طرف سے کسی ایلیچی کے علاوہ عثمان کا انتظار تھا۔ اس نے جلدی جلدی کھانا ختم کر کے نوکر کو آواز دی۔

پھر اچانک اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ ایک خواب دیکھ رہا ہے بدریہ اپنی بیٹی کے ہاتھ میں ہاتھ دیے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔ مسلمان چند ثانیے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اچانک اس کی آنکھیں جھک گئیں

اسما جھجکتی ہوئی آگے بڑھی

امی جان کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے

مسلمان پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بدریہ سے مخاطب ہوا

تشریف رکھیے! مجھے ابھی تک یقین نہیں آیا کہ آپ یہاں پہنچ گئی ہیں۔ عثمان آپ سے ملا تھا؟

ہاں! لیکن اگر وہ میرے پاس نہ بھی آتا تو بھی میں یہاں آنے کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔ مجھے بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ اگر آپ کو اچانک واپس جانا پڑا تو شاید ہم آپ کو دوبارہ نہ دیکھ سکیں۔

یہ تو ہو سکتا تھا کہ حالات مجھے اچانک واپس پر مجبور کر دیتے لیکن آپ کو خدا حافظ کہے بغیر اندلس سے رخصت ہونا میرے لیے ایک بہت بڑی آزمائش ہوتی اور پھر مجھے آخری دم تک یہ امید رہتی کہ کسی دن واپس ضرور آؤں گا۔

وہ کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر بدریہ نے انگٹلو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا میں مانتا کہ اور منصور کے متعلق بہت مضطرب تھی، عنصر ہر روز میرے پاس آتا تھا۔ اگر میں اسے منع نہ کرتی تو وہ شاید ویگا پر حملہ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ آج گھر سے روانہ ہوتے وقت میں نے اسے تسلی دینے کے لیے گاؤں کے ایک آدمی کو بھیج دیا تھا اور ہاں! بدریہ نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کانڈ اور ایک انگوٹھی جو ریشم کے باریک رومال میں بندھی ہوئی تھی، نکال کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا عثمان یہ خط اور انگوٹھی بذات خود آپ کو پیش کرنا چاہتا تھا لیکن جموڑی دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے یہ امانت مجھے سونپ دی تھی۔

سلمان نے جلدی سے کانڈ پر مختصر سی تحریر پر پڑھتے ہوئے کہا

آپ نے یہ خط پڑھا ہے؟

ہاں! میرا خیال تھا کہ اگر کوئی اہم بات ہو تو آپ کو فوراً جگا دے جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ضحاک کے ذہن میں کافی انقلاب آچکا ہے۔ میں انگوٹھی پر غتبہ کا نام بھی پڑھ چکی ہوں۔

سلمان نے رومال سے انگوٹھی کھول کر دیکھتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کہ اس رضا کارانہ پیش کش کی بڑی وجہ اس کی بیوی ہے۔

ہاں! عثمان کہتا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر رو پڑا تھا اور ابو یعقوب سے کہتا تھا کہ ایسے آدمی کے لیے میں اپنی جان دینے کے لیے تیار ہوں

اس انگوٹھی کی بدولت ہم کو تو ال کے گئے میں پھندا ڈال سکتے ہیں

بدریہ نے مضطرب ہو کر کہا۔ خدا کے لیے! کو تو ال کا مسئلہ ان لوگوں پر چھوڑ

دیتے جو اس کے ساتھ زیادہ آسانی سے نبٹ سکتے ہیں مجھ سے وعدہ کیجیے کہ آپ آئندہ ان ساتھیوں کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے جن کے لیے آپ ایک بہت بڑا سبارا بن چکے ہیں۔

سلمان نے کہا آپ فکر نہ کریں! آج تیسرے آدمی سے میری ملاقات ہو رہی ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی ہدایات کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔
تیسرا آدمی! مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو غلط مشورہ نہیں دے سکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے؟

ابھی تک ہماری ملاقات نہیں ہوئی، لیکن اب میں اس کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ اس کا نام یوسف ہے اور وہ موسیٰ بن ابی غسان کے نامور سالاروں میں سے ایک تھا۔

بدریہ مسکرائی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ یوسف کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ ماموں جان کا دوست ہے اور بچپن میں میں اور ولید ان کے گھر میں کھیا کرتے تھے۔ ان کی بیوی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔ جنگ کے دوران ان کا اکلوتا لڑکا شہید ہو گیا تھا۔
وہ چند تالیف خاموش رہے۔ پھر سلمان نے مغموم لہجے میں کہا۔ بدریہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری روانگی کا وقت قریب آچکا ہے۔ ممکن ہے کہ میں کسی وجہ سے یہاں واپس نہ آ سکوں۔ میں آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس وقت اپنے جذبات کی ترجمانی کے لیے میں جو الفاظ سوچ سکتا ہوں وہ ایک مختصر سی دعا پر ختم ہو جاتے ہیں

بدریہ! وہ پہلی بار اسے اس کے نام سے پکار رہا تھا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارا حامی و ناصر ہو! اور کسی دن میں تمہارے پاس یہ پیغام لے کر آؤں کہ اندلس کی کشتی گرداب سے نکل چکی ہے۔ مانسی کے اندھیرے چھٹ چکے ہیں اور نئی صبح کا سورج نمودار ہو رہا ہے۔

اسماء نے کہا چچی جان! اگر آپ اچانک واپس چلے گئے تو میں ہر روز آپ کا انتظار کیا کروں گی اور دوبارہ آنے پر آپ کو کبھی واپس نہیں جانے دوں گی۔

بدریہ نے سلمان کی طرف دیکھا اور آنکھوں میں آنسو آتے ہوئے کہا کبھی کبھی میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ شاید ہمارے لیے دعاؤں کا وقت گزر چکا ہے میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ بہنیں اپنے بھائیوں کو بھی نہیں پہچان سکیں گی اور مائیں اپنے بچوں کی چیخوں سے کان بند کر لیں گی۔ خدا کرے کہ یہ عذاب ٹل جائے ورنہ ہم پر جو دور آنے والا ہے وہ قیامت سے کم نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ جب ہمارے سامنے مایوسی کے اندھیروں کے سوا کچھ نہیں ہوگا تو بھی ہماری نگاہیں آپ کو تلاش کیا کریں گی اور جب موت کے خوف سے ہمارے ذہن ماؤف ہو جائیں گے اور ماضی ایک خواب بن کے رہ جائے گا تو شاید اس وقت بھی میں اسما کو یہ تسلیاں دیا کروں گی کہ کسی دن ایک بہادر اور شریف انسان ہمارا حال پوچھنے آئے گا۔

ابو نصر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ سب تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس نے آگے بڑھ کر سلمان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ تشریف رکھیں! صبح میں آپ کو دیکھنے آیا تھا تو آپ سو رہے تھے۔ میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو یوسف نے بلایا ہے۔

جی ہاں! میں تھوڑی دیر تک ان کے پاس جا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سعید کب تک سفر کے قابل ہو جائے گا۔

ابو نصر نے جواب دیا۔ اگر کوئی معمولی سفر ہو تو وہ تین چار دن تک گھوڑے پر سواری کے قابل ہو جائے گا۔ لیکن لمبے سفر کے لیے اس چند دن اور آرام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک زخم ابھی تک اچھی طرح مندمل نہیں ہوا۔

سلمان نے کہا۔ میرا مطلب ہے کہ اگر مجبوری کی حالت میں اسے اچانک سفر

کی ضرورت پیش آجائے تو گھوڑے پر چند میل سفر کرنے میں اسے زیادہ خطرہ تو نہیں؟

مجبوری کی حالت میں ہمیں ہر خطرہ مول لینا پڑتا ہے لیکن اگر سفر ایسا ہو کہ اسے گھوڑا دوڑانے کی ضرورت پیش نہ آئے تو اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ صرف احتیاط کی ضرورت ہے۔ آج اس کی حالت بہتر ہے۔ تاہم ابھی وہ بہت کمزور ہے۔

ہماری کوشش یہی ہوگی کہ اسے زیادہ سے زیادہ آرام کا موقع دیا جائے لیکن ناگزیر حالات میں یہ ایک مجبوری ہوگی۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ادویات اس کے لیے ضروری ہیں وہ سفر کے دوران ہمارے پاس موجود ہوں۔

ابونصر نے کہا اس کے لیے ادویات اور مرہم پٹی کے سامان کی تھیلی ہر وقت تیار ہوگی اور اسے ضروری ہدایات بھی مل جائیں گی۔

مسلمان نے کہا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے میرے دل کا بوجھ کچھ ہلکا کر دیا ہے۔

ابونصر نے کہا۔ اگر ولید سے آپ کی ملاقات ہو تو اسے تاکید کر دیجئے کہ فی الحال اس کے لیے اب کسی اور دوست کی بجائے یوسف کا گھربھی زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔ ابو الحسن دروازے پر دستک دینے کے بعد کمرے میں داخل ہوا اور اس نے مسلمان سے کہا۔ جناب! عصر کا وقت ہونے والا ہے۔ اس لیے آپ تیار ہو جائیں۔ ابونصر نے کہا۔ بیٹا! تمہیں ان کے ساتھ جاتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

اباجان! آپ فکر نہ کریں

نصف ساعت بعد مسلمان ایک رضا کار کے ساتھ گھسی پر سوار ہو چکا تھا۔

تیسرا آدمی

بگھی ایک مکان کی ڈیوڑھی کے سامنے رکی اور سلمان کے ساتھی نے کہا۔ اب آپ اتر کر سیدھے اندر چلے جائیں۔ ڈیوڑھی پر آپ کو کسی تعارف کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ سلمان بگھی سے اتر کر ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔

اچانک ولید نمودار ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا

آئیے! وہ اندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پہلے آپ ان سے ملاقات کر لیں پھر ہم باتیں کریں گے!

وہ ایک وسیع صحن، جس کے ایک طرف دیوان خانہ تھا اور دوسری طرف اصطبل، غبور کر کے مکان کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے۔

حموڑی دیر بعد سلمان چلی منزل کے ایک کمرے میں یوسف کے سامنے کھڑا تھا۔ میں تیسرا آدمی ہوں۔ اس نے اٹھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ کاش ہماری ملاقات چند ماہ پہلے ہو جاتی! اور پھر وہ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے۔

یوسف کا قد سلمان سے قدرے نکلتا ہوا تھا۔ کشادہ سینے اور مضبوط اعضا کا یہ آدمی جس کی داڑھی کے نصف بال سفید ہو چکے تھے۔ اب بھی کشیدہ قامت جوان معلوم ہوتا تھا۔ اس کا چہرہ قدرے لمبوترہ اور پتلا تھا۔ گہری چمک دار آنکھیں ذہانت اور جرأت کی آئینہ دار تھیں۔

سلمان کو میز کے قریب ایک کرسی پر بٹھانے کے بعد اس نے ولید کی طرف دیکھا اور کہا۔ اب تم دیوان خانے میں مہمانوں کا خیال رکھو۔ وہ حموڑی دیر تک پہنچ جائیں گے اور عبد الملک سے یہ کہتے جاؤ کہ وہ جلدی سے اپنا کام ختم کر کے یہاں آ جائے۔

ولید باہر نکل گیا اور یوسف میز کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سلمان سے

مخاطب ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کا بہت ساقیبتی وقت ضائع ہو چکا ہے۔

سلمان نے جواب دیا۔ میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ آپ کس قدر مصروف ہیں۔ مگر مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ نے مجھے گھر بلایا ہے اور وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ حکومت کے جاسوس یہاں آنے والے ہر آدمی کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں میرا خیال تھا کہ ہر لمحے بدلتے ہوئے حالات نے آپ کو اور زیادہ محتاط کر دیا ہوگا۔

یوسف نے کہا تازہ حالات بتا رہے ہیں کہ اب ہم احتیاط کی ہر منزل سے آگے جا چکے ہیں۔ آپ کو میرے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ میں ان بد نصیب لوگوں میں سے ہوں جو صحیح وقت پر غلط اور غلط وقت پر صحیح فیصلے کرتے ہیں۔ جب اہلراء میں متار کہ جنگ کا فیصلہ ہو رہا تھا تو مجھے آخری وقت تک اس بات کا یقین تھا کہ موسیٰ بن ابی غسان کی تقریر بے اثر ثابت نہیں ہوگی۔ پھر جب انہوں نے غرناطہ کے اکابر سے مایوس ہو کر شہادت کا راستہ اختیار کیا تو میں نے فوج سے غلیبگی اختیار کر لی۔ مجھے مرتے دم تک اس بات کا ملال رہے گا کہ میں آخری وقت تک ان کے ساتھ کیوں نہیں تھا۔

اور پھر جب حامد بن زہرہ نے اچانک غرناطہ سے نکل جانے کا فیصلہ کیا تو میری ذاتی کارگزاری کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ غرناطہ سے چند میل دور شہید کر دیے گئے تھے۔

سعید کو بچانے کے لیے حملہ آوروں کو اپنے پیچھے لگا لینا کوئی ایسا کارنامہ نہیں تھا، جس پر میں فخر کر سکوں، اگر میں ہوش سے کام لیتا تو جب اس کے والد حسین کے چوراہے میں تقریر کر رہے تھے۔ اس وقت فوج کو یہ سمجھانے کی ضرورت تھی کہ موسیٰ کے بعد حامد تمہاری آخری امید ہے اور اس کی حفاظت تمہاری اولین ذمہ داری

ہے۔۔۔۔۔ ان کی حفاظت کے لیے سینکڑوں رضا کار بھی جیسے جاسکتے تھے لیکن ہم اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ اگر وہ اچانک خاموشی سے نکل جائیں تو کوہستان میں چند دن ان کی سرگرمیاں خفیہ رہ سکیں گی اور اہل غرناطہ کو تیاری کا موقع مل جائے گا کاش! اس وقت ہم میں سے کوئی یہ سوچ سکتا کہ ہمارے دشمن ہم سے کہیں زیادہ بیدار ہیں۔

اور جب ولید نے مجھے آپ کے متعلق بتایا تھا تو میں نے بہت سی امیدیں آپ سے وابستہ کر لی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ میں آپ کو ہر خطرے سے دور رکھنا چاہتا تھا گزشتہ رات اگر مجھے بروقت یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ ایک خطرناک مہم پر جا رہے ہیں تو میں یقیناً آپ کو روکنے کی کوشش کرتا لیکن یہ میری ایک اور غلطی ہوتی۔

سلمان نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں! اس مہم کا نتیجہ میری توقع کے خلاف بھی ہو سکتا تھا لیکن یہ باتیں ماضی سے تعلق رکھتی ہیں۔۔۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مستغنیل کے بارے آپ نے کیا سوچا ہے؟

یوسف نے مغموم لہجے میں جواب دیا کاش ہمیں سوچنے اور فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا لیکن آپ کو میں زیادہ دیر پریشان نہیں کروں گا۔۔۔ اب ہمارا اولین مسئلہ یہ ہے کہ آپ جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو جائیں۔

جن قبائلی رہنماؤں کو آپ غرناطہ میں جمع کر رہے تھے، انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

وہ صرف اسی صورت میں کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں، جب انہیں فوج کی طرف سے کوئی یقین دہانی ہو اور فوج کی یہ حالت ہے کہ وہ کبھی غرناطہ کے عوام کی طرف دیکھتی ہے اور کبھی ابو القاسم کو ہی اپنا آخری سہارا سمجھ لیتی ہے۔

ابو القاسم کو؟

ہاں! جب کسی قوم کے ذہنی اور جسمانی قویٰ مغلوب ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی

اجتماعی قوت کو از سر نو بروئے کار لانے کی بجائے کسی ہوشیار آدمی کا سہارا لیتی ہے ابو القاسم نے اپنے سابقہ کردار کے باوجود دلوں میں یہ تاثر پیدا کر دیا ہے کہ وہ اندلس کا ہوشیار ترین آدمی ہے اور یہ ایک عام آدمی کے ہی تاثرات نہیں بلکہ اب بعض سنجیدہ لوگ بھی یہ سوچتے ہیں کہ وہی ایک آخری دیوار ہے جو ہمارے اور ہلاکت خیز طوفان کے درمیان حائل ہے۔ اس کے بغیر ہمارے قیدی واپس نہیں آ سکتے اور اس نے سینخانے کا راستہ کھلوا کر ہمیں بھوکوں مرنے سے بچا لیا ہے۔

حامد بن زہرہ کی آمد پر اس کے خلاف اضطراب کی ایک لہر اٹھی تھی۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ جو لوگ اسے جانتے اور سمجھتے ہیں، ان میں سے بھی کئی ایسے ہیں جنہیں آپ یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ ہمارے پاس دشمن کی فوجی طاقت کا جواب اور کون ہے! یہ لوگ ابو عبد اللہ کو تو کھلے بندوں گالیاں دیتے ہیں لیکن ابو القاسم پر کتناہ چیخی کی جرات نہیں کرتے۔

لیکن میرا خیال ہے کہ قبائل کے مجاہد ابو القاسم کے متعلق خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتے!

یوسف نے جواب دیا قبائل کے تیس سردار غرناطہ پہنچ چکے ہیں اور ان کی اکثریت ہمارے ساتھ متفق ہے لیکن ابو القاسم بھی ان سے غافل نہیں تھا۔۔۔ اس نے بھی چند سرکردہ لوگوں کو یہاں بلا کر حریت پسندوں کا اثر زائل کرنے کی مہم شروع کر دی ہے یہ ہماری ایک اور غلطی تھی کہ ہم نے قبائلی نمائندوں کے اجتماع کے لیے غرناطہ کی بجائے پہاڑوں میں کوئی جگہ منتخب نہیں کی اور یہاں بلا کر غداروں کو ان کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا کرنے کا موقع مہیا کر دیا۔

پرسوں رات حکومت کے جاسوس الحجارہ کے چار سادہ دل سرداروں کو ورنہ غار ابو القاسم کے پاس لے گئے تھے۔ ان کی نیت بری نہ تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کو یہ بتا کر گئے تھے کہ ہم ابو القاسم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں گے لیکن اس ملاقات کا

نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے واپس آ کر کئی اور ساتھیوں کو تذبذب میں ڈال دیا ہے۔

اس کی منطق ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ میں اپنی قوم کا دشمن کیونکر ہو سکتا ہوں۔ آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا ہے کہ جب آپ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گے تو میں آپ کو روکنے کی کوشش کروں گا لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آپ کو پوری حقیقت پسندی کے ساتھ اپنی کامیابی کے امکانات کا جائزہ لیتا ہوگا

میرے دوست! یوسف نے چند ٹائیپ سوپنے کے بعد کہا آج میں آنڈھی کے ابتدائی جھونکے محسوس کر رہا ہوں۔ اس لیے میں نے غرناطہ کے اکابر اور چند قبائلی سرداروں سے براہ راست گفتگو کی ضرورت محسوس کی ہے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ غدار ہماری توقع سے پہلے غرناطہ کی قسمت کا فیصلہ کر دیں گے۔ ان میں سے چند آدمی یہاں آچکے ہیں اور باقی تھوڑی دیر تک پہنچ جائیں گے۔

ان لوگوں سے میری گفتگو بہت مختصر ہوگی۔۔۔۔۔ پہلے میری خواہش یہ تھی کہ وہ غرناطہ میں جمع ہو جائیں لیکن اب میری کوشش یہ ہے کہ وہ فوراً اپنے اپنے علاقے میں پہنچ جائیں۔

میں نے اسی امید پر آپ کو یہاں روکنے کی کوشش کی تھی کہ آپ ترکوں کی طرف سے انہیں کوئی امید افزا پیغام دے سکیں گے، لیکن حکومت اس قدر چوکس ہے کہ اب میں کسی اجتماع میں بھی آپ کی شرکت مناسب نہیں سمجھتا۔۔۔۔۔ میں جو باتیں آپ سے کہنا چاہتا تھا، اب وہ مجھے اپنی طرف سے کہنی پڑیں گی۔

خوش قسمتی سے المر یہ کا ایک ذہین اور بہادر سپاہی یہاں پہنچ گیا ہے اور میں نے اسے آپ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ آپ ایک دوسرے سے اچھی طرح متعارف ہو جائیں۔ اس نے ہماری بھرپور فوج کے تجربہ کار فیسروں کا ایک گروہ اپنے علاقے سے جمع کر کے آپ کے ساتھ روانہ کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ یہاں سے جو چند آدمی روانہ ہوں گے وہ مختلف راستوں سے جائیں گے۔ عبدالملک دوسرے

کمرے میں بیٹھا ان کے لیے ضروری ہدایات لکھ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ کے ساتھ اس کی تفصیلی گفتگو ہوگی۔

لیکن! مسلمان نے قدرے مضطرب ہو کر کہا آپ نے سعید کے متعلق کیا سوچا ہے؟

یوسف نے اطمینان سے جواب دیا میرے بھائی! آپ اس وقت جن الجھنوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ میں ان سے غافل نہیں ہوں۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سعید نائک اور حامد بن زہرہ کے نواسے کو چھوڑ کر یہاں سے نہیں جاسکتے۔ انہیں واقعی یہاں بہت خطرہ ہے لیکن سعید ابھی سفر کے قابل نہیں ہوا۔

مسلمان نے کہا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غرناطہ کے سوا ہر جگہ زیادہ محفوظ ہوگا۔ اگر اسے جلدی بھیج دیا جائے تو راستے میں اس کے لیے کوئی موزوں جائے پناہ تلاش کی جاسکتی ہے۔

یوسف نے کہا مسئلہ اس کے لیے جائے پناہ تلاش کرنا نہیں، بلکہ وفد کے ساتھ باہر بھیجنا ہے۔ اب ہم غرناطہ میں اس سے کوئی کام لینے کا موقع کھو چکے ہیں لیکن وفد میں اہل غرناطہ کے ترجمان کی حیثیت سے اس کی شرکت بہت موثر ثابت ہو سکتی ہے۔ میں عبدالملک اور ولید سے اس موضوع پر گفتگو کر چکا ہوں۔ میری رائے بھی یہی ہے کہ آپ کو ان کے ساتھ یہاں سے روانہ ہونے کی بجائے ساحل کے قریب کسی محفوظ جگہ پہنچ کر ان کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہم کوشش کریں گے کہ وہ جلد از جلد آپ سے جا ملیں۔

مسلمان نے کہا اگر آپ ان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں تو پھر مجھے یہاں سے روانہ ہونے میں دیر نہیں لگنی چاہیے!

یوسف نے کہا میں وفد کے ارکان کو آپ سے متعارف کرانے کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا! اور پھر اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا میرے بھائی! میرا دل

گواہی دیتا ہے کہ میں غنقریب کوئی بری خبر سننے والا ہوں۔ گزشتہ دو دن سے مجھے اپنے گھر میں قدم رکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ میں اپنے فوجی دوستوں اور بعض سرداروں کے ساتھ خفیہ ملاقاتوں میں مصروف رہا ہوں۔

مجھے ایک دوست کے ہاں اطلاع ملی تھی کہ آپ ایک خطرناک مہم پر جا چکے ہیں اس لیے مجھے ساری رات آنکھوں میں کاٹنی پڑی۔ اگر صبح چند اہم شخصیتوں سے ملاقات کرنا ضروری نہ ہوتا تو جمیل اور عبدالملک کو عبید اللہ کے گھر بھیجنے کی بجائے میں بذات خود وہاں پہنچ جاتا۔ اب گھر پہنچتے ہی مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری غیر حاضری میں الحمراء سے دو پیغامات آچکے ہیں۔ صبح شاہی محل کے ناظم کا پیغام آیا تھا اور نیگم صاحبہ وہاں چلی گئی تھیں۔ انہوں نے یہ پیغام بھیجا تھا کہ میں گھر آتے ہی الحمراء پہنچ جاؤں۔ سلطان کی والدہ مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے ان کے پاس جانے سے گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے۔ اگر وہ میری بیوی کو ان کی والدہ کی معرفت الحمراء بلوا کر نہ لکھوانے کی بجائے مجھے براہ راست حکم بھیج دیتیں تو میں اس قدر پریشان نہ ہوتا۔۔۔۔۔ اب وہاں جانے سے پہلے میں یہ اطمینان چاہتا ہوں کہ اگر مجھے دیر ہو جائے یا کسی وجہ سے مجھے وہاں روک لیا جائے تو ہمارے ساتھی اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔ اس لیے میں نے اپنی بیوی کو یہ جواب لکھ دیا ہے کہ میں شام تک حاضر ہو جاؤں گا۔



عبدالملک کمرے میں داخل ہوا اور اس نے یوسف کے سامنے میز پر چند کاغذات رکھتے ہوئے کہا

جناب! میں نے غرناطہ سے المر یہ تک تمام راستوں کے تین نقشے بنا دیے ہیں۔ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو سکا میں نے اپنی یادداشت کے مطابق ان سب مقامات پر نشانات لگا دیے ہیں جہاں کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے یا آس پاس کی بستیوں سے کوئی

اعانت مل سکتی ہے۔ چوتھا نقشہ جو میں نے آپ کے حکم کے مطابق سلمان کے لیے تیار کیا ہے، زیادہ مفصل ہے اور اس کے ساتھ میں نے راستے کے تمام مراحل کی تفصیلات کے علاوہ ان با اثر لوگوں کے نام بھی لکھ دیے ہیں جنہیں ان کی روانگی سے پہلے آگاہ کرنے کی ضرورتی ہے۔

یوسف نے تین نقشے اور ان کے ساتھ منسلک کاغذات دیکھ کر ایک طرف رکھ دیے۔ پھر چوتھا نقشہ سامنے رکھ کر قلم اٹھایا اور اس میں کچھ رد و بدل کرنے کے بعد سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا

یہ نقشہ آپ اچھی طرح دیکھ لیں! ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس نقشے کی ضرورت پیش نہ آئے اور غرناطہ سے آگے دوسری یا تیسری منزل پر آپ سب ایک ہی راستے پر جمع ہو جائیں، لیکن خطرے کی صورت میں آپ کو اس نقشے سے مدد لینے کی ضرورت پیش آئے گی۔ یہ راستہ طویل بھی ہے اور دشوار گزار بھی، لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ دشمن کے جاسوس آپ پر شک بھی نہ کریں اور کسی غیر متوقع خطرے کی صورت میں آپ کو مدد بھی مل سکے۔ آپ کے ساتھ جانے والے تموڑی دیر تک یہاں پہنچ جائیں گے، اگر میں ان کی موجودگی میں الحراء سے واپس آ گیا تو انہیں مزید ہدایات دے سکوں گا۔ بصورت دیگر کسی اور تجربہ کار فاسر کو بھیج دیا جائے گا۔

عبدالملک نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا اس نقشے میں صرف المر یہ کا راستہ دکھایا گیا ہے لیکن اگر آپ مجھے یہ بتاسکیں کہ آپ ساحل کے کس مقام سے جہاز پر سوار ہوں گے تو میں آپ کے لیے آس پاس کے علاقے کا نشیب و فراز اور دشمن کی ساحلی چوکیوں کا نقشہ بھی تیار کر سکتا ہوں۔

سلمان مسکرایا المر یہ سے لے کر مالتہ تک کے تمام ساحلی علاقے کو میں اپنے ہاتھ کی لکیروں کی طرح جانتا ہوں لیکن اگر آپ ساحل پر دشمن کی نئی چوکیوں اور اڈوں کی نشاندہی کر دیں تو ہم ان سے بہت فائدہ اٹھا سکیں گے۔

عبدالکمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا جناب وہ سب آگئے ہیں اور قلعے سے ایک افسر بھی آپ سے فوراً ملنا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں مامدار کی طرف سے ایک ضروری پیغام لایا ہوں۔

اسے لے آؤ

تشریف الایہ ولید نے کمرے سے باہر نکل کر آواز دی

☆☆☆

چند تائیے بعد ایک فوجی افسر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے سلام کرنے کے بعد کہا جناب! مامدار کی یہ خواہش ہے کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے قلعے میں تشریف لے آئیں انہیں یہ اطاع مل چکی ہے کہ معززین شہر اور قبائلی شیوخ آپ کے ہاں جمع ہو رہے ہیں لیکن وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کتنی دیر تک فارغ ہو جائیں گے تاکہ آپ کے لیے سرکاری کچن بھیج دی جائے۔

یوسف چند تائیے انتظار کی حالت میں نووارد کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بڑی مشکل سے سنبھل کر کہا۔ میں جلد فارغ ہونے کی کوشش کروں گا لیکن اگر کوئی خاص بات ہے تو تم بلا جھجک مجھے بتا سکتے ہو۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں

جناب! میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے آپ کو کیوں بلایا ہے، لیکن جوئی بات ہم نے سنی ہے وہ یہ ہے کہ وزیر اعظم غنقریب اپنے گھر سے قلعے میں منتقل ہو جائیں گے۔ سلطان نے ان کی عارضی رہائش کے لیے ایک مکان خالی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ قلعے سے فوج کا ایک اور دستہ ان کے گھر کی حفاظت کے لیے بھیج دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج انہوں نے اچانک کوئی خطرہ محسوس کیا ہے اور وہ دو مرتبہ سلطان سے ملاقات کر چکے ہیں۔ پہلی ملاقات کے دوران غرناطہ کے ان علماء اور بااثر لوگوں کا ایک گروہ بھی اہمراء میں موجود تھا۔ جو ابو القاسم کے اشاروں پر چلتے ہیں لیکن دوسری ملاقات میں صرف سلطان کی والدہ نے حصہ لیا تھا۔

یوسف نے کہا مجھے ان باتوں کا علم ہے میرے لیے صرف یہ بات نئی ہے کہ وزیر اعظم قلعے میں منتقل ہونا چاہتے ہیں۔

حموڑی دیر قبل شہر کے کوتوال کے علاوہ چند اہل کاران کی نئی قیام گاہ دیکھنے آئے تھے اور ہمارے سمندر نے ان سے اس اچانک فیصلے کی وجہ پوچھی تو کوتوال نے جواب دیا اب ہر لمحہ سلطان کو وزیر اعظم کے مشوروں کی اور فوج کو ان کی ہدایات کی ضرورت پیش آئے گی۔

یوسف نے سلمان کی طرف دیکھ کر مغموم لہجے میں کہا۔ میرے خدشات صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ اب القاسم یقیناً کوئی خطرناک قدم اٹھا چکا ہے!

پھر وہ سمندر کے ایجنسی سے مخاطب ہوا۔ تم فوراً واپس آ جاؤ! اور انہیں کہو کہ میں بہت جلد قلعے میں پہنچ جاؤں گا۔ لیکن ٹھہرو! میں انہیں ایک رقعہ لکھ دیتا ہوں یوسف نے جلدی سے قلم اٹھا کر چند سطور لکھیں اور کاغذ لپیٹ کر افسر کو دیتے ہوئے کہا یہ انہیں دینا۔

ولید نے کہا جناب! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم وقت سے پہلے کوئی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مکان سے باہر ہمارے ساتھی بہت پریشان ہیں۔ ابھی مجھے ایک رضا کار نے اطلاع دی تھی کہ آس پاس سڑکوں پر پولیس گشت کر رہی ہے۔

سمندر کے ایجنسی نے کہا۔ جناب پولیس خاصی پریشان معلوم ہوتی ہے۔ مجھے ڈیوڑھی سے حموڑی دور چند افسروں کے علاوہ نائب کوتوال بھی ملا تھا اور کبھی روک کر مجھے اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد یہ پوچھنے پر مصر تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور جب میں نے اسے جواب دیا کہ میں اپنے سابق سالار کو سلام کرنے جا رہا ہوں تو اس نے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ یہ کہا تھا کہ آپ بے وقت آئے ہیں۔ اندر اتنے لوگ جمع ہو گئے ہیں کہ آپ کو آسانی سے سلام کرنے کا موقع نہیں ملے گا!

وہ مسکرا رہا تھا؟ اور تم نے اس کے دانت توڑنے کی کوشش نہ کی؟ غرناطہ کے سپاہیوں کو کیا ہو گیا ہے اب جاؤ اور لگھی کے پردے گرا کر یہاں سے روانہ ہو جاؤ! اگر کوئی ال کا نائب کہیں چلا نہیں گیا تو ممکن ہے کہ دوبارہ تمہاری ملاقات ہو جائے

افسر نے کہا جناب! اگر آپ مجھے مامدار کے عتاب سے بچانے کی ذمہ داری لے سکیں تو کوئی ال کو میری دوسری ملاقات دیر تک یاد رہے گی۔

فوجی افسر کو رخصت کرنے کے بعد یوسف نے اٹھتے ہوئے سلمان سے کہا

آپ میرے ساتھ آئیں!

وہ اس کے پیچھے دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ ایک چھوٹا سا اسلامیہ خانہ معلوم ہوتا تھا۔ دیواروں کے ساتھ تلواریں، ڈھالیں، خنجر، نیزے، طینچے اور دوسرے ہتھیار سجے ہوئے تھے۔ یوسف نے ایک صندوق کا ڈھکنا اٹھاتے ہوئے کہا

ہوستا ہے کہ ہنگامی حالات میں یہاں سے نکلنے کے لیے آپ کو فوجی لباس کی ضرورت پیش آئے۔ فوری ضرورت کے لیے یہاں سے آپ موزوں ہتھیار بھی اٹھا سکتے ہیں۔ اب آپ یہیں بیٹھ کر میرا انتظار کریں۔ میں دیوان خانے میں مہمانوں سے گفتگو کرتے ہی الحراء چلا جاؤں گا اور انشاء اللہ جلد ہی واپس جاؤں گا۔ اور ہاں! شام تک وفد کے ارکان جو بیشتر فوج کے سابق عہدیدار ہیں یہاں پہنچ جائیں گے۔



تھوڑی دیر بعد یوسف دیوان خانے کے ایک وسیع کمرے میں سردارانِ قبائل اور معززینِ غرناطہ سے گفتگو کر رہا تھا

حاضرین کی اکثریت پہلی بار اسے ایک مجلس میں دیکھ رہی تھی اور سنی ایسے بھی تھے جنہیں اس کی خاموش سرگرمیوں کا کوئی صحیح علم نہ تھا۔ اہل غرناطہ اس گئی گزری حالت میں بھی فصاحت و بلاغت کے دلدادہ تھے۔ بالخصوص ایسے موقع پر جب کہ ان کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا، انہیں موسیٰ بن ابی غسان کے ایک نامور ساتھی سے

انتہائی پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کی توقع تھی لیکن یوسف کی حالت اس آدمی کی سی تھی جو ہر تانے کسی نئے حادثے کا منتظر ہو۔

بھائیو! اس نے کسی تمہید کے بغیر اس لمحے میں کہا احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ میں کچھ عرصہ اور قوم کے ایک گمنام رضا کار کی حیثیت سے اپنے حصے کا کام کرتا رہوں اور جب مجھے یہ اطمینان ہو جائے کہ میری کوششوں سے کچھ مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور مجھے عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تو اسیں کے چوراہے میں کھڑا ہو کر یہ اعلان کروں کہ اگر فرزند ان قوم آزادی کی زندگی اور شہادت کی موت کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ منتخب نہیں کر چکے تو موسیٰ بن ابی غسان کے ساتھی انہیں مایوس نہیں کریں گے میں آپ سے بعض حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کر چکا ہوں اور کل تک میری انتہائی کوشش یہی تھی کہ سردارانِ قبائل کو آئندہ جنگ کے متعلق کوئی متفقہ فیصلہ کرنے سے پہلے واپس نہیں جانا چاہیے لیکن آج حالات ایسے ہیں کہ میں انہیں ایک دن کے لیے بھی یہاں ٹھہرنے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے نہیں کہ میں نے یا میرے ساتھیوں نے ذہنی طور پر شکست قبول کر لی ہے۔ غلامی کی ذلت اور رسوائی ان لوگوں کا مقدر نہیں ہو سکتی جنہیں حق کے لیے جینا اور مرنا سکھایا گیا ہے۔ ہم لڑیں گے اور اس وقت تک لڑیں گے، جب تک ہماری رگوں سے خون کا آخری قطرہ بہہ نہیں جاتا لیکن اب شاید غرناطہ ہمارا مستقر نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ ہمیں پہاڑوں میں نئے مستقر تلاش کرنا پڑیں گے۔

کمرے میں جموڑی دیر کے لیے سنا چھا گیا۔ پھر فوج کے ایک سابق عہدیدار نے کہا

جناب! اگر آپ کو کوئی ایسی بات معلوم ہوئی ہے جس کا ہمیں علم نہیں تو ہمارے صبر کا امتحان لینے کی کوشش نہ کیجئے۔ ہم ہر آن بری خبریں سننے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ابھی قلعے سے فوج کا ایک افسر آپ کے پاس آیا تھا اور میں نے اسے گھسی سے

اتر کر ولید کے ساتھ اندر جاتے ہوئے دیکھ کر ہی یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم کسی نئی پریشانی کا سامنا کرنے والے ہیں

یوسف نے جواب دیا میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں۔ اس وقت قصر الحمراء اور غرناطہ کے قلعے میں میرا انتظار ہو رہا ہے اور وہاں میرے وہ ساتھی بھی کسی بات سے پریشان ہیں جو رات کی تباہیوں میں غداران وطن کی نگاہوں سے چھپ کر آئندہ جنگ کے نقشے تیار کیا کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میں نے تازہ اطلاع سے غلط نتائج اخذ کیے ہوں اور میرے خدشات بے بنیاد ہوں۔ اس لیے آپ کے کسی سوال کا تسلی بخش جواب دینے کے لیے میرا وہاں جانا ضروری ہے اور میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی نئی بات معلوم ہوئی یا میں نے کوئی فوری خطرہ محسوس کیا تو آپ کو کسی تاخیر کے بغیر اطلاع مل جائے گی۔ ہمارے رضا کار ایک ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ لیکن سرداران قبائل کے متعلق میری رائے یہی ہے کہ وہ فوراً یہاں سے نکل جائیں اور اپنے مجاہدوں کو تیار کریں وقت کی رفتار بہت تیز ہے۔ غرناطہ کے اندرونی دشمن کسی وقت بھی ایسے حالات پیدا کر سکتے ہیں کہ غرناطہ کے مجاہدوں کو اپنے گھر بار چھوڑ کر پیڑوں میں پناہ لینا پڑے۔ اس وقت ہمارے معزز مہمان کسی روک ٹوک کے بغیر جاسکتے ہیں۔ رضا کاروں کے علاوہ فوج کو بھی ان کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے۔ غداروں کو ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں ہو سکتی لیکن ایک دو دن بعد کیا ہونے والا ہے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا اگر ہمارے معزز مہمان میری تجویز سے متفق ہیں تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں۔

اندراش کے ایک بربر سردار نے کہا جناب! ہم سب آپ کی تجویز سے متفق ہیں۔ اس وقت اہل غرناطہ جن خطرات کا سامنا کر رہے ہیں، وہ ہمارے لیے نئے ہیں ہمارے غدار حکمرانوں کا انتہائی خطرناک فیصلہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چانک دشمن

کے لیے شہر کے دروازے کھول دیں لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ ہمارے خدشات درست ثابت ہوئے تو فوج کا رد عمل کیا ہوگا؟

یوسف نے جواب دیا اگر غرناطہ کے عوام نے یہ فیصلہ کیا کہ غلامی اور ذلت کی زندگی سے شہادت کی موت بہتر ہے تو فوج کی بھاری اکثریت ہر حالت میں ان کا ساتھ دے گی۔ اور غرناطہ کے عوام کے حوصلے اس صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ قبائل میدان میں آجائیں گے۔

غرناطہ کے ایک بوڑھے عالم نے کہا موجودہ حالات میں پہاڑی قبائل اسی صورت میں سراٹھا سکتے ہیں جب کہ انہیں بیرونی اعانت کی امید ہو۔ ان کے نمائندے جانے سے پہلے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جنگ شروع کرنے کی صورت میں انہیں کتنی دیر ترکوں کے جنگلی بیڑے کا انتظار کرنا پڑے گا؟

یوسف نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ میں اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ترکوں کو عالم اسلام کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہے اور اندلس کو عالم اسلام سے الگ نہیں سمجھتے، لیکن وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اندلس میں دشمنان اسلام کے خلاف کسی موثر اقدام سے پہلے ان کا عتب محفوظ ہونا چاہیے۔ اس لیے بحیرہ روم میں اطالیہ، جینیوا اور ونیس کے جنگلی بیڑوں پر فیصلہ کن ضربیں لگانا ضروری سمجھتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ اگر ترکوں کا بحیرہ روم میں موجود نہ ہوتا تو مصر سے لے کر مراکش تک کوئی اسلامی ریاست آزادی کا سانس نہ لے سکتی۔ مجھے یقین ہے کہ ترک اور بربر بہت جلد بحیرہ روم میں اتنے طاقتور ہو جائیں گے کہ دشمن کا ہر ساحلی قلعہ ہماری توپوں کی زد میں ہوگا اور پھر اندلس کے مسلمانوں کو انہیں آواز دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہماری طرف سے چند ذمہ دار آدمیوں کا ایک وفد بحیرہ روم میں ترکوں کے امیر البحر کے پاس جا چکا ہے اور ایک ایسا مجاہدان کارہنما ہے جس نے خالد بن زہرہ کو اندلس کے ساحل پر اتارنے

کے لیے دشمن کے دو جنگی جہاز تباہ کر دیے تھے۔

ایک آدمی نے کہا لیکن ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ ترک بحریہ کا وہ افسر جو خالد بن زہرہ کے ساتھ آیا تھا عنقریب کسی اجتماع میں کوئی اہم خبر سنائے گا۔

مسلمان نے جواب دیا حضرات! اسے اندلس سے نکلنے کا موقع دینے کے لیے ہم اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو یہ تاثر دینا ضروری سمجھتے تھے کہ وہ غرناطہ میں چھپا ہوا ہے۔ اب میں آپ کو یہ خوشخبری سناسکتا ہوں کہ گذشتہ رات ساحل کے کسی مقام سے وہ اپنے جہاز پر سوار ہو چکا ہے۔ میں اس کی طرف سے آپ کو یہ مشرکہ بھی سناسکتا ہوں کہ جس دن آپ اعلان جہاد کر دیں گے اس سے چند دن بعد آپ یہ خبر بھی سن لیں گے کہ ترکوں کے جنگی جہاز ساحل پر دشمن کی کسی اہم چوکی پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ لیکن اس وقت اہل وطن کو یہ احساس دلانا آپ کی پہلی ذمہ داری ہے کہ قومیں اپنی آزادی اور بقاء کی جنگیں صرف بیرونی اعانت کی امید پر ہی نہیں لڑتیں، یہ وہ مقدس فریضہ ہے جو انہیں ہر حالت میں پورا کرنا پڑتا ہے۔ ترک اور اہل افریقہ آپ کی مدد کے لیے ضرور آئیں گے لیکن کاش! میں اس اطمینان کے ساتھ آپ کو خدا حافظ کہہ سکتا کہ غداران قوم آپ کو سنبھالنے کا موقع دینے سے پہلے دشمن کے لیے غرناطہ کے دروازے نہیں کھول دیں گے۔ اب میں آپ سے اجازت لینا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے قلعے سے کوئی اہم بات معلوم ہوئی تو میں آپ کو فوراً اطلاع دینے کی کوشش کروں گا

پھر وہ ولید سے مخاطب ہوا۔ اب معزز مہمانوں کو رخصت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ یوسف جلدی سے باہر نکل آیا اور اس کی نگہیں پوری رفتار سے سڑک پر بھاگ رہی تھیں۔



ان واقعات سے قبل، یوسف کے مکان سے باہر نائب کو قوال کو ایک غیر متوقع

حادثہ پیش آچکا تھا۔ وہ دروازے سے چند قدم دور ہر آنے جانے والے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ سات مسلح آدمی، جن میں دو گھوڑوں پر سوار تھے اس کے قریب کھڑے تھے اور وہ اپنے خیال کے مطابق ایک نہایت اہم ذمہ داری پوری کرنے والا تھا

ایک افسر نے اپنا گھوڑا بگھی کے قریب کرتے ہوئے کہا

جناب! یہ جگہ ہمارے لیے موزوں نہیں۔ یوسف جیسے آدمی کو یہ احساس نہیں ہوتا چاہیے کہ مسلح آدمی اس کے مکان پر پہرہ دے رہے ہیں۔ کوئوال نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ انہیں صرف یوسف کے مکان پر جمع ہونے والوں کی فہرست کی ضرورت ہے اور یہ کام ہمارے جاسوس کر سکتے ہیں

میں یہ جانتا ہوں اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔ لیکن کوئوال کو ابھی تک یہ اطلاع نہیں ملی کہ ہمارے ہاتھ ایک بہت بڑا شکار آنے والا ہے وہ اجنبی جو خبروں کی اطلاع کے مطابق نہ تو غرما طہ سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی کسی قبیلے کا سردار ہے، یقیناً انہی جاسوسوں میں سے ایک ہو گا جو ہماری اطلاع کے مطابق حامد بن زہرہ کے ساتھ یہاں پہنچے تھے۔

اچانک یوسف کے مکان سے اس فوجی افسر کی بگھی نمودار ہوئی جو ماند ار کے ایلچی کا پیغام لایا تھا۔ لیکن چونکہ بگھی کے پردے گرے ہوئے تھے اور نائب کوئوال کے آدمی یہ نہ دیکھ سکے کہ اندر کون ہے، اس لیے انہوں نے آگے بڑھ کر بگھی روک لی۔

کوچوان غصے کی حالت میں چلایا۔ تم میری بگھی نہیں روک سکتے۔ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک طرف ہٹ جاؤ۔ ورنہ یہ گستاخی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔ کوچوان کی اس جرأت نے دوسرے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور ان کی آن میں کئی آدمی وہاں جمع ہو گئے۔

مائب کو ذوال نے اپنی بگھی سے اتر کر آگے بڑھتے ہوئے کہا تم شور نہ کرو۔ ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ بگھی کے اندر کون ہیں؟

پھر اس نے دروازے کا پرودہ اٹھا کر دیکھا تو فوجی افسر نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا

تم لوگ اتنے گستاخ ہو کہ اب تمہارے ہاتھوں فوج کی عزت بھی محفوظ نہیں رہی۔ تم نے دوسرے میری بجھی روکنے کی کوشش کی ہے۔

جناب! اس بے ادبی پر میری معذرت قبول فرمائیے بگھی کے پردے گرے ہوئے تھے اس لیے ہم یہ نہ دیکھ سکے کہ اندر آپ -----

فوجی افسر نے نائب کو سوال کو بات ختم کرنے کا موقع نہ دیا اور اس کی ناک پر ایک زوردار مکہ رسید کرتے ہوئے بلند آواز میں بولا کو چو ان چلو!

نائب کو قوال جو اپنے منہ پر ایک مہنی ہاتھ کی ضرب کھاتے ہی گر پڑا تھا، اب اپنے ساتھیوں کے سہارے فرش پر بیٹھا کرا رہا تھا۔

ایک افسر نے گھوڑے سے اتر کر اس کے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے کہا۔ جناب! اگر آپ کا حکم ہو تو اس کا پیچھا کیا جائے

مائب کو تو ال نے جھنجھلا کر کہا۔ اب بکواس نہ کرو
پھر وہ کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا اور اینی بگھی پر سوار ہو کر چلایا کو چو ان کو تو ال کے

پاس چلو! ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر پوچھا جناب! ہمارے لیے کیا حکم ہے؟
تم بھی میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ!

آن کی آن میں اس کی نگہیں ہوا سے باتیں کر رہی تھیں اور نصف گھنٹے بعد کوٹوال کے سامنے فریاد کرتے ہوئے اسے یہ بھی احساس نہ تھا کہ کمرے میں دو اور افسر کھڑے ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا۔

جناب! اب پانی سر سے گزر چکا ہے۔ وہ قلعے کے محافظ کا خاص آدمی تھا۔

یوسف سے مل کر آ رہا تھا۔ اس نے میری ناک توڑ ڈالی ہے۔

کوئوال نے اطمینان سے جواب دیا۔ میں یہ دیکھ سکتا ہوں تمہیں یہاں آ کر اپنی مظلومیت کا ثبوت دینے کے لیے اپنے خون آلود کپڑے دکھانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ تم نے برسر عام فوج کے ایک افسر سے الجھنے کی کوشش کیوں کی تھی؟ اور یہ کیوں سمجھ لیا تھا کہ لوگوں کے دلوں سے فوج کا احترام ختم ہو چکا ہے؟

جناب! میں نے اس سے الجھنے کی کوشش نہیں کی۔ میں نے صرف گھسی کے اندر جھانک کر دیکھا تھا۔

کوئوال نے کہا ممکن ہے کہ اس نے تمہیں میرے نائب کی بجائے کوئی اور آدمی سمجھ لیا ہو؟

جناب! وہ مجھے اچھی طرح جانتا تھا۔ جب وہ یوسف کے گھر جا رہا تھا تو میں نے اسے روک کر چند باتیں بھی کی تھیں۔ اس وقت اسے قطعاً غصہ نہیں آیا تھا۔

تمہارا مطلب ہے کہ تم نے فوج کے ایک افسر کو دوبارہ روکنے کی کوشش کی تھی۔ اس صورت میں اگر وہ تمہارے سارے دانت توڑ دیتا تو بھی مجھے تعجب نہ ہوتا۔

جناب دوسری مرتبہ جب سپاہیوں نے اس کا راستہ روکا تو گھسی کا پردہ گرا ہوا تھا۔ اور انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ اندر کون ہے۔

میں فوج کے آدمیوں کو یہ حکم نہیں دے سکتا کہ وہ اپنی بگھیوں کے پردے اٹھا کر چلا کریں تاکہ تمہارے باقی دانت محفوظ رہیں۔

جناب! مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ یوسف کے گھر میں قبائل کے سردار جمع ہو رہے ہیں اور تم بذات خود وہاں پہنچ کر پہرہ دے رہے تھے؟

نہیں جناب! میری مستعدی کی وجہ یہ تھی کہ گشت کرتے ہوئے مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک اجنبی ایک با اثر آدمی کے مکان سے نکل کر گھسی پر سوار ہوا تھا اور اس کے

بعد اسی جیسے کے اجنبی کو ہمارے جاسوسوں نے یوسف کے مکان میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر میں نے کچھ آدمی اس مکان کی طرف بھیج دیے تھے اور بذات خود یوسف کے مکان کی طرف چلا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ انہی جاسوسوں میں سے ایک ہے جسے ہم کئی دنوں سے تلاش کر رہے ہیں۔ مالک مکان کا بیٹا کبھی تک اس کے ساتھ دیکھا گیا تھا اور اس کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ حکومت کو پسند نہیں کرتا۔

کوئٹال نے سنجیدہ ہو کر کہا اب اطمینان سے مجھے سارے واقعات سناؤ! جب نائب نے اپنی ساری سرگزشت پوری تفصیل کے ساتھ سنائی تو کوئٹال نے کہا اب تم جاؤ اور یوسف کے گھر کی بجائے عبید اللہ کے گھر کی طرف زیادہ توجہ دو بہر حال ہم پورے وثوق کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن اگر اس کا ٹھکانہ معلوم ہو جائے تو ہم بروقت اسے گرفتار کر سکتے ہیں۔ یوسف کے گھر کے آس پاس تمہیں کسی سے الجھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اور دوسری جگہ بھی تمہاری ذمہ داری فی الحال صحیح معلومات حاصل کرنا ہے۔

کوئٹال کے نائب نے فاتحانہ انداز سے دوسرے افسروں کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ دو منٹ بعد کوئٹال کا نوکر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ادب سے سلام کرنے کے بعد ایک خط پیش کیا۔ کوئٹال نے خط کھولتے ہی غتبہ کے ہاتھ کی تحریر پہچان لی لکھا ہوا تھا

میں ایک ناقابل یقین اطلاع ملنے پر سینما خانے سے اپنے گھر آ گیا ہوں رات میری غیر حاضری میں چند آدمیوں نے جن کے گھوڑوں کے نشان غرناطہ کی طرف جاتے ہیں میرے گھر پر حملہ کیا تھا اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ سعید کے ساتھ آئے تھے۔

آپ جانتے ہیں کہ میں دو دن اور شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے آپ سعید

کاٹھکنا معلوم کریں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ شہر میں داخل ہونے کی بجائے کتر اکر اپنے گاؤں کی طرف نکل گیا ہو۔ میں اندلس کی آخری حد تک اس کا پیچھا کروں گا۔ اگر آپ سہ پہر کے قریب مغربی دروازے سے باہر کوئی دو میل دو سینے کی سڑک پر میرا انتظار کریں تو ہماری ملاقات ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے اس وقت تک مجھے مزید معلومات حاصل ہو جائیں۔

کوئوال نے غضب ناک ہو کر کہا یہ خط کون لایا تھا اور کب لایا تھا؟

جناب! وہ دوپہر کے وقت آیا تھا

اور تم شام کے وقت مجھے یہ خط دے رہے ہو!

جناب! میں اس سے پہلے تین بار یہاں آچکا ہوں لیکن ہر بار مجھے یہی جواب ملا کہ آپ دفتر سے باہر کسی اہم کام میں مصروف ہیں۔

بے وقوف! تم نے یہ خط کسی ذمہ دار افسر کے سپرد کیوں نہیں کیا تھا؟ میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا۔

جناب! اپیلچی نے تاکید کی تھی کہ میں یہ خط آپ کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں نہ دوں کوئوال نے کہا تم اسی وقت گھر جاؤ اور کہیں سے کوئی اور پیغام آئے تو مجھے فوراً اطلاع دو۔

نوکر نے کہا جناب! آج کھانے کے لیے بھی آپ گھر نہیں آئے نیگم صلابہ بہت پریشان تھیں۔

ان سے کہو کہ میں بہت مصروف ہوں اب جاؤ!

☆☆☆

یوسف نے بگھی سے اترتے ہی ماندار کی قیام گاہ کا رخ کیا۔ اچانک سامنے سے ایک نوجوان بھاگا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کہا جناب! ماندار شاہی محل چلے گئے ہیں اور یہ پیغام دے گئے ہیں کہ آپ سیدھے بڑی ملکہ کے پاس تشریف لے

جائیں

یوسف جلدی سے مڑ کر دوبارہ بگھی پر سوار ہو گیا۔

چند منٹ بعد وہ محل کے ایک کمرے میں اپنے خسر اور امراء کے ناظم کے سامنے کھڑا تھا۔ بوڑھے آدمی نے اسے دیکھتے ہی کہا

بیٹا! تم نے بہت دیر لگائی بڑی ملکہ کنی بار تمہارے متعلق پوچھ چکی ہیں۔ یہاں مجھے تلاش کرنے کی بجائے تمہیں سیدھا ان کے پاس جانا چاہیے تھا۔

یوسف نے کہا لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے کس لیے بلایا ہے۔ قلعے کے محافظ نے بھی یہ پیغام بھیجا تھا لیکن وہ بھی اپنی قیام گاہ پر نہیں ملے

وہ کہیں ہیں اور کسی کام میں بہت مصروف ہیں، اب تم مزید وقت ضائع نہ کرو۔ ملکہ کے پاس جا کر تمہیں ہر سوال کا جواب مل جائے گا۔ میں تمہیں صرف یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ تمہیں اپنا بیٹا سمجھتی ہیں اور انہیں تم سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ مصیبت کے وقت تم ان کا ساتھ نہیں چھوڑو گے اب جاؤ! راستے میں خولجہ سرا تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔

بڑی ملکہ کی سب سے بڑی مصیبت ان کا بیٹا ہے۔ میں ابو الحسن کی بیوہ کا ہر حکم مان سکتا ہوں لیکن ابو عبد اللہ کی ماں کو خوش کرنا میرے بس کی بات نہیں یوسف یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا

تموٹری دیر بعد وہ خولجہ سرا کی رہنمائی میں ایک کشادہ کمرے کے اندر داخل ہوا۔ ابو عبد اللہ کی والدہ جس کے مرجھائے ہوئے چہرے پر غرماطہ کی تاریخ کے آخری باب کا عنوان لکھا ہوا تھا دیوان پر بیٹھی ہوئی تھی۔

یوسف نے ادب سے سلام کیا اور دیوان سے چند قدم دور رک گیا۔ ملکہ چند ثانیے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ آگے بڑھ کر ایک صندلی پر بیٹھ گیا۔

ملکہ نے قدرے توقف کے بعد کہا خدا کا شکر ہے کہ تم آگئے ہو جب انسان کا آخری وقت آتا ہے تو وہ بعض عزیزوں کو اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہے لیکن تمہیں دیکھنے کے لیے میری بے چینی کی چند اور وجوہات بھی تھیں صبح میں تمہیں ناظم الحراء کے ذریعے ایک ضروری پیغام بھیجنا چاہتی تھی، لیکن یہ ایسا معاملہ تھا کہ اسے براہ راست تم سے بات کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اور میں نے خسر اور دامار کے تعلقات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے تمہیں یہاں بلانے کی ضرورت محسوس کی لیکن تم گھر میں نہیں تھے اور تمہاری بیوی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کہاں ہو

اب میں ابو عبد اللہ کی ماں کی حیثیت سے نہیں بلکہ سلطان ابو الحسن کی ملکہ کی حیثیت سے چند باتیں کہنا چاہتی ہوں

یوسف نے بوڑھی ملکہ کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نگاہوں کے سامنے آنسوؤں کے پردے حائل ہو رہے تھے۔

بیٹا! ملکہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اگر مجھے تمہاری سرگرمیوں کا تھوڑا بہت علم نہ ہوتا تو بھی میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ ان دنوں تمہارے دل پر کیا گزر رہی ہے میں تمہارے لیے دعاؤں کیا کرتی تھی اور ان ساری مایوسیوں کے باوجود اپنے دل کو یہ فریب دیا کرتی تھی کہ شاید یہ ڈوبتی ہوئی کشتی اچانک کسی کنارے جا لگے۔ لیکن اب میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمیں الحراء چھوڑنے کی تیاری کرنے کے لیے صرف دو دن کی مہلت ملی ہے اور تیسرے دن وہ سورج جس نے آٹھ صدیاں قبل نازیان اسام کو جبل الطارق پر پاؤں رکھتے دیکھا تھا، اندلس کے آخری تاجدار کو غرناطہ سے رخصت ہوتے دیکھے گا اور پھر شاید ہمیشہ کے لیے اس سرزمین پر ہمارے ماضی کے کھنڈر اس ماں پر لعنتیں بھیجتے رہیں گے جس نے ابو عبد اللہ کو جنم دیا تھا یوسف! میں کتنی بد نصیب ہوں

ملکہ بڑی مشکل سے اپنی سکیاں ضبط کر رہی تھی اور یوسف کی اتنی ہمت نہ تھی

کہ وہ اس کی طرف دیکھ سکتا۔ وہ گردن جھکائے ان دنوں کا تصور کر رہا تھا جب ابو الحسن کی ملکہ قلعے کے برج پر کھڑی جہاد کے لیے جانے والے اور فتوحات کے میدانوں سے واپس آنے والے مجاہدوں پر پھول برسایا کرتی تھی۔

ملکہ نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ہماری روانگی سے کچھ دیر بعد دشمن کی افواج غرناطہ میں داخل ہو جائیں گی۔ ہمیں اپنے ذاتی ملازموں کے علاوہ فوج سے پانچ ہزار آدمی ساتھ لے جانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن ملکہ نے دیوان سے ایک کاغذ اٹھا کر یوسف کی طرف بڑھا دیا۔ پھر چند تائیے توقف کے بعد بولی یہ ان پچاس آدمیوں کی فہرست ہے جن کے متعلق یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی ہمارے ساتھ رہنا چاہے تو اسے ہماری روانگی کے بعد کم از کم دو دن یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ اور یہاں رکنا پڑے گا۔ تم اس فہرست میں قلعے کے محافظ کے علاوہ اپنا نام بھی پڑھ سکتے ہو۔

ابو القاسم نے صبح ابو عبد اللہ سے ملاقات کی تھی اور اسے قائل کر لیا تھا کہ غرناطہ کی فوج اور عوام کرپرامن رکھنے کے لیے ان بااثر لوگوں کو یہاں روکنا ضروری ہے لیکن اس کے بعد جب مجھ سے سلطان کی گفتگو ہوئی تو میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ ابو القاسم ان پچاس آدمیوں کو جن میں اکثر فوج کے سابق عہدہ دار ہیں اپنے لیے کتنا خطرناک سمجھتا ہے اور جب دشمن کی فوج غرناطہ پر قابض ہو جائے گی تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

چنانچہ میرے اصرار پر ابو عبد اللہ کو اپنے وزیر سے دوبارہ ملاقات کرنی پڑی۔ میں اس ملاقات میں موجود تھی۔ اس نے بہت حیل و حجت کی، لیکن میری یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی کہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی اس کی مرضی کے بغیر یہاں روکنے کی کوشش کی تو میں یہ مسئلہ فوج کے سامنے پیش کر دوں گی اور تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت دینے سے پہلے ان پچاس آدمیوں کو بھی خبردار کر دیا جائے گا کہ ان کے

لیے کوئی پھندا تیار ہو رہا ہے۔

پھر ابو القاسم کو یہ کہنا پڑا کہ یہ شخص ایک احتیاط تھی لیکن اگر آپ نے اس سے کوئی اور نتیجہ اخذ کیا ہے تو میں یہ تجویز واپس لیتا ہوں۔

اس نے ہمارا یہ مطالبہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ لشکر سے جو پانچ ہزار آدمی ہمارے ساتھ جائیں گے، ان کا انتخاب بھی ہم خود کریں گے اس کے علاوہ جو لوگ غرناطہ چھوڑ کر کہیں اور جانا چاہیں، ان سے بھی کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

مجھے یہ امید تو نہیں ہو سکتی کہ تم ابو عبد اللہ کے پاس رہنا پسند کرو گے لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ تمہیں غرناطہ میں نہیں رہنا چاہیے میں جانتی ہوں کہ تم آخری وقت تک شکست تسلیم نہیں کرو گے لیکن ایک سپاہی کو تلووار اٹھانے سے پہلے کھڑے ہونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ موجودہ حالات میں جب کہ ابو القاسم کے حامی دشمن کا ہر اول دستہ بن چکے ہیں، تمہاری مزاحمت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے تمہیں خانہ جنگی کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔

پھر جب فرڈیننڈ کا لشکر بزور شمشیر شہر میں داخل ہوگا تو یہاں ماتہ اور الجمہ کی تاریخ کہیں زیادہ شدت کے ساتھ دہرائی جائے گی۔ اگر میرے سامنے یہ خطرات نہ ہوتے تو میں گزشتہ رات اپنے بیٹے کے ساتھ ابو القاسم کی گھنگو سنتے ہی اس کو قتل کروا دیتی۔

یوسف! تمہیں یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ قوم کی بیٹیوں کا کیا حشر ہوگا۔ میں جانتی تھی کہ غرناطہ کے سرکردہ لوگ قبائلی سرداروں سے صلاح و مشورہ کر رہے ہیں اور مجھے یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ جب قلعے کے محافظ کا ایلچی تمہارے پاس گیا تھا تو وہ تمہارے گھر جمع ہو رہے تھے لیکن اب انہیں یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ تمہیں طوفان آنے سے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیے اب آزادی کی جنگ کے لیے تمہیں غرناطہ سے دور نئے قلعے تعمیر کرنے پڑیں گے۔

یوسف نے جواب دیا مجھے اس بات کا احساس تھا اور میں سرداران قبائل کو یہی مشورہ دے آیا ہوں کہ وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں

ملکہ نے کہا مکمل فوج کے چند دستوں کے علاوہ ہمارے ملازموں اور ان کے بال بچوں کا پہلا قافلہ یہاں سے روانہ ہو جائے گا اور ناظم کی خوانش ہے کہ اس کے گھر کے باقی افراد کے ساتھ تمہاری بیوی بھی روانہ ہو جائے۔ اب اگر تم اجازت دو تو اسے گھر جا کر تیاری کرنے کی ہدایت کر دی جائے۔ تم اپنے ساتھیوں کو بھی اطلاع بھیج دو۔ وہ اگر صبح نہیں تو آگے روز دوسرے قافلے کے ساتھ جاسکتے ہیں۔ تم اگر مناسب سمجھو تو دو دن رک جاؤ، ورنہ ان کے ساتھ ہی روانہ ہو جاؤ۔

یوسف نے کہا ان حالات میں میرے لیے اپنی بیوی کو قافلے کے ساتھ بھیجنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں اور بعض ساتھیوں کے متعلق بھی میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ یہاں سے فوراً نکل جائیں اگر انہیں کسی وجہ سے رات کے وقت روانہ نہ کیا جا سکے تو صبح قافلے کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ اپنے متعلق میں چند دوستوں سے مشورہ کرنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کروں گا۔ میں انہیں یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ میں ذاتی خاطر سے بھاگ رہا ہوں اب مجھے اجازت دیجئے

تھہرو! ملکہ نے تالی بجاتے ہوئے کہا اور جب ایک کنیفر برابر کے کمرے سے نمودار ہوئی تو اسے حکم دیا یو۔ ف کی بیوی کو اندر بھیج دو

چند تانیے بعد یوسف کی بیوی کمرے میں داخل ہوئی اور اپنے شوہر کا چہرہ دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو اُڑ آئے

ابو عبد اللہ کی ماں نے کہا بیٹی! تمہارے آنسو غرناطہ کی تختریوں میں بدل سکتے۔ اب تم اپنے گھر جاؤ اور سفر کی تیاری کرو تمہیں یوسف کے متعلق اس قدر مضطرب ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

لیکن۔۔۔۔۔ اس نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا اگر انہوں نے یہاں

رہنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں انہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔

بٹی! میں اس بات کی ذمہ داری لیتی ہوں کہ یوسف یہاں نہیں رہے گا۔ میں اس سے بات کر چکی ہوں۔ اسے یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ آج سے دو دن بعد اس کے لیے یہاں ٹھہرنا کتنا دشوار ہو جائے گا اب تم فوراً اپنے گھر پہنچنے کی کوشش کرو یوسف کو کچھ دیر یہاں رہنا پڑے گا۔

وفا شعار بیوی اجازت طلب ٹکا ہوں سے اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی تو اس نے کہا معلوم نہیں کہ مجھے یہاں کتنی دیر رکنا پڑے گا آپ جائیں، میں گھر میں ولید کے علاوہ چند اور آدمی بٹھا آیا ہوں۔ انہیں یہ بتا دیں کہ ان کو کچھ دیر میرا انتظار کرنا پڑے گا۔

یوسف کی بیوی نے آگے بڑھ کر ملکہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر ملتی ٹکا ہوں سے اپنے شوہر کو دیکھتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

ملکہ نے یوسف سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے تمہیں جس کام سے روکا ہے وہ فوج سے تعلق رکھتا ہے۔ قلعہ کا محافظ ہمارے ساتھ جانے پر رضامند ہے اور فوج کے چند عہدیداران لوگوں کی فہرستیں تیار کر رہے ہیں، جنہیں ہم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں وہ اس معاملے میں تمہارا مشورہ ضروری سمجھتے ہیں۔

یوسف نے جواب دیا۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ لیکن اگر فوج کو اس فیصلے کا علم ہو چکا ہے تو انہیں یہ سمجھانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جب کوئی سلطنت ختم ہوتی ہے تو اس کی فوج بھی ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اب میں انہیں کس منہ سے کوئی مشورہ دے سکتا ہوں۔

ملکہ نے جواب دیا میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جو لوگ رضا کارانہ طور پر ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہوں، ان کے انتخاب میں انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے کم از کم افسروں میں سے کوئی نہیں ہونا چاہیے جس پر فرڈیننڈ کے جاسوس ہونے کا شبہ ہو۔

میں یہ جانتی ہوں کہ ہمارا ساتھ دینے والوں کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہوگی جن کے گھربار غرناطہ سے باہر ہیں اور مقامی لوگوں کو ابو عبد اللہ کی خاطر جلاوطن ہونے سے پہلے بہت کچھ سوچنا پڑے گا لیکن میں یہ ضرور چاہتی ہوں کہ تم فوج کے جن نامور سالاروں کے لیے فوری خطرہ محسوس کرو۔ ان کے نام غرناطہ چھوڑنے والوں کی فہرست میں شامل کر دیے جائیں۔

اگر مجھے یہ احساس نہ ہوتا کہ ہمارے بعد بہت سے لوگ غرناطہ سے باہر اپنے لیے کوئی جائے تلاش کرنے پر مجبور ہو جائیں گے تو میں پانچ ہزار آدمی ساتھ لے جانے کا مطالبہ نہ کرتی، وہ علاقہ جو دشمن نے میرے بیٹے کو اغویض کیا ہے اس کے انتظام کے لئے پانچ سو آدمی بھی کافی ہیں اور اپنے بیٹے کی تمام خوش فہمیوں اور خود فریبیوں کے باوجود میں یہ سمجھ سکتی ہوں کہ وہاں ہمارا قیام عارضی ہوگا۔ طوفان کی ایک اور لہر ہمیں اندلس سے اٹھا کر افریقہ کے ساحل پر پہنچا دے گی۔ اس کے بعد اگر خدا نے اس بد نصیب قوم کی فریاد سن لی تو ممکن ہے کہ ایک نہ ایک دن کو ہستانی قبائل کسی بیرونی اعانت کی امید پر اٹھ کھڑے ہوں اور انہیں تمہارے ساتھیوں میں سے ہی کوئی راہنما مل جائے۔

یوسف! میں خود بھی سلطان ابوالحسن کے نامور سالاروں میں سے کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتی کہ اب تمہیں فرڈیننڈ کے ایک ادنیٰ یا جگزار کی ملازمت اختیار کر لینا چاہیے۔ میری آخری کوشش یہ ہے کہ جن مجاہدوں کے ساتھ یہ بد نصیب قوم اپنے مستقبل کی امیدیں وابستہ کر سکتی ہے۔ انہیں غرناطہ میں نہیں رہنا چاہیے۔ اب جاؤ! وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور میں اس بات کی ذمہ داری لیتی ہوں کہ ابو عبد اللہ تمہارے کام میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔

تموڑی دیر بعد یوسف اپنے دل پر ایک ناقابل برداشت بوجھ لیے دو مسلح آدمیوں کی رہنمائی میں الحمراء میں اس کمرے کا رخ کر رہا تھا جہاں قلعہ دار اور اس

کی ساتھی جمع تھے۔ تاہم سلمان، سعید عاتکہ اور منصورہ کو فوراً غرناطہ سے روانہ کرنے کے متعلق اس کی بے چینی کس حد تک کم ہو چکی تھی۔



اندھیری رات کے مسافر

یوسف کی روانگی سے تھوڑی دیر بحری فوج کے پانچ سابق عہدہ دار اس کے گھر پہنچ چکے تھے اور قریباً ایک گھنٹے بعد وہ سلمان اور عبدالملک کے ساتھ اپنے سفر کے متعلق ضروری تفصیلات طے کر چکے تھے اب انہیں اہمراء سے یوسف کی واپسی کا انتظار تھا۔

اچانک عبدالمنان اور جمیل گھبرائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور عبدالمنان بانپتا ہوا سلمان سے مخاطب ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ واپس نہیں گئے۔ سعید اللہ کے مکان کے آس پاس حکومت کے آدمی پھر رہے ہیں۔ انہیں سعید کے متعلق معلوم ہو چکا ہے؟ سلمان اضطراب کی حالت میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عبدالمنان نے جواب دیا انہیں سعید کو کوئی خطرہ نہیں۔ پولیس صرف آپ کی شکل و صورت اور قد و قامت کے آدمی کو تلاش کر رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کسی خیر نے آپ کو ابوالحسن کے ساتھ ان کے گھر سے نکلنے دیکھ کر آپ کا پیچھا کیا تھا۔ پولیس کو آپ کے علاوہ اس بگھی اور کوچوان کا حالیہ بھی معلوم ہے جس پر آپ سوار ہوئے تھے۔

ولید نے سوال کیا تمہیں کس نے بتایا؟

میری معلومات کا ذریعہ پولیس کا ہی ایک افسر ہے جو اپنے چند اور ساتھیوں کی طرح درپردہ ہمارے لیے کام کر رہا ہے وہ بچپن سے ابوالحسن کے بڑے بھائی کا دوست تھا اور میرے گھر کے قریب ہی رہتا ہے۔ اس نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نائب کوئوال کو ابوالحسن کے گھر سے نکلنے والے اجنبی کے متعلق دو اطلاعات ملی تھیں۔ پہلی یہ کہ وہ ٹرک پر مسجد کے قریب بگھی پر سوار ہوا تھا اور دوسری یہ کہ وہ بگھی سے اتر کر یوسف کے گھر چلا گیا تھا جہاں شہر کے کچھ لوگ اور قبائلی سردار جمع ہو رہے تھے۔

نائب کو تو ال کو شہر میں گشت کرتے ہوئے یہ اطلاعات ملیں تو وہ خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہاں اسے ایک غیر متوقع حادثہ پیش آیا۔ اس نے کسی فوجی افسر کی ہگھی کی تلاشی لینے کی کوشش کی تو اس نے اسے۔۔!

مسلمان نے تملکا کر کہا آپ ہمیں پوری داستان سنانے کی بجائے دو لفظوں میں یہ نہیں بتا سکتے کہ موجودہ صورت حال کیا ہے؟

عبدالمنان نے جواب دیا جناب! اس وقت یہ صورت ہے کہ پولیس کے آٹھ دس آدمی سادہ کپڑوں میں عبید اللہ کے مکان کے آس پاس محکوم رہے ہیں اور وہ گلی میں آنے جانے والوں سے ایک اجنبی کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ وہ دوست جس نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کو تو ال اور اس کے نائب کی گفتگو سن چکا تھا اور اس نے یہ تشویش ظاہر کی تھی کہ ان کو کسی شخص پر ترکوں کے جاسوس ہونے کا شبہ ہے۔

مجھے یہ خطرہ تھا کہ آپ واپس آ چکے ہوں گے اس لیے میں نے جمیل اور دوسرے ساتھیوں کو خبردار کیا اور پھر چند رضا کاروں کو آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کرنے کے بعد جمیل کے ساتھ ولید کے گھر پہنچا لیکن ولید کے ابا جان کو اس سے پہلے ہی پولیس کی نقل و حرکت کی اطلاع مل چکی تھی اور وہ احتیاطاً سعید اور اس کے ساتھیوں کو اپنے گھر لے آئے تھے۔ پھر جب میں نے انہیں یہ بتایا کہ پولیس سعید کو نہیں بلکہ آپ کو تلاش کر رہی ہے تو انہوں نے فوراً اپنی ہگھی تیار کروائی اور ہمیں یہاں پہنچنے کا حکم دیا۔

مسلمان نے پوچھا پولیس کے کسی آدمی نے ابو الحسن سے بھی کوئی بات کی ہے؟
نہیں! ابھی تک پولیس نے عبید اللہ کے دروازے پر دستک دینے کی جرأت نہیں کی اور باقی لوگوں کی طرح ابو الحسن بھی ولید کے والد کے گھر آ گیا ہے وہ سب یہی تاکید کرتے ہیں کہ آپ بلاتا خیر غرناطہ سے نکل جائیں اور راستے میں کسی محفوظ جگہ چھپ کر اپنے ساتھیوں کا انتظار کریں۔ وہ موقع ملتے ہی آپ کے پاس پہنچ

جائیں گے۔

میں راستے میں اس بات کا انتظام کر آیا ہوں کہ چند سوار شہر کے دروازے سے باہر پہنچ جائیں۔ یہ جاننا پہلی منزل تک آپ کا ساتھ دیں گے اور یہ اطمینان کر کے واپس آئیں گے کہ پہاڑوں کے کسی قبیلے کے سردار نے آپ کی امانت کے لیے تسلی بخش انتظام کر لیا ہے۔ میں آپ کے لیے گھوڑا نہیں لاسکا۔ لیکن اب آپ کو یہیں سے ایک اچھا گھوڑا مل سکتا ہے اور عثمان یا اس گھر کا کوئی نوکر اسے شہر سے باہر پہنچا دے گا اور ہم آپ کو کبھی پرلے جائیں گے۔

چند لمحات کے لیے سلمان کی قوت فیضیہ جواب دے چکی تھی۔ وہ اضطراب کی حالت میں کبھی عبدالمنان اور کبھی دوسرے آدمیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عبدالمنان نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا معاف کیجیے! میں پریشانی کی وجہ سے آپ کو یہ خط دینا بھول گیا تھا۔

سلمان نے کاغذ کھول کر پڑھا۔ یہ بدریہ کا ایک مختصر سا پیغام تھا اور شکستہ تحریر سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ چند سطور انتہائی جلت میں لکھی گئی ہیں

اندھیری رات کے مسافر!

اگر میں آپ سے کچھ سنبھلنے کا حق رستی ہوں تو میری پہلی امر آخری التجا یہی ہے کہ آپ ماموں جان کا کہا مانیں۔۔۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس مسند میں چچا یوسف بھی ماموں اور سعید کے ہم خیال ہونے کے آپ کو اب کسی تاخیر کے بغیر غرناطہ سے نکل جانا چاہیے۔۔۔۔۔ آپ کو الوداع کہنا میرے لیے ہر حالت میں یکساں تکلیف دہ ہوتا۔ لیکن اگر خدا نخواستہ غداروں نے آپ کو گرفتار کر لیا تو یہ صدمہ صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ سعید اور عاتکہ کے لیے بھی نا

قابل برداشت ہو گا۔ خدا کے لیے! میرا کہا مانیے!۔۔۔۔۔
 اس دنیا میں کوئی ایسا بھی تو ہونا چاہیے جو آنکھوں سے دہرہ
 کر بھی زندگی کا ایک بہت بڑا سہارا ہو۔۔۔۔۔ اگر وقت
 اجازت دیتا تو میرا یہ خط بہت طویل ہوتا لیکن، باہر۔۔۔
 آپ کے دوستوں کے لیے بگھی تیار کھڑی ہے، ماموں جان
 مجھے آوازیں دے رہی ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی آوازیں
 دیتی رہوں گی۔ خدا حافظ! سلمان۔۔۔

بدریہ

سلمان کچھ دیر اس شکستہ تحریر پر آنسوؤں کے دھبے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک
 گہری سانس لی اور خط ولید کی طرف بڑھا دیا۔

ولید نے خط پڑھنے کے بعد اسے واپس دیتے ہوئے کہا میں بدریہ سے متفق
 ہوں لیکن چچا یوسف ابھی تک واپس نہیں آئے اور ہم ان کے مشورے کے بغیر کوئی
 قدم نہیں اٹھا سکتے۔ بد قسمتی سے یہ وقت ایسا ہے کہ ہم انہیں الحراء میں آسانی سے کوئی
 پیغام بھی نہیں بھیج سکتے۔

معاذ اللہ! صحن میں بگھی کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ سلمان نے کہا شاید وہ آرہے
 ہیں وہ سب دروازے کی طرف دیکھنے لگے اور ولید اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔

بگھی رک گئی اور پھر چند ثانیے بعد وہ ولید اور یوسف کی بیوی کی گفتگو سن رہے

تھے

چچا جان! آپ کے ساتھ نہیں آئے؟

نہیں! وہ اس وقت کسی ضروری کام سے الحراء میں رک گئے ہیں اور شاید انہیں
 ابھی وہاں کافی دیر لگ جائے لیکن معزز مہمانوں کے لیے انہوں نے یہ پیغام بھیجا
 ہے کہ وہ ان کا انتظار کریں۔

چچی جان! آپ کچھ پریشان معلوم ہوتی ہیں۔ انہیں وہاں کوئی خطرہ تو نہیں؟
 نہیں! اس نے منموم لہجے میں جواب دیا کم از کم دو دن اور انہیں کوئی خطرہ نہیں
 دو دن! ولید کی آواز اس کے حلق میں ڈوب کر رہ گئی اور سلمان اور دوسرے
 ساتھی پریشانی کی حالت میں کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گئے۔

یوسف کی بیوی انہیں دیکھ کر آگے بڑھی اور اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا مجھے
 اپنے شوہر کے مہمانوں کو پریشان نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن یہ مسئلہ ایسا ہے کہ میں اپنے
 مکان کی چھت پر جا کر دہائی دینا چاہتی ہوں کہ غرناطہ کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے! دو
 دن بعد سلطان ابو عبد اللہ الحمراء خالی کر دے گا اور اس کے بعد دشمن کی فوجیں شہر میں
 داخل ہو جائیں گی۔ میرے شوہر کو ان حالات میں بھی کسی معجزے کا انتظار تھا لیکن
 اب شاید معجزات کا وقت گزر چکا ہے۔

وہ آنسو پونچھتی ہوئی بالائی منزل کے زینے کی طرف بڑھی سلمان اور اس کے
 ساتھی کچھ دیر سکتے کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ بالآخر ولید
 آگے بڑھا اور اس نے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا

آپ اندر تشریف رکھیں! میں اس بگھی پر الحمراء جا کر انہیں اطلاع دینے کی
 کوشش کروں گا۔

لیکن اتنی دیر میں سلمان کا دافعہ شہور پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔ اس نے
 ایک فیصلہ کن لہجے میں کہا نہیں! اگر وہ الحمراء میں اپنی مرضی سے رک گئے ہیں تو اس
 کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اہم ذمہ داری کا سامنا کر رہے ہیں کم از کم
 میں ایسے وقت میں اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے انہیں پریشان
 نہیں کروں گا۔

عبدالملک نے کہا میرا بھی یہی مشورہ ہے کہ موجودہ حالات میں آپ کو ایک لمحہ
 بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ جب وہ تشریف لائیں تو ہم انہیں یہ بتا دیں گے کہ آپ

کے لیے غرناطہ سے ٹکنا ناگزیر ہو گیا تھا ہو سکتا ہے کہ ان سے ملاقات کے بعد ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑیں ورنہ کل کسی وقت ضرور روانہ ہو جائیں گے۔

مسلمان ولید سے مخاطب ہوا۔ ولید! اگر تم بیگم صلابہ سے اجازت لے سکو تو مجھے ان کی بگھی کے علاوہ سواری کے چار گھوڑوں کی ضروری ہے۔ بگھی باہر سڑک پر کسی جگہ سے واپس آجائے گی۔ اس کے بعد گھوڑے بھی واپس بھیج دیئے جائیں گے۔

ولید نے جواب دیا بیگم صلابہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس بات کا پورا اختیار ہے کہ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو، وہ آپ کے حوالے کر دی جائے میں ابھی گھوڑے تیار کرواتا ہوں ولید باہر نکل گیا

مسلمان نے جمیل سے مخاطب ہو کر کہا تم باہر جا کر معلوم کرو! اگر آس پاس رضا کار موجود ہیں تو چار رضا کاروں کو بلا لاؤ وہ فالتو گھوڑے شہر سے باہر لے جائیں گے۔

جناب! اس علاقے کے جانبازوں کو یہ ہدایت مل چکی ہے کہ جب تک انہیں یوسف کی طرف سے اجازت نہ ملے وہ اس وقت تک مکان کے قریب ہی موجود رہیں گے میں انہیں ابھی بلا تا ہوں۔

جمیل یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا۔

عبدالمنان جو ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔ مسلمان سے مخاطب ہوا جناب! میرے لیے کیا حکم ہے؟

مسلمان نے آگے بڑھ کر پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا دوستوں کو حکم نہیں دیا جاتا، ان سے صرف درخواست کی جاتی ہے اور تم ایسے دوست ہو جس سے درخواست کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ تم میرے ساتھ باہر آؤ۔

پھر وہ دوسرے آدمیوں سے مخاطب ہوا۔ آپ اندر تشریف رکھیں میں آپ کو خدا

حافظ کہے بغیر نہیں جاؤں گا۔



تموڑی دیر بعد سلمان ڈیوڑھی سے باہر نکل کر عبدالمنان سے کہہ رہا تھا عثمان تمہارے ساتھ آیا ہے؟

ہاں! وہ ابو ناصر کے کوچوان کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے
سلمان نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ جب مجھے کسی ہوشیار ساتھی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو یہ ہونہار لڑکا میرے پاس پہنچ جاتا ہے۔

عثمان کے لیے اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اسے ایک ہونہار لڑکا سمجھتے ہیں اس نے یہ فرض کر لیا ہے کہ آپ اسے ساتھ لے جائیں گے اور میں اس سے وعدہ بھی کر چکا ہوں، اسے سمندر اور جہاز دیکھنے کا بہت شوق ہے!
اور آپ نے اپنے متعلق کیا سوچا ہے؟

عبدالمنان نے جواب دیا جب حشر بپا ہو جائے تو میرے جیسے لوگ صرف دیکھ سکتے ہیں سوچ نہیں سکتے اگر میں آپ کے عزائم اور حوصلوں کا ساتھ دے سکتا تو میرا جواب یہی ہونا چاہیے تھا کہ میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں لیکن غرناطہ کے سقوط کے ساتھ میرے عزائم اور حوصلے ختم ہو جائیں گے اور میں صرف زندگی کے سانس پورے کرنے کے لیے زندہ رہوں گا۔

سلمان نے کہا بہر حال تمہیں سوچنے کے لیے کچھ وقت مل جائے گا پھر اگر تمہارے خیالات میں کوئی تبدیلی آجائے تو یوسف تمہیں ساحل کے اس مقام کا پتا دے سکے گا جس کے آس پاس میرا جہاز لنگر انداز ہوگا اور اس جہاز پر تمہارے لیے کافی جگہ ہوگی۔

وہ باتیں کرتے ہوئے اصطبل کے قریب پہنچ چکے تھے جہاں نوکر گھوڑوں پر زینیں کنے میں مصروف تھے۔ ولید باہر کھڑا تھا۔ اس نے سلمان کی طرف دیکھتے ہی

کہا

جناب! گھوڑے ابھی تیار ہو جائیں گے اور چند منٹ بعد رضا کار بھی یہاں پہنچ جائیں گے۔

ولید! سلمان نے کہا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں فالتو گھوڑے کیوں لے جانا چاہتا ہوں۔

جناب! مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں مجھے معلوم ہے کہ آپ سعید اور اس کے ساتھیوں کے بغیر نہیں جائیں گے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی کہ جب ہماری بگھی یہاں موجود ہے تو آپ دوسری بگھی کیوں لے جانا چاہتے ہیں تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا اب تم جاؤ! اور یوسف کے اسلمہ خانے سے دو ترکش، سامیں، دو بیچے اور کچھ بارود اٹھا لاؤ۔

ولید نے کہا جناب! اگر آپ ہمارے گھر جا رہے ہیں تو وہاں بھی آپ کو کافی اسلمہ مل سکتا ہے

میں صرف احتیاط کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں تمہارے گھر کے راستے میں ہی ضرورت پیش آ جائے۔

سلمان چند قدم آگے بڑھ کر عثمان کو آواز دی وہ بگھی سے چھلانگ لگا کر اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا عثمان! تمہیں جہاز دیکھنے کا شوق ہے؟

عثمان نے پہلے اپنے آقا اور پھر سلمان کی طرف دیکھا اگر آقا اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔

سلمان عبدالمنان سے مخاطب ہوا اب آپ کو یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ ابواصر کی بگھی پر سوار ہو کر ان کے گھر جائیں اور ان سے کہیں کہ سعید، نائکہ اور منصور میرے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جائیں اور جب ہماری بگھی مکان کے قریب پہنچے تو آپ فوراً دروازہ کھلا دیں۔ شہر کے دروازے تک آپ کو بھی ہمارے

ساتھ چلنا پڑے گا۔ میں عام حالات میں سیدھا جنوب مشرق کا رخ کرتا لیکن سعید کو ابھی آرام کی ضرورت ہے اس لیے ہم بجھی اس کے گاؤں تک لے جائیں گے اور وہاں سے اس کے ساتھ رضا کاروں کو بھی واپس بھیج دیں گے۔ سعید کے گاؤں سے ہمیں کئی مددگار مل جائیں گے۔ دوسری بجھی رات سے ہی واپس بھیج دی جائے گی۔

عبدالمنان نے کہا شیخ یعقوب نے عثمان کو ایک بہت اچھا گھوڑا دیا تھا۔ آپ کے ساتھ جانے کے لیے گھوڑے کے علاوہ اچھے کپڑوں کی بھی ضرورت ہے۔ اس لیے اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے راتے میں سرائے کے قریب اتار دوں۔ اس کے بعد وہ دروازے پر آپ کا انتظار کرے گا۔

سلیمان نے کہا ہاں! عثمان تم ان کے ساتھ جاسکتے ہو لیکن اگر تمہیں تیاری میں زیادہ دیر نہ لگے تو تم ایک کام اور بھی کر سکتے ہو

عثمان نے جواب دیا جناب! جتنی دیر مجھے لباس تبدیل کرنے میں لگے گی، اتنی دیر میں میرا دی گھوڑے پر زین کس دے گا آپ حکم دیجئے!

تم سیدھے ابو یعقوب کے پاس جاؤ اور انہیں یہ پیغام دے کر سڑک پر واپس پہنچ جاؤ کہ ہم جموڑی دیر تک یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ فی الحال ہمارا یہی ارادہ ہے کہ ہم بگھیوں کو سڑک سے جموڑی دور لے جائیں، اس لیے وہ چند سواروں کو روانہ کر دیں تاکہ اگر آگے کوئی خطرہ ہو تو وہ ہمیں راتے میں خبر کر دیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں سڑک چھوڑ کر ابو یعقوب کی بستی کا رخ کرنا پڑے۔ تم نے راتے میں ایک اجڑا ہوا مکان دیکھا ہو گا جس کے قریب سڑک کا انشیب بارش کے پانی سے ایک نالہ بن جاتا ہے؟

عثمان نے جواب دیا۔ جناب! آپ حکم دیں میں آنکھیں بند کر کے وہاں پہنچ سکتا ہوں

جو رضا کار دروازے سے باہر جا چکے ہیں، ان سے کہو کہ وہ اس مکان کے پیچھے
چھپ کر کھڑے رہیں

مسلمان یہ کہہ کر عبدالمنان سے مخاطب ہوا اس کو شہر سے باہر نکلنے میں کوئی وقت تو
نہیں ہوگی؟

نہیں جناب! آپ مضمین رہیں ہم وہاں پورا پورا انتظام کر کے آئے ہیں آؤ
نعمان! وہ بھاگ کر بگھی پر سوار ہو گئے



غرمطہ کا کوئوال اپنے بستر پر لیٹا دن بھر کے واقعات کے متعلق سوچ رہا تھا۔
اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی
کون؟ وہ غصے میں اٹھ کر بیٹھ گیا

نوکر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک انگوٹھی پیش
کرتے ہوئے کہا جناب! باہر کوئی آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے نشانی کے
طور پر یہ انگوٹھی بھیجی ہے

کوئوال نے شمع کے قریب جا کر انگوٹھی دیکھنے کے بعد کہا وہ باہر کھڑے ہیں؟ تم
انہیں اندر کیوں نہیں لے آئے؟

جناب! اس وقت پہریدار آپ کی اجازت کے بغیر دروازہ کھولنے سے جھجکتا تھا
اور اس کو بغلی سوراخ سے یہ انگوٹھی دینے والے نے بھی اپنا نام بتانے سے انکار کر دیا
تھا وہ یہ کہتا تھا کہ صرف یہ نشانی لے جاؤ، مجھے بہت جلدی ہے اور میں ایک ضروری
پیغام دیتے ہی روانہ ہو جاؤں گا۔

وہ گدھا تنبہ کی آواز بھی نہیں پہچان سکا! کوئوال نے کہا اور پھر جلدی سے جوتے
پہنے اور ایک بھاری قبائندہوں پر ڈالنے کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا۔
تموڑی دیر بعد پہریدار اس کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر دروازہ کھول رہا تھا

کوٹوال جلدی سے باہر نکلا لیکن اتنی دیر میں ایک بگھی جو دروازے سے چند قدم دور سڑک کے کنارے کھڑی تھی حرکت میں آ چکی تھی

ٹھہرو! ٹھہرو!! کوچوان! بگھی روکو! وہ پوری رفتار سے پیچھے بھاگ رہا تھا بگھی کوئی تیس قدم آگے جا کر رک گئی بھاری بھر کم آدمی بری طرح ہانپتا ہوا قریب پہنچا اور اس بگھی کے اندر جھانکتے ہوئے کہنے لگا عتبہ! خدا کی قسم! مجھے تمہارا پیغام بہت دیر-----

وہ اپنا فترہ پورا نہ کر سکا آنکھ جھپکنے میں اس کی گردن سلمان کے مہنی ہاتھوں کی گرفت میں تھی۔ ولید نے اس کا بازو پکڑ کر اندر کھینچ لیا اور بگھی دوبارہ روانہ ہو گئی۔ جمیل نے اپنا خنجر اس کے سینے پر رکھ کر آہستہ سے دبا دیا اور اس کی رسی آبی ہمت بھی جواب دے گئی

سلمان نے اس کی گردن سے اپنے ہاتھوں کی گرفت ذرا ڈھیلی کرتے ہوئے کہا دیکھو! اگر تم نے شور مچانے کی کوشش کی تو آواز نکالنے سے پہلے تمہاری گردن مروڑ دی جائے گی۔ ہم خنجر یا ٹیچہ استعمال کر کے اس خوب صورت بگھی کو تمہارے خون سے غلیظ کرنا پسند نہیں کریں گے۔

کوٹوال نے کمانتے ہوئے بڑی مشکل سے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ کی مرضی کے بغیر میری آواز حلق سے باہر نہیں آ سکتی لیکن آپ کون ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

سلمان عتبہ سے بگھی کا پردہ اٹھا کر چند ٹائیے سڑک کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر کوٹوال سے مخاطب ہوا

تم سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ اگر پولیس کا کوئی آدمی اس بگھی کے قریب آنے کی کوشش کرے تو تم اسے دور سے آواز دے کر روک دینا ضرورت کے وقت شاید تمہیں بگھی سے سرنکال کر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ تم اپنے

دوستوں کے ساتھ سفر کر رہے ہو لیکن تمہاری آواز سن کر کسی کو یہ احساس نہیں ہوتا چاہیے کہ تم خوف یا مجبوری کی حالت میں میرے حکم کی تعمیل کر رہے ہو تمہاری غلطی کی سزا صرف تمہاری ذات تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت ہمارے ساتھی تمہارے گھر کا محاصرہ کر چکے ہیں اور اگر انہیں کسی وقت یہ اطلاع ملی کہ ہماری بگھی کا پیچھا کیا جا رہا ہے تو وہ تمہارے گھر کے کسی فرد کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

جناب مجھ پر رحم کیجئے! میں وعدہ کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی غلطی نہیں ہوگی
 سلمان نے اٹھ کر دروازے سے سر نکالتے ہوئے آواز دی۔ کوچوان بگھی کو آرام سے چلنے دو!

پھر اس نے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہ انشاء اللہ ہم تمہیں کسی غلطی کا موقع ہی نہیں دے گے۔ اب تم بیٹھو اور اطمینان سے میرے ساتھ بیٹھ جاؤ! جمیل! تم اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ دو۔ لیکن اسے زیادہ تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

کوئوال نے کسی دلیل و حجت کے بغیر حکم کی تعمیل کی اور سلمان نے قدرے توقف کے بعد پیچھے نکال کر اس کی کینٹی پر رکھتے ہوئے کہا اب میں تم سے ایک اور بات پوچھنا چاہتا ہوں اگر تم نے ذرا سی بھی غلط بیانی سے کام لیا تو مجھے تمہارے سر میں ایک سوراخ کرنے کے بعد صرف اس بات کا افسوس ہوگا کہ میرا قیمتی بار و وضائع ہوا ہے۔

جناب! اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا

سلمان نے پوچھا تبہ کہاں ہے؟

جناب! وہ ویگا میں ہوگا

تمہیں اس نے کیا پیغام بھیجا تھا؟

وہ سہ پہر کے وقت شہر سے باہر مجھ سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کا پیغام مجھے چند

گھنٹے بعد ملا۔

تمہیں یقین ہے کہ وہ شہر میں نہیں آیا؟

جناب! مجھے یقین ہے اگر وہ یہاں آنے میں خطرہ محسوس نہ کرتا تو وہ مجھے

ملاقات کے لیے باہر نہ بلاواتا

لیکن اس کی نشانی ملنے پر تم نے جس بے قراری کا مظاہرہ کیا ہے اس سے یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ تم اس کے منتظر تھے!

جناب! میں نے یہ سمجھا تھا کہ اگر وہ خطرے سے بے پرواہ ہو کر یہاں آ گیا ہے

تو یقیناً کوئی اہم معاملہ ہوگا

تمہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تم سے کیوں ماننا چاہتا ہے؟

جناب! اس نے اپنے خط میں صرف اتنا لکھا تھا کہ اس کے گھر میں کوئی غیر

متوقع حادثہ پیش آچکا ہے۔

بہت اچھا اب تم خاموش بیٹھے رہو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کہیں تمہارے گھر

کو بھی کوئی حادثہ پیش نہ آجائے۔

☆☆☆

دس منٹ بعد طبیب انونصر کے مکان کی نالیشان ڈیورچی کا دروازہ کھلا بگھی اندر

داخل ہوئی اور نوکروں نے جلدی سے کواڑ بند کر دیے۔

پھر کوئی پانچ منٹ بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور دو بگھیاں یکے بعد دیگرے باہر نکل

رہی تھیں۔ اگلی بگھی پر جو یوسف کے گھر سے آئی تھی، ایک طرف سعید، نائیکہ کے

سامنے سلمان کے پہلو میں کوئوال بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے دوسری بگھی پر ولید،

جمیل اور عبدالمنان سوار تھے۔

وہ لمحات کتنی جلدی گزر گئے جب تاریک رات کے مسافر اپنے میزبانوں اور

دوستوں سے رخصت ہو رہے تھے وہ داستان کتنی طویل تھی جو صرف خدا کے الفاظ پر

ختم ہو چکی تھی اور پھر وہ سکوت، جب سلمان نے ایک پاؤں بجھی کے پائیدان پر رکھتے ہوئے بدریہ پر آخری نظر ڈالی تھی، زندگی کے کتنے نغموں اور سپنوں کے کتنے جزیروں کو اپنے دامن میں سمیٹ چکا تھا۔

بدریہ! بدریہ! بدریہ! وہ تصور میں آوازیں دے رہا تھا۔ اسے تیز رفتار گھوڑوں کی ٹاپ اور بجھی کے پیہوں کی کھڑکھڑاہٹ میں بھی اس کی دہلی دہلی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے سعید اسے پکار رہا ہے وہ چونکا اور خواب و خیال کی دنیا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ بھائی جان! وہ کہہ رہا تھا اگر شہر سے باہر سواری کے لیے گھوڑے موجود ہیں تو ہمیں بگھیاں واپس کر دینی چاہئیں۔ میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں اور آپ کے ساتھ گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ولید اور جمیل کو فوراً! یوسف کے گھر پہنچ جانا چاہیے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہمارے محسنوں کو ان بگھیوں کی وجہ سے کسی الجھن کا سامنا کرنا پڑے۔

سلمان نے جواب دیا میرا خیال تھا کہ جہاں تک سڑک جاتی ہے، تمہارے لی بجھی پر سفر کرنا زیادہ آرام دہ وہ گالیکن اگر تم سواری کی تکلیف برداشت کر سکتے ہو تو ہم کئی الجھنوں سے بچ جائیں گے۔

بھائی جان! آج مجھے یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ میں کبھی بیمار رہا ہوں۔ آج میں کچھ گھر سے اندر تیر اندازی کی شوق بھی کر چکا ہوں اور مجھے یہ اطمینان محسوس ہوا ہے کہ میں بھاگتے ہوئے گھوڑے سے بھی تیر چلا سکتا ہوں۔

میں آپ کے لیے دو ٹینچے اور مائیں بھی لے آیا ہوں۔ مجھے یہ اطمینان نہیں تھا کہ آپ نبید اللہ کے گھر سے میرا سامان بھی لے آئیں گے

سعید نے کہا اور اس آدمی کے متعلق آپ نے کیا سوچا ہے؟

یہ آدمی اب اتنا کچھ جان گیا ہے کہ ہم اسے چھوڑنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے! ہم شہر سے باہر نکل کر کوئی فیصلہ کریں گے

کو قوال نے کہا خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجیے!
 خاموش! سلمان نے گرج کر کہا تمہارے منہ سے رحم کا لفظ سن کر حامد بن زہرہ
 کی روح کو تکلیف ہوگی

کو قوال نے سہمی ہوئی آواز میں کہا جناب! حامد بن زہرہ کے قاتلوں سے میرا
 کوئی تعلق نہیں۔ میں آپ کو ان سب کے نام بتا سکتا ہوں اور خدا کی قسم! میں جھوٹ
 نہیں بولوں گا!

سلمان نے کہا دنیا میں ہر برے آدمی کی زندگی میں ایسا وقت آتا ہے جب اسے
 جھوٹ کہنے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا لیکن تم میری توقع سے زیادہ بد باطن ہو تم تھیلے
 کو جانتے ہو، وہ تمہاری پولیس میں کام کرتا تھا؟
 جی ہاں! لیکن وہ لاپتا ہے!

اگر اسے تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے تو تم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
 کر یہ کہہ سکو گے کہ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں؟

کو قوال کی نگاہوں کے سامنے پھر ایک بار موت کے اندھیرے چھا گئے
 تھوڑی دیر بعد بگھی کی رفتار کم ہو گئی۔ سلمان نے باہر جھانک کر دیکھا دوسری
 بگھی دروازے کے سامنے کھڑی تھی عبدالمنان نیچے اتر کر اطمینان سے چند
 پیہریداروں کے درمیان کھڑے ایک افسر سے باتیں کر رہا تھا اور دو آدمی دروازہ
 کھول رہے تھے چند ثانیے بعد عبدالمنان بگھی پر بیٹھ گیا تو افسر بھاگتا ہوا سلمان کی
 بگھی کے قریب پہنچا اور اس نے کہا جناب! آپ اطمینان سے جا سکتے ہیں اب
 آپ کو دروازے کے آس پاس پولیس کا کوئی آدمی نظر نہیں آئے گا ہماری طرح انہیں
 بھی یہ اطلاع مل چکی ہے کہ دو دن بعد نہ غرناطہ کی سلطنت ہوگی اور نہ اس سلطنت کی
 فوج اور پولیس ہوگی۔ آپ کے ساتھی سڑک پر انتظار کر رہے ہیں لیکن آپ کو دشمن
 سے محتاط رہنا چاہیے۔

مسلمان نے دروازے سے باہر سرکلاتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا اور پھر بگھی چل پڑی۔



بگھیاں سڑک کے نشیب میں رک گئیں اور رضا کا رشکتہ مکان کی اوٹ سے نکل کر ان کے گرد جمع ہو گئے مسلمان نے کوئوال کو دھکا دے کر نیچے پھینک دیا اور خود بگھی سے باہر نکل آیا اتنی دیر میں اگلی بگھی کے سوار بھی نیچے اتر چکے تھے۔

عثمان جو اپنی کارگزاری ظاہر کرنے کے لیے سخت بے چین تھا، آگے بڑھ کر بوا میں آپ سے آدھ گھنٹہ پہلے شیخ ابو یعقوب کی بستی سے واپس آ گیا تھا، وہ یہ کہتے تھے کہ میرے آدمی اگے گاؤں کے لوگوں کو خبردار کرنے کے بعد آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور سعید کے گھر تک آپ کا ساتھ دیں گے۔

دوسرے آدمی نے کہا جناب! ہم آپ کے لیے گھوڑے نہیں لے آئے ہیں۔ مسلمان نے ولید سے مخاطب ہو کر کہا بھئی کی روح اس اجڑے ہوئے مکان میں غرناطہ کے کوئوال کا انتظار کر رہی ہے۔ اسے وہاں لے جائیے!

جمیل نے خنجر سے اس کے پاؤں کی رسی کاٹ ڈالی۔ دو آدمیوں نے اس کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ولید اسے بنگلی تلوار سے ہانکنے لگا۔

کوئوال جواب تک موہوم امیدوں کا سہارا لے رہا تھا، اپنا آخری وقت قریب دیکھ کر بلبلاتا تھا خدا کے لئے! مجھ پر رحم کرو میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں خالد بن زہرہ کے تمام قاتلوں کے نام بتا سکتا ہوں۔ آپ کو ابھی تک ابو القاسم کی آخری سازش کا علم نہیں۔ خدا کے لیے! میری بات سنو! پرسوں دشمن کی فوج غرناطہ میں داخل ہو جائے گی۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں غائب ہو کر فرار کر کے آپ کے حوالے کر دوں گا، مجھے معاف کرو مجھ پر رحم کرو!

کوئوال کی ناگوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور اس کے گھٹنے

زمین سے رگڑ کھا رہے تھے پھر شکستہ مکان کے ایک تاریک کمرے سے اس کی آخری
چین سنا دی اور اس کے بعد فضا میں سکوت طاری ہو گیا۔

مسلمان نے عبدالمنان سے مخاطب ہو کر کہا اب آپ بگھیوں پر واپس پہنچنے کی
کوشش کریں اور ہمارے لیے گھوڑے لانے والے رضا کاروں کو بھی ساتھ لے
جائیں پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ بھی فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو
جائیں۔ میں اور عثمان آپ سے پچاس ساٹھ قدم آگے رہیں گے۔ اب ظاہر نہیں کوئی
خطرہ نہیں تاہم احتیاط ضروری ہے۔

پانچ منٹ کے بعد بگھیوں اور گھوڑوں کے سوار مختلف سمتوں کا رخ کر رہے
تھے۔



تعاقب

جب وہ سڑک سے شیخ ابو یعقوب کی بستی کی طرف نکلنے والے راستے کے قریب پہنچے تو انہیں سامنے سے گھوڑوں کی ناپ سنائی دی اور سلمان نے گھوڑا روک لیا۔

عثمان نے کہا تم فوراً پیچھے جا کر انہیں یہ کہو کہ وہ سڑک سے ایک طرف ہٹ جائیں عثمان نے ایک گھوڑا موڑ لیا۔ آن کی آن میں سواروں نے سلمان کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور ایک آدمی پوری قوت سے چلایا۔
تھہرے! تھہرے! آپ کو آگے جانے میں خطرہ ہے۔

عثمان کو یہ آواز مانوس محسوس ہوئی اور اس نے کہا یونس! کیا بات ہے؟
جناب آپ کے دشمن اگلی بستی میں پہنچ چکے ہیں یونس یہ کہہ کر جلدی سے دوسرے سوار کی طرف متوجہ ہوا۔ تم واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو اطلاع دو۔ میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔

جب اس نے گھوڑوں کی باگ موڑ لی تو یونس نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا جناب! آپ ابو یعقوب کی بستی کی طرف مڑ جائیں۔ ہم غتبہ کے آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ دیر روکنے کی کوشش کریں گے۔ جلدی کیجیے میں سڑک سے کچھ دور جا کر آپ کو سارے حالات بتا دوں گا۔

سلمان نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور وہ گھوڑے بھگاتے ہوئے اس کے قریب آگئے پھر اس نے کہا ہمیں اپنا راستہ تبدیل کرنا پڑے گا۔ تم ہمارے پیچھے پیچھے آؤ! جموڑی دیر بعد جب وہ سڑک سے جموڑی دور اجڑی ہوئی بستی کے مکانات کی اوٹ میں کھڑے تھے۔ یونس سلمان کو اپنی سرگزشت سنارہا تھا۔

ہم ابو یعقوب کی بستی سے دوسرے راستے اگئے گاؤں کی طرف آئے تھے۔ جب ہم گاؤں کے قریب پہنچے تو ہمیں راستے میں دو آدمی ملے جو شیخ ابو یعقوب کو یہ اطلاع دینے کے لیے جا رہے تھے کہ مسلح سواروں کا ایک گروہ ان کے گاؤں میں

داخل ہو چکا ہے اور وہ باقی رات وہیں گزارنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے گاؤں کے ایک اجڑے ہوئے مکان پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔ ان سے چند سوال پوچھنے پر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ جنوب کی طرف سے آئے تھے اور چونکہ شام کے وقت سواروں کے ایک بڑے گروہ کو جو مغرب کی سمت سے نمودار ہوا تھا۔ مالے کاپل عبور کرنے کے بعد اجڑے ہوئے قلعے کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔ اس لیے گاؤں کے لوگوں کو یہ خدشہ تھا کہ ڈاکوؤں کی کوئی بڑی جماعت اس علاقے میں لوٹ مار کرنا چاہتی ہے۔

اس کے بعد ہم گاؤں کے اوپر چکر لگا کر سڑک کے قریب پہنچے تو ہمیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنائی دی اور ہما احتیاطاً باہر ہی ایک باغ میں چلے گئے۔ پھر ہمیں چند سوار آہستہ آہستہ غرناطہ کا رخ کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ آپ کو فوراً اطلاع دینا ضروری تھا لیکن ضحاک نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ اگر ہم نے ان سے آگے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ ہمارا پیچھا کریں گے۔ اس لیے ہم نے انہیں آگے نکلنے کا موقع دیا اور پھر سڑک پر پہنچ کر ان کے پیچھے پوری رفتار سے گھوڑے چھوڑ دیے۔ وہ شاید ہمیں اپنے ساتھی سمجھ کر بھاگنے کی بجائے رک گئے تھے۔ اس لیے ہم نے ان کی آن میں تین آدمیوں کو سڑک پر ہی ڈھیر کر دیا۔ پھر ہم نے بائیں جانب کھیتوں میں کچھ دور باقی آدمیوں کا تعاقب کیا اور ایک کو ضحاک نے نیزہ مار کر گرا دیا جب ہم سڑک پر واپس آئے تو ایک زخمی قسطلہ کی زبان میں اپنے ساتھیوں کو آوازیں دے رہا تھا لیکن ہمیں اس سے پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ وہ غتبہ کے آدمی ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم باقی دو آدمیوں کو بھی موت کے گھاٹ نہیں اتار سکے۔ اب وہ گاؤں میں اپنے ساتھیوں کو خبردار کر دیں گے۔ ضحاک کے ساتھ شیخ ابو یعقوب کے پانچ اور آدمی آپ کو اس راستے سے نکل جانے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت دینے کے لیے رک گئے ہیں۔ ضحاک نے ایک آدمی کو میرے ساتھ روانہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا

کہ دشمن کو آپ تک پہنچنے کے لیے ہماری ایشوں سے گزرنا پڑے گا۔
 سلمان نے سعید سے کہا سعید تم مانتکہ اور منصور کے ساتھ فوراً نکل جاؤ اور ابو
 یعقوب کی ہستی میں ہمارا انتظار کرو۔ عثمان تمہاری رہنمائی کرے گا۔
 اور سعید تذبذب کی حالت میں کبھی سلمان اور کبھی مانتکہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔
 جاؤ سعید میرا کہا مانو! اس نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا اور مانتکہ! تم کیا سوچ
 رہی ہو! یہاں کوئی قلعہ نہیں اور تمہیں اس بات کا بھی ثبوت دینے کی ضرورت نہیں کہ
 تم ایک بہادر لڑکی ہو جب میرا ترکش خالی ہو جائے گا تو میں تمہیں لڑائی میں حصہ
 لینے سے منع نہیں کروں گا۔ تموڑی دیر میں ضحاک اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ گئے
 اور مجھے یقین ہے کہ غتبہ کے آدمی اس کا پیچھا کر رہے ہوں گے پھر مجھے ان کا مقابلہ
 کرنے کے لیے تمہاری اعانت سے زیادہ اس اطمینان کی ضرورت ہوگی کہ تم ان
 کے ہاتھ نہیں آ جاؤ گی خدا کے لیے جاؤ! تمہارے اس تذبذب کی وجہ سے کئی جانیں
 ضائع ہو جائیں گی انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی۔

سلمان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا ساتھیوں نے اپنے گھوڑے آس پاس کے
 مکانات کے اندر ہانک دو ہو سکتا ہے کہ دشمن کی تعداد ہم سے بہت زیادہ ہو اس لیے
 تمہاری فتح کا انحصار اس بات پر ہے کہ تمہارا کوئی تیرا نیگاں نہ جائے جو مکان
 رات سے زیادہ قریب ہیں ان کی چھتوں پر چڑھ جاؤ اور تیر چلانے سے پہلے
 میرے ٹپنے کی آواز کا انتظار کرو۔ یونس تم سڑک پر جا کر اپنے بھائی اور اس کے
 ساتھیوں کا انتظار کرو اور انہیں اس طرف لے آؤ۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ اس خیال سے
 آگے نہ نکل جائیں کہ ہم ابو یعقوب کی ہستی کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور ہمیں مزید
 وقت دینے کے لیے دشمن کی توجہ دوسری طرف مبذول کرنے کی ضرورت ہے اب
 ہم جتنی جلدی دشمن سے نبٹ لیں اسی قدر باقی سفر میں ہماری مشکلات کم ہو جائیں
 گی۔ اس لیے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ غتبہ کے آدمی تمہارے پیچھے پیچھے یہاں

پہنچ جائیں اور یہ ضروری ہے کہ تم ہمارے پیچھے رکنے کی بجائے بستی کے آخری مکان کے پیچھے پہنچ جاؤ۔

جناب میں سمجھ گیا ہوں۔ انہیں یہاں لانے کے لیے ہم بستی تک جانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ یونس نے یہ کہہ کر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ وہ کوئی دس منٹ تک ان کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر یونس چھ آدمیوں کے ساتھ واپس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی سلمان کو ان کا تعاقب کرنے والوں کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دیئے گئی۔

بالآخر سات سو اربودار ہوئے اور پوری رفتار سے بستی کے آخری مکان کی اوٹ میں چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی انہیں سواروں کے ایک بڑے گروہ کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دیئے گئی۔ چند ثانیے بعد جب بیس پچیس آدمی ان کے تیروں کی زد میں آ گئے تو سلمان نے طینچہ چلا دیا اور پھر ان پر تیروں کی بارش ہونے لگی وہ بربری، ہسپانوی اور عربی زبانوں میں دہائی مچا رہے تھے، اگلے سواروں نے مڑنے کی کوشش کی اور ان کے گھوڑے تاریکی میں اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں سے ٹکرا گئے۔ چند سواروں نے سراپیمگی کی حالت میں آگے نکلنے کی کوشش کی تو ان پر بستی کے آخری مکان میں چھپے ہوئے سواروں نے تیر چلا دیے۔

چند آدمی بچ کر نکل گئے لیکن تاریکی میں ان کی صحیح تعداد کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔ دو منٹ کے اندر اندر یہ لڑائی ختم ہو چکی تھی اور سلمان اطمینان سے باہر نکل کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا تمہیں لاشیں گننے کی ضرورت نہیں۔ صرف زخمیوں کو ٹھکانے لگا دو

ایک آدمی اپنے گھوڑے کی باگ تھامے سلمان کے قریب پہنچا اور اس نے کہا جناب میں ضحاک ہوں چند سواروں نے آگے نکلنے کی کوشش کی تھی۔ ہم نے ان میں سے تین کو ٹھکانے لگا دیا لیکن میرا خیال ہے کہ ان میں سے بھی ایک زخمی ہو چکا تھا۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں احتیاطاً آگے چلا جاؤں۔

مسلمان نے جواب دیا ہمارے ساتھی ابو یعتوب کی بہتی میں پہنچ چکے ہوں گے۔
اس لیے ہمیں ایک یا دو آدمیوں کے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ یقیناً
رات سے ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

معاذیں دور سے یکے بعد دیگرے دو دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور مسلمان
نے جلدی سے اپنے گھوڑے پر کودتے ہوئے کہا۔ ضحاک تم میرے ساتھ آ سکتے ہو
لیکن باقی ساتھیوں کو اپنا کام ختم کر کے اطمینان سے ہمارے پیچھے آنا چاہیے۔ یہ
دھماکے ہمارے ساتھیوں کا کارنامہ معلوم ہوتے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں غلط
نہی میں ہم پر تیر نہ چلا دیں۔

پھر وہ قدم قدم پر عثمان کو آوازیں دیتا ہوا بہتی سے آگے بڑھا
کچھ دور جا کر انہیں عثمان کی آواز سنائی دی جناب ہم یہاں ہیں اور پھر ان کی
آن میں وہ ایک ٹیلے کے قریب نائکہ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا دولاہیں
ان کے قریب پڑی ہوئی تھیں وہ چند ثانیے خاموش رہا۔

نائکہ نے قدرے سہمی ہوئی آواز میں کہا بھائی جان! آپ ہمیں بے وقوف کہہ
سکتے ہیں لیکن آپ کے سوا کہاں جاسکتے ہیں؟ ہمیں یہ اطمینان کیسے ہو سکتا تھا کہ
آنے والی صبح کا اجالا ہمارے لیے اس رات کی تاریکی سے زیادہ بھیانک نہیں ہوگا
اور پھر میں خالد بن زہرہ کے بیٹے اور نو اسے کو یہ کیسے سمجھا سکتی تھی کہ انہیں اپنے محسن کا
انتظار کرنے کی بجائے اس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے دختر غرناطہ اپنی زندگی میں پہلی
بار یک کسمن بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

نائکہ! مسلمان نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا میں تمہیں بے وقوف نہیں کہہ سکتا کاش
ان آنسوؤں سے اس بدنصیب قوم کے انمال کی سیاہی دھل سکتی۔ سعید! میں تم سے
بھی خفا نہیں ہو سکتا لیکن تم میری بے چینی کی وجہ سمجھ سکتے ہو۔

سعید نے کہا بھائی جان! ہمارے لیے ابو یعقوب کی بستی میں پہنچ جانا یا راستے میں چھپ جانا ایک جیسا تھا۔ ہم ٹیلے کے پیچھے چلے گئے تھے اور شاید اس میں بھی کوئی مصلحت تھی کہ منصور نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان دو سواروں کی آہٹ پا کر ہم نے اپنے گھوڑے عثمان کے سپرد کر دیے اور راستے کے قریب پہنچ کر پتھروں کی آڑ میں چھپ گئے۔ ٹپنے چلانے سے پہلے ہمارے لیے یہ اطمینان کرنا ضروری تھا کہ وہ کہیں ہمارے آدمی نہ ہوں۔ پھر ان میں سے ایک آدمی جو پہلے سے رنجی معلوم ہوتا تھا۔ گھوڑے سے اتر کر سطلہ کی زبان میں اپنے ساتھی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ اتنے قریب تھے کہ ہم انہیں پتھر مار مار کر بھی گرا سکتے تھے۔

سلمان نے کہا سعید! ہم ایک بڑی فتح حاصل کر چکے ہیں اور ہماری کامیابی کی ایک وجہ یہ نوجوان ہے پھر وہ اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا ضحاک میں تمہارا شکر گزار ہوں لیکن مجھے تم سے اتنی امید نہ تھی۔

ضحاک نے جواب دیا جناب یہ میرا فرض تھا ایک آدمی برا ہو سکتا ہے لیکن آپ جیسے محسن کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

لیکن اب میں تمہارا مقروض ہو چکا ہوں

جناب! اگر آپ چاہیں تو یہ قرض ابھی اتار سکتے ہیں صرف میری چھوٹی سی درخواست قبول کر لیجیے!

اور وہ چھوٹی سی درخواست کیا ہے؟

جناب! میں یونس اور میری بیوی آپ کے ساتھ جانا چاہتے ہیں

تمہیں معلوم ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟

جناب! مجھے یہ جاننے کی ضرورت نہیں

اور تمہارا باپ؟

جناب! یہ انہی کی خوانش ہے کہ ہم آپ کے ساتھ چلے جائیں

لیکن وہ ابو یعقوب کی ہستی میں نہیں رہ سکتے
 جناب! وہ پہاڑوں میں اپنے آقا کے کسی عزیز کے پاس پناہ لے سکیں گے اگر وہ
 سفر کے قابل ہوتے تو ہم انہیں بھی ساتھ لے جاتے۔
 بہت اچھا میں تمہاری کوئی درخواست رد نہیں کر سکتا تم جاؤ! اور اپنی بیوی سے کہو
 کہ وہ تیار ہو جائے عثمان! تم بھی اس کے ساتھ جاؤ اور شیخ ابو یعقوب کو میرا پیغام دو
 کہ ہم رات ختم ہونے سے پہلے ایک منزل طے کر لینا چاہتے ہیں۔ ہمارا فوری خطرہ
 دور ہو چکا ہے اور اب میں رضا کاروں کو آگے لے جانے کی ضرورت محسوس نہیں
 کرتا۔



جب سلمان کے باقی ساتھی بھی پہنچ گئے تو وہ ابو یعقوب کی ہستی کی طرف روانہ
 ہو گئے اور پھر تموڑی دیر بعد ابو یعقوب چند آدمیوں کے ساتھ گاؤں سے باہر ان کا
 استقبال کر رہا تھا۔ سلمان نے گھوڑے سے اتر کر ابو یعقوب سے مصافحہ کیا اور
 غرناطہ کے رضا کاروں سے مخاطب ہوا۔ اب ہم سعید کے گاؤں جانے کی بجائے
 یہاں سے سیدھے پہاڑوں کی طرف نکل جائیں گے اس لیے آپ یہیں سے لوٹ
 جائیں اور فوراً غرناطہ پہنچنے کی کوشش کریں اور جو لوگ بگھی پر ہمارے ساتھ آئے تھے
 انہیں یہ بتادیں کہ اب ہم دوسرے رات سے جا رہے ہیں۔ جو لوگ ہمارے پیچھے
 آئیں گے انہیں شیخ ابو یعقوب سے ہماری اگلی منازل کی اطلاع مل جائے گی اب
 وقت ضائع نہ کیجیے!

انہوں نے خدا حافظ کہہ کر گھوڑوں کی باگیں موڑ لیں اور وہ کچھ دیر رات کی
 تاریکی میں ان کے گھوڑوں کی ناپ سناتا رہا۔

ابو یعقوب نے سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بیٹا! بعض مہمان
 ایسے ہوتے ہیں جنہیں الوداع کہتے ہوئے بہت تکلیف ہوتی ہے لیکن میں آپ

سے چند منٹ بھی باتیں نہیں کر سکتا میں نے آپ کی اطلاع ملتے ہی ایک آدمی آگے روانہ کر دیا ہے تاکہ اگلی بستیوں کے لوگوں کو اطلاع مل جائے۔ ضحاک اور یونس کے علاوہ بہتی سے چار سوار آپ کے ساتھ جائیں گے آگے پہاڑی کی چڑھائی بہت سخت ہے اور آپ کو بہت احتیاط سے چلنا پڑے گا۔ سعید کی صحت کے متعلق میں بہت فکر مند تھا لیکن یہ ایک مجبوری ہے اگلی منزل پر آپ کو آرام کے لیے کافی وقت مل جائے گا اور انشاء اللہ وہاں سے آگے بھی کسی گھر کے دروازے حامد بن زہرہ کے بیٹے نصیر کی بیٹی کو دوبارہ آواز دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

سلمان بوڑھے سردار کو خدا حافظ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔



غتبہ اور اس کے ساتھی ویران قلعے کے صحن میں الماؤ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کونے کے برج کی طرف سے آواز آئی جانب! ایک سوار آ رہا ہے اسے آنے دو!

چند ثانیے بعد سوار اندر داخل ہوا اور اس نے بلند آواز میں کہا جناب! ہمارے آدمی اس گاؤں سے کہیں جا چکے ہیں اور میں نے باقی تین سواروں کو آگے بھیج دیا ہے۔ تم نے گاؤں کے لوگوں سے معلوم کیا تھا؟

جناب! گاؤں کے لوگ اس قدر خوفزدہ تھے کہ کسی نے باہر آ کر ہم سے بات کرنے کی بھی جرأت نہیں کی

یہ کیسے ہو سکتا ہے! میں نے انہیں سختی سے ہدایت کی تھی کہ سڑک پر گشت کرنے کے لیے چھ سات سے زیادہ سواروں کی ضرورت نہیں ایک آدمی نے کہا جناب! وہ کسی اجڑے ہوئے مکان کے اندر دبک کر سو گئے ہوں گے۔

سوار بولا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے سوا ساری دنیا بیوقوف ہے؟ میں نے ایک

ایک مکان کے آگے جا کر انہیں آوازیں دی تھیں

ایک اور آدمی نے قسطہ کی زبان میں کہا کیا یہ ضروری ہے کہ جن لوگوں کو آپ تلاش کر رہے ہیں وہ اسی طرف آئے ہوں؟

غتبہ نے تلملا کر کہا میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اب تک غرناطہ کے گوشے گوشے میں یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ ہماری فوجیں شہر میں داخل ہونے والی ہیں اور اس کے بعد وہ لوگ جنہوں نے میرے گھر ڈاکہ ڈالنے کی جرأت کی تھی یہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنے کی جرأت نہیں کریں گے

لیکن غرناطہ سے بھاگنے کے اور بھی تو راستے ہو سکتے ہیں اگر انہوں نے فوراً بھاگنے کی کوشش کی ہے تو رات کے وقت وہ اپنی بستی کے سوا کسی اور طرف نہیں جائیں گے۔

اس صورت میں کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ ہم ان کی بستی پر قبضہ کر لیتے؟ اگر یہ کام تم اپنے ذمے لینے کے لیے تیار ہو تو میں خوشی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں لیکن وہاں ان کی ایک آواز پر آس پاس کی بستیوں سے سینکڑوں آدمی جمع ہو جائیں گے

ہاں! دو دن بعد یہ سارا علاقہ ہمارے رحم و کرم پر ہو گا اور میں تمہیں اس وقت اس بستی کے سردار کے گھر ٹھہرا سکوں گا۔ اب خاموشی سے بیٹھے رہو! غتبہ نے انظر اب کی حالت میں بُلانا شروع کر دیا۔

ایک گھنٹہ بعد ایک اور سواری چننا چلا تا وہاں پہنچا اور پھر غتبہ جو اپنے ساتھیوں کو کوچ کی تیاری کا حکم دینے والا تھا، انتہائی سر اسیمگی کی حالت میں اس کی سرگزشت سن رہا تھا

جناب! ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ علاقہ دشمن سے بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے ہمارے کئی ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور میرے علاوہ صرف تین یا چار

آدمی ہی اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہوئے ہیں
 غتبہ نے غصے کی حالت میں اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا کیا تم پر اس گاؤں میں
 حملہ ہوا تھا؟

نہیں! انہوں نے ہم پر گاؤں سے کچھ دور باہر حملہ کیا تھا
 بیوقوف! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب گاؤں چھوڑ کر چلے گئے ہوں
 نہیں جناب! ہم نے آپ کے حکم کے مطابق گشت پر سواروں کی ایک ٹولی بھیجی
 تھی لیکن دشمن کے ایک گروہ نے جو گاؤں سے تھوڑی دو رگمات لگائے ہوئے تھا ان
 پر حملہ کر کے چار آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ دو آدمیوں نے واپس آ کر ہمیں اطلاع دی
 کہ حملہ کرنے والوں کی تعداد سات آٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھی پھر ہم نے ان کا
 تعاقب کیا اس کے بعد وہ ہمیں اپنے پیچھے لگا کر اس جگہ لے گئے جہاں اب لاشوں
 کے انبار لگے ہوئے ہیں۔

میں نے دشمن کے گھیرے سے نکلنے کے لیے صرف دو سواروں کو مغرب کی طرف
 نائب ہوتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک سوار جو زخمی تھا میرے ساتھ آ رہا تھا۔ سڑک
 سے پیچھے دو روہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ آپ کو فوراً اطلاع دینا ضروری تھا۔ لیکن
 میرے لیے اسے جان کنی کی حالت میں چھوڑنا ممکن نہ تھا۔ میں اسے اپنے گھوڑے
 پر لاد کر کچھ دور درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے لے گیا اور اس امید پر اس کے پاس
 بیٹھا رہا کہ شاید کوئی ساتھی اس طرف آنکے اور میں زخمی کو اس کے سپرد کر کے آپ
 کے پاس پہنچنے کی کوشش کروں۔ مگر جب میں دوبارہ اسے اپنے گھوڑے پر ڈالنے کی
 کوشش کر رہا تھا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ ٹھنڈا ہو چکا ہے۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ
 ہوتے ہی مجھے دور سے دشمن کے گھوڑوں کی ناپ سنائی دی۔

غتبہ نے پوچھا رات کے وقت تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ دشمن کے آدمی ہیں
 اس نے قدرے تلخ ہو کر جواب دیا جناب! ہمارے ساتھی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے

تھے اور گھوڑوں کی ناپ سے میرے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ انہیں قتل کرنے والے غرناطہ کا رخ کر رہے ہیں۔

تم نے واپس آتے ہوئے کسی کو دیکھا تھا؟

نہیں! میں سڑک کی طرف جانے کی بجائے ایک طویل چکر کاٹنے کے بعد نالے کے پل پر پہنچا تھا

وہ کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے بالآخر غنابہ نے کہا میں نے تم میں سے ہر آدمی کو تیس ڈوکٹ دینے کی پیش کش کی تھی۔ اب میں سائو ڈوکٹ دینے کا وعدہ کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں کو ہم تلاش کر رہے ہیں وہ واپس نہیں گئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری آمد سے پہلے اس سے آگے نکل گئے ہوں۔

دامت اسپین کے ایک لکے کا نام ہے

☆☆☆

طاووع آفتاب کے وقت سلمان اور اس کے ساتھی پہاڑ کے دامن میں ایک دشوار گزار راستہ طے کر رہے تھے۔ ان کے پیچھے حدنگاہ تک پہاڑیوں اور وادیوں کے نشیب و فراز ہر کے دھندلکوں میں ڈوبے ہوئے تھے تھکے ہوئے گھوڑے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔ سوار سخت سردی کے باعث ہتھکڑے پہن رہے تھے۔ سعید اپنے گھوڑے کی زین پر سر جھکانے بیٹھا تھا۔

سلمان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سعید! تم ٹھیک تو ہو؟

میں بالکل ٹھیک ہوں سعید نے سر اٹھا کر جواب دیا

سلمان دوسری طرف متوجہ ہوا سخاک! یہ راستہ بہت خراب ہے تم اتر کر ان کے

گھوڑے کی باگ پکڑ لو

نحاک نے جلدی سے اتر کر اپنا گھوڑا یونس کے سپرد کیا اور آگے بڑھ کر سعید کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔

سمیعہ عاتکہ کے پیچھے آ رہی تھی اس نے گھوڑا آگے کرتے ہوئے کہا دیکھیے! سردی بہت زیادہ ہے آپ میری شال بھی لے لیں! وہ سفر کے دوران دوسری باریہ پیش کش کر رہی تھی

عاتکہ نے جواب دیا نہیں سمیعہ! تم اپنی شال اپنے پاس رکھو مجھے دو شالوں کی ضرورت نہیں

کچھ دور آگے جا کر وہ بل کھاتی پگڈنڈی کے ایک موڑ سے ایک تنگ وادی کی طرف اترنے لگی اور ایک گھنٹہ بعد بربر چرواہوں اور کسانوں کی ایک بستی سے باہر چند آدمی ان کا خیر مقدم کر رہے تھے۔

بستی کے رئیس کو دو گھنٹے قبل ان کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی شدید سردی اور تھکاوٹ کے باعث سعید کا برا حال تھا۔ گھوڑے سے اتر کر اپنے میزبان کے گھر جاتے ہوئے اس کے پاؤں ڈگمگا رہے تھے۔ سلمان نے اس کا سہارا دیتے ہوئے کہا۔ سعید! ہمارے سفر کا مشکل حصہ ختم ہو چکا ہے، اب اس بستی میں تمہیں آرام کے لیے کافی وقت مل جائے گا۔ انشاء اللہ اس کے بعد ہم اطمینان سے سفر کر سکیں گے۔

بستی کے رئیس نے پوچھا۔ خالد بن زہرہ کے صاحبزادے کون ہیں؟ وہ یہی ہیں! مگر ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے! سلمان نے سعید کی طرف اشارہ کیا بوڑھے آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر سعید کو گٹے لگالیا

تموڑی دیر بعد عاتکہ اور سمیعہ گھر کی عورتوں کے ساتھ کھانا کھا رہی تھیں اور دوسرے کمرے میں ایک وسیع دسترخوان پر باقی مہمانوں کے علاوہ بستی کے چند آدمی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

منصور جو سب سے زیادہ ہنشاں نظر آتا تھا اپنے ماموں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔
کھانے سے فارغ ہوتے ہی میزبان نے اپنے ساتھیوں سے کہا مہمان بہت تھکے
ہوئے ہیں انہیں آرام کرنے دیں۔

انہوں نے خشک گھاس پر بچھی ہوئی چٹائیوں کے اوپر بستر لگا دیے اور سعید نے
ایک بستر پر لیٹتے ہوئے سلمان سے کہا۔ تموڑی دیر آرام کرنے کے بعد میں تازہ دم
ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ ہم رات ہونے سے پہلے چند کوس اور
آگے نکل جائیں۔

رئیس نے کہا ابھی آپ کو کافی دیر آرام کرنا پڑے گا! آپ اطمینان سے سو جائیں
یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہمارے آدمی بستی کے باہر تمام راستوں پر پہرہ دے
رہے ہیں۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج بارش یا برف باری
بھی شروع ہو جائے۔

سلمان، ابو یعقوب کی بستی سے آنے والے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ
بھی دو پہر تک آرام کر لیں اور اس کے بعد بے شک یہاں سے واپس روانہ ہو
جائیں۔

ایک آدمی نے جواب دیا جناب! ہمارے سردار یہ سننے کے لیے بے چین ہوں
گے کہ آپ بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اجازت دیجئے!
سلمان انہیں رخصت کرنے کے لیے رئیس کے ساتھ باہر نکلا تو ضحاک اور یونس
بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ پھر تموڑی دیر بعد جب ابو یعقوب کے آدمی گھوڑوں پر
سوار ہو چکے تھے تو ضحاک نے بستی کے رئیس سے کہا جناب! ہم باہر نوکروں کے
ساتھ ہی ٹھہر جائیں گے۔

سلمان نے کہا ضحاک! وہ کمرہ ہم سب کے لیے کافی ہے
اس نے جواب دیا نہیں جناب! میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا اور پھر ہم میں سے کسی

نہ کسی کو جاگتے رہنا بھی تو ضروری ہے۔

بہتی کے رئیس نے انہیں ایک آدمی کے ساتھ باہری دوسرے مکان میں بھیج دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلمان واپس آیا تو سعید اور عثمان بھی گہری نیند سو رہے تھے۔

منصور نے کہا چچا جان! طبیب نے ماموں کو سونے سے پہلے ایک دوا کھانے کی تاکید کی تھی دوا کی تھیلی خالہ نائکہ کے پاس ہے میں لے آؤں؟

نہیں! اب انہیں جگانا مناسب نہیں اور تم بھی سو جاؤ! سلمان یہ کہہ کر لیٹ گیا چچا جان! منصور نے اس کے قریب دوسرے بستر پر لیٹتے ہوئے کہا میں نے اسماء سے کہا تھا کہ جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو آپ مجھے جہاز لے دیں گے اور پھر میں کسی دن غرناطہ آؤں گا اس نے کہا تھا کہ اگر نصرانی ہمیں پکڑ کر لے گئے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں چچا جان کی طرح ایک بہت بڑا جہاز ران بنوں گا اور دشمن کے تمام جہاز تباہ کر دوں گا لیکن وہ رورہی تھی اور اس کی امی جان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔ خالہ نائکہ کہتی تھیں کہ اسماء کی امی جان ایک فرشتہ ہیں انہوں نے ماموں سعید کی جان بچائی ہے۔ چچا جان! انہیں غرناطہ میں کوئی خطرہ تو نہیں؟

سلمان کے دل سے ایک ہوک اٹھی اور اس نے گھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا مجھے یقین ہے کہ تم ایک دن بہت بڑے جہاز ران بنو گے اور اسماء تم پر فخر کیا کرے گی۔

لیکن اب تم سو جاؤ!

منصور خاموش ہو گیا سلمان کچھ دیر بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدلتا رہا بالآخر اسے نیند آ گئی۔

ساتھ ہی دوسرے کمرے میں سمیعہ نائکہ کے قریب لیٹی آہستہ آہستہ باتیں کر رہی تھیں بہن! میں آپ کے پاؤں دبا دوں؟

نہیں سمیعہ! تم آرام سے سو جاؤ ہماری اگلی منزل بھی بہت کٹھن ہوگی
خدا کی قسم! مجھے آپ کی وجہ سے محسوس بھی نہیں ہوا کہ میں کتنا سفر کر چکی ہوں
آپ کو معلوم ہے کہ جب ضحاک نے یہ اطلاع دی تھی کہ ہم آپ کے ساتھ ہی جا
رہے ہیں تو میں نے گھر کی عورتوں سے کیا کہا تھا؟
کیا کہا تھا تم نے؟

میں نے کہا تھا کہ میں اپنی شہزادی کی کنیز بن کر جا رہی ہوں
عاتکہ کے دل پر ایک دھچکا سا لگا اور اس نے بڑی مشکل سے کہا سمیعہ! تمہیں تو
ان سے یہ کہنا چاہیے تھا کہ اندلس کی ایک بد نصیب بیٹی کے لیے اپنے وطن کی زمین
تنگ ہو گئی اور تم اس کی دلجوئی کے لیے ساتھ جا رہی ہو
سمیعہ کو کچھ اور کہنے کا حوصلہ نہ ہوا



سلمان گہری نیند سے بیدار ہوا تو باہر بارش کا شور سنائی دے رہا تھا۔ سعید اور
منصور ابھی تک سو رہے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر سعید کی پیشانی پر رکھ کر دیکھا تو
اس کا جسم قدرے گرم محسوس ہوا، تاہم آرام سے سوتے دیکھ کر وہ اپنے دل میں یہ
اطمینان محسوس کر رہا تھا کہ بارش کی وجہ سے وہ باقی دن اور اگلی رات بھی آرام کر سکے
گا اور اگر برف گرنی شروع ہو گئی تو ان کے رہنے سے خدشات بھی ختم ہو جائیں
گے۔

اس نے ڈیوڑھی میں جا کر نوکر کو وضو کے لیے پانی لانے کا اشارہ کیا اور پھر
تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کمرے کے ایک نوکے میں عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد
دوبارہ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

سعید نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھول دیں اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا
میرا خیال ہے کہ میں بہت دیر تک سویا ہوں آپ مجھے جگا کیوں نہ دیا؟ ہمیں

شام ہونے سے پہلے چند کوس آگے نکل جانا چاہیے تھا
 سلمان نے کہا سعید تم آرام سے لیٹے رہو! باہر بارش ہو رہی ہے اور شاید برف
 باری بھی شروع ہو جائے۔ تمہاری طبیعت کیسی ہے؟

میری تھکاوٹ دور ہو چکی ہے اور اب مجھے برف اور بارش میں چند میل سفر
 کرتے ہوئے تکلیف نہیں ہوگی

سلمان نے کہا لیکن میں بااوجہ تمہیں زحمت نہیں دینا چاہتا
 برابر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور خاتکہ نے آگے بڑھ کر سعید کے ہاتھ میں دوا
 کی ایک پڑیا دیتے ہوئے کہا مجھے اچانک دوا کا خیال آیا تھا لیکن آپ سو رہے تھے۔
 طبیعت نے سختی سے ہدایت کی تھی کہ آپ کو نامہ نہیں کرنا چاہیے۔ میں ابھی دودھ لاتی
 ہوں! یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔

تموڑی دیر بعد وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی اور سعید کو گرم دودھ کا پیالا پیش
 کر دیا۔ دوا کھانے کے بعد ابھی وہ دودھ پی ہی رہا تھا کہ بستی رئیس نے ڈیوڑھی کی
 طرف کھانے والے دروازے پر دستک دی۔

سلمان نے دروازہ کھولا تو بوڑھے آدمی نے کھڑے کھڑے کہا
 میں آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ اس موسم میں آپ سفر نہیں کر سکیں گے۔ کل اگر
 موسم ٹھیک ہو گیا تو میں آپ کو روکنے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن آج آپ کسی
 صورت میں آگے نہیں جاسکتے۔

سلمان نے کہا آپ کا شکریہ! لیکن ہم پہلے ہی یہی فیصلہ کر چکے ہیں بوڑھا سردار
 واپس چلا گیا اور سعید نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا مجھے بار بار ایسا محسوس ہوتا ہے
 کہ میں موت سے بھاگ رہا ہوں

نہیں سعید! قدرت ہماری مدد کر رہی ہے مجھے یقین ہے کہ اب تمہیں کوئی خطرہ
 نہیں

سعید نے جواب دیا جب ایک قوم پر تباہی نازل ہوتی ہے تو کسی ایک فرد کا زندہ رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا

وہ کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے، پھر سلمان نے کہا سعید! کچھ روز قبل میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چند افراد کے گناہ پوری قوم کو ہلاکت کے دروازے تک لے آئیں گے!

یہ چند افراد ہمارے اجتماعی گناہوں کی سزا میں سعید نے جواب دیا ہر راستے کی ایک آخری منزل ہوتی ہے ہم جس راستے پر صدیوں سے گامزن تھے اس کی آخری منزل یہی ہو سکتی تھی ہم پر بے خبری کی حالت میں اچانک یہ مصیبت نہیں آئی بلکہ ہم ایک ایک قدم چل کر اس منزل پر پہنچے ہیں ہم نے اس آگ لیے اپنے ہاتھوں سے ہی ایندھن جمع کیا تھا۔

اندلس میں ہمارے عروج و زوال کی داستان آٹھ صدیوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جب ہم صراطِ مستقیم پر گامزن تھے تو ہمیں کس طرح نوازا گیا تھا اور ہم نے اجتماعی سامتی کے تقاضوں سے منہ پھیر لیا تو ہم پر کتنی قیامتیں آٹھیں ہیں۔

جب ہم ایک قوم تھے، ہمارا ایک مرکز اور ایک پرچم تھا۔ ہم جبل الطارق سے لے کر اندلس کی آخری حدود تک ہر رزم گاہ میں اللہ کی نصرت کے معجزات دیکھا کرتے تھے لیکن جو شاخیں ایک تن آور درخت سے کٹ جاتی ہیں۔ انہیں بالآخر تندو تیز آندھیاں اڑا کر لے جاتی ہیں جس غمارت کی بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں انہیں پیوند زمین ہونے کے لیے صرف ایک ہلکے سے زلزلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہماری سعی اتحاد کی واحد بنیاد ہمارا دین تھا اور ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ جس قدر ہمارے نظریاتی حصار کی بنیادیں کمزور ہوتی جائیں گی اسی قدر ہم انتشار اور اسی مرکزیت کا شکار ہوتے جائیں گے۔ قرطبہ ہمارا سیاسی اور روحانی مرکز تھا اور ہم اسی

دن تباہی کے راستے پر گامزن ہو چکے تھے جب ہم نے اس عظیم ملی حصار کو قبائلی اور
 اصلی عصبیتوں کی رزم گاہ بنالیا تھا۔

مجھے آپ کے سامنے ان دنوں کی داستانیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں جب
 اہل عرب نے اپنے اسلاف کے وطن سے ہزاروں میل دور یہ جانے اور سمجھتے
 ہوئے دور جاہلیت کی قبائلی عصبیتوں کو از سر نو زندہ کیا تھا کہ اندلس کے سوا ان کے
 لیے کوئی اور جائے پناہ نہیں اور آپ ان ادوار کی تاریخ سے بھی واقف ہیں جب
 عرب، برابر اور اپنی مسلمان ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے۔

ہم پر الامر کمزیت اور انتشار کا ایک ایسا دور بھی آیا تھا جب اس ملک میں تین
 خلافتیں قائم ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد ملوک الطوائف قوم کی ہڈیوں پر اپنے عشر
 تکدے تعمیر کر رہے تھے تو ہم یہ دیکھ سکتے تھے کہ شمال میں عیسائی ریاستوں کے اتحاد
 سے کبیساک کی وقوت جنم لے رہی تھی جس کا پہلا اور آخری ہدف اندلس کے مسلمانوں
 کو بننا تھا، لیکن ہماری قسمت ان طالع آزمائوں کے ہاتھوں میں تھی جن کے نزدیک
 اندلس ایک وطن نہیں ایک شکار گاہ تھی جسے وہ کئی حصوں میں تقسیم کر چکے تھے پھر ان کی
 چھوٹی چھوٹی شکار گاہوں میں باہر کے وہ قد آور درندے گھس آئے جن کے دانت
 زیادہ تیز تھے۔ چنانچہ انہوں نے پسپائی اختیار کی۔

پھر دو صدیوں کی فوجی، سیاسی، ذہنی اور اخلاقی پسپائی کے بعد غرناطہ ہماری
 آخری جائے پناہ تھی لیکن مانسی کی تاریکیوں نے یہاں بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا، ہم
 اپنے پروردگار سے یہ شکوہ نہیں کر سکتے کہ اس گئی گزری حالت میں بھی جب
 کبھی ہم نے جادہ مستقیم کی طرف قدیم اٹھایا تھا تو اس میں ہمیں اپنے انعام کا مستحق
 نہیں سمجھا تھا۔

سعید یہاں تک کہہ خاموش ہو گیا اور سلمان اس کی طرف دیر تک دیکھتا رہا۔
 اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حامد بن زہرہ کی روح اچانک اس خاموش طبع انسان کے

وجود میں آچکی ہے۔



رات کے پچھلے پہر بارش بھگم گئی اور گھوڑی دیر بعد وہ روانہ ہو چکے تھے۔ بستی کے تین آدمی گھوڑوں پر اور چار پیدل ان کے ساتھ جا رہے تھے۔ بستی کے سردار نے سعید کو سردی سے بچنے کے لیے ایک پوستین نذر کرنے کے علاوہ اپنے مہمانوں کے لیے صبح کا کھانا بھی ایک سوار کے سپرد کر دیا تھا۔

کوئی میل بھر آگے دوسری پہاڑی کی چڑھائی شروع ہو گئی ان کے گھوڑے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔ پیادہ آدمیوں نے سعید اور منصور کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ رکھی تھیں۔

کوئی دو گھنٹے سفر کرنے کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں سے ایک گہرا کھڈا دو پہاڑوں کو جدا کرتا تھا اور بلندی کے ساتھ ساتھ تدریج تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ چڑھائی بہت سخت تھی۔ ہر آن کسی گھوڑے کے کھڈ کی طرف پھسل جانے کا اندیشہ تھا۔

قریباً تین میل سفر کرنے کے بعد کھڈ کی چوڑائی صرف پچاس فٹ رہ گئی تھی اور سامنے گھوڑی دوسروں کا پل صاف دکھائی دیتا تھا۔ آگے راستہ نسبتاً کشادہ تھا اور کھڈ کی گہرائی میں وہ ندی کا شور سن سکتے تھے۔

پل کے قریب کے پہنچ کر سلمان نے اپنے راہنما سے سوال کیا۔ وہ بستی اب کتنی دور ہے؟

جناب! آپ کو پہاڑ غور کرنے کے بعد کچھ دور نیچے جانا پڑے گا۔ آگے راستہ ٹھیک ہے۔ اگر اس پل سے آپ کے گھوڑے گزر سکتے تو آپ کا اتنا چکر کاٹنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ کھڈ کے پار تین چار میل کے فاصلے پر وہ بستی ہے جہاں آپ کل پہنچیں گے۔

تین میل چلنے کے بعد سلمان کو کھڈ کے آخری کونے کے اوپر پہاڑ کی چوٹی کے قریب سواروں کی ایک دھندلی سی جھلک دکھائی دی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے موڑنے کا حکم دیا۔

گھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ رسوں کے پل کے قریب پہنچ چکے تھے۔

سلمان نے گھوڑے سے کودتے ہوئے کہا۔ سعید! تم گھوڑے یہاں چھوڑ کر پل کے پار پہنچ جاؤ! میں نے پہاڑ کی چوٹی کے قریب چند سواروں کی ایک جھلک دیکھی ہے۔ اگر وہ اس طرف آئے تو ہمیں بہت جلد یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون لوگ ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔

بہر حال جب تک میں آواز نہ دوں، تمہارا چھپ کر بیٹھنا ضروری ہے، عثمان! تم بھی ان کے ساتھ جاؤ! اور تاکہ! میں شاید زندگی میں پہلی اور آخری بار تمہیں بھی یہی حکم دے رہا ہوں۔

تاکہ آؤ! سعید نے پل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

دختر غرماطہ نے بے بسی کی حالت میں سلمان کی طرف دیکھا اور منسودہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پیچھے چل پڑی۔ چند ثانیے بعد ان کے پیچھے سمیعہ اور عثمان بھی پل عبور کر رہے تھے۔

پچھلی بستی کے ایک نوجوان نے سلمان کے قریب ہو کر کہا جناب! کھڈ کے اس پار اس چٹان سے ذرا آگے ایک غار ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھیوں کو وہاں پہنچا دوں گا؟

کتنی دور؟ سلمان نے جلدی سے سوال کیا نوجوان نے سامنے ایک بلندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ جناب! اس چٹان سے بالکل قریب گھنی جھاڑیوں کے باعث آپ کو یہاں سے اس کا راستہ نظر نہیں آئے گا۔ آپ کے ساتھی وہاں چھپ کر دشمن کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مسلمان نے کہا بہت اچھا تم وہاں جاؤ! اور انہیں پہنچا کرو! پس آنے کی بجائے اگلی بستی میں اطلاع دینے کی کوشش کرو! اللہ! ہم چند گھنٹے دشمن کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھیں گے اور سعید کو تائید کرتے جاؤ کہ وہ غار سے باہر آنے کی کوشش نہ کرے۔

نوجوان نے پوری رفتار سے بھاگتے ہوئے پل عبور کیا اور آن کی آن میں سعید کے ساتھیوں سے جاملے۔

مسلمان نے بستی کے دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اب تم میں سے دو آدمی گھوڑوں کو کچھ دور پیچھے لے جائیں۔ گھوڑے تنگ راستے پر ادھر ادھر نہیں بھاگ سکتے اس لیے ایک آدمی انہیں آگے اور دوسرا پیچھے سے روک سکتا ہے۔ باقی میرے ساتھ آئیں!



پھر مسلمان، یونس اور بستی کے باقی چار آدمی پل سے کچھ دور آگے جا کر پہاڑ پر جہ ہنے لگے اور راستے سے تیس چالیس فٹ کی بلندی پر پتھروں اور جھاڑیوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ ضحاک ان سے ذرا آگے جا کر کوئی ڈیڑھ سو فٹ کی بلندی پر ایک چٹان پر لیٹ گیا۔

کوئی گھنٹہ بھر وہاں سکوت طاری رہا۔ پھر ضحاک نے چٹان سے ایک پتھر لڑھکاتے ہوئے آواز دی وہ آرہے ہیں

دس منٹ بعد وہ گھوڑوں کی ٹاپ سن رہے تھے اور پھر آن کی آن میں وہ ان کے تیروں کی زد میں آچکے تھے۔ چار سوار زخمی ہو کر گر پڑے اور دو زخمیوں نے اپنے ساتھیوں کے پیچھے گھوڑے موڑ لیے۔ ایک سوار کا گھوڑا بدحوہ ہو کر اچھلا اور پھسل کر کھڈ میں جاگرا اس کے بعد باقی سواروں کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ کچھ دور جا کر زور زور سے آوازیں دے رہے تھے

نحاک چلایا جناب! وہ کھڈ کی دوسری طرف منہ کر کے اشارے کر رہے ہیں
مسلمان نے کھڈ کے پار نظر دوڑائی اور اچانک ایک تانبہ کے لیے اس کا خون منہ بند ہو
کر رہ گیا۔ چٹان سے دائیں طرف کچھ فاصلے پر چند آدمی جھاڑیوں کی آڑ لیتے
ہوئے نیچے اتر رہے تھے۔

وہ بھی پہاڑ سے اترنے لگا اور پوری قوت سے چلایا پل کے پار چلو! پل کے پار
چلو!

آن کی آن میں وہ نیچے اتر کر پل کی طرف بھاگ رہا تھا۔ عا سے لپٹنے چلنے کی
آواز سنائی دی اور تموڑی دیر بعد جب وہ پل عبور کر رہا تھا تو چار آدمی جو پہاڑ سے کھڈ
کی طرف اتر رہے تھے واپس مڑ کر دوبارہ پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کرتے دکھائی
دیے۔

مسلمان نے ان میں سے ایک آدمی کو تیر مار کر گرا دیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو باقی
تین آدمیوں کا تعاقب کرتے چھوڑ کر سعید اور عاتکہ کو آوازیں دیتا ہوا چٹان کی
طرف بڑھا۔

وہ اس طرف ہیں۔ ادھر دیکھیے! سمیعہ جھاڑیوں سے سر نکال کر پلانے لگی وہ
سب غتبہ کا پیچھا کر رہے ہیں

مسلمان نے اوپر کی طرف دیکھا غتبہ کوئی تیس گز اوپر چٹان پر چڑھنے کی کوشش کر
رہا تھا اور سعید اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ پھر ذرا نیچے اسے عثمان اور ساتھی ہی منصور دکھائی
دیا۔

مسلمان کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ غتبہ اور سعید دونوں زخمی ہیں۔
عاتکہ! عاتکہ!! وہ پتھروں اور جھاڑیوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا اور سمیعہ نے
چینیں مارتے ہوئے کہا عاتکہ یہاں ہے عاتکہ زخمی ہے۔

مسلمان نے ایک نظر عاتکہ کی طرف دیکھا وہ ایک جھاڑی کے پیچھے پڑی ہوئی

تھی اور اس کا لباس خون میں تر بہ تر تھا ایک ٹائی کے لیے سلمان کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا پھر وہ ایک جنوں کی سی حالت میں چٹان کے اوپر چڑھ رہا تھا۔ اس کے دل سے چیخیں نکل رہی تھیں لیکن اس کے ہونٹ سلے ہوئے تھے

چٹان پر کوئی چالیس گز اوپر ان کی ہمت جواب دے چکی تھی وہ سیدھی چڑھانی بڑی مشکل سے ایک ایک قدم گھسٹ رہے تھے سلمان چلایا

غتبہ! غتبہ!! اب تم بچ کر نہیں جاسکتے عثمان! تم منصور کو نیچے لے چلو! اور پھر وہ تیزی سے اوپر چڑھتے ہوئے آوازیں دے رہا تھا سعید ٹھہر جاؤ! میں آ رہا ہوں غتبہ اب بچ کر نہیں جاسکتا تم نیچے آ جاؤ!

لیکن سعید نے کوئی جواب نہ دیا وہ اپنی ساری قوت چٹان پر چڑھنے میں صرف کر رہا تھا

سلمان ابھی کوئی پندرہ فٹ نیچے تھا کہ سعید نے غتبہ کی ٹانگ پکڑ لی۔ اس نے ٹانگ کو جھٹکا دے کر سعید کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کی، اس کش مکش میں غتبہ کے ہاتھ سے پتھر چھوٹ گیا اور پھر آنکھ جھپکنے میں وہ دونوں پچاس ساٹھ گز نیچے آ گئے۔

تموڑی دیر بعد سلمان سعید کی لاش کو عاتکہ کے پاس لٹا رہا تھا اس کے سینے اور بازو پر تلوار کے تین زخموں کے نشان پہلے سے موجود تھے اور اب چٹان سے گرنے کے باعث اس کی کوئی ہڈی سامت نہ رہی تھی۔

عاتکہ ابھی تک سسک رہی تھی۔ اس کے پہاؤ میں ایک تیر اور سینے میں ایک خنجر پیوست تھا۔ اس نے سعید کی لاش دیکھی اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

سلمان نے قریب بیٹھ کر اس کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا

عاتکہ نے آنکھیں کھول کر ڈوبتی ہوئی آوازیں کہا مجھے معلوم تھا وہ زندہ واپس نہیں آئے گا سعید میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا اب کوئی ہمارا پیچھا نہیں کرے گا

اور کسی کو ہمارا بو جھاٹھانے کی ضرورت نہیں ہوگی
وہ مسکرائے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے غتبہ
بھاگ تو نہیں گیا؟ میرے پلیٹجے کی گولی نشانے پر لگی تھی لیکن ظالم بہت سخت جان
ہوتے ہیں

وہ مرچکا ہے نائیکہ! میں اسے اچھی طرح دیکھ آیا ہوں اس کے کان پر تمہارے
تیر کی پرانی نشانی موجود تھی

سلمان! میرے بھائی! اس نے سلمان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا آپ اتنے
اچھے کیوں ہیں؟ سعید کہتا تھا کہ اب میرے لیے سلمان کے احسانات کا بو جھانا
قابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ پھر اس نے دوسرے ہاتھ سے سعید کا بے جان ہاتھ
پکڑ لیا۔

سعید! اب تم اپنے دوست سے یہ کہہ سکتے ہو کہ میں زندگی کے ہر بو جھ سے آزاد
ہو چکا ہوں اس کی نگاہیں منصور کے چہرے پر مرکوز ہو کر رہ گئیں، سمیعہ نے اسے
اپنی ناگوں سے چمنار کھاتھا۔

چند تائیے بعد وہ دوبارہ سلمان کی طرف متوجہ ہوئی بھائی جان! بھائی جان!!
اب اس دنیا میں آپ کے سوا منصور کا کوئی نہیں جتنی جلدی ہو سکے اسے لے کر آپ
یہاں سے نکل جائیں! اور ہمیں اسی جگہ دفن کر دیجیے

سلمان خاموش تھا اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے
نائیکہ نے اکھڑے اکھڑے چند سانس لینے کے بعد کہا آپ کو معلوم ہے کہ
میری آخری خوانش کیا ہے؟

نائیکہ! سلمان نے کرب انگیز لہجے میں کہا میں تمہاری ہر خوانش پوری کروں گا
میں چاہتی ہوں جب ترکوں کا جنگی بیڑا آئے تو میری روح اندلس کے ساحل
پر اس کا استقبال کر رہی ہو

اور بدریہ

آپ کے لیے پھولوں کے ہار اٹھائے کھڑی ہو وہ ایک عظیم عورت ہے پروتار
اور عظیم! آپ اسے بھول تو نہیں جائیں گے؟

نہیں! ہرگز نہیں!! اس نے کانپتی ہوئی آواز میں جواب دیا
نفاہت کے باعث نائیکہ کی آواز آہستہ آہستہ ڈوب رہی تھی وہ کچھ دیر آنکھیں
بند کیے بے حس و حرکت پڑی رہی۔ پھر اچانک اسے کھانسی آئی اس نے آنکھیں
کھولیں اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے خون کی دھار بہہ نکلی اور اس نے اپنا سر
سعید کے سینے پر رکھ دیا۔

سعید! سعید!! میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سعید! سعید!! سعید!!
اس نے آخری بار جھرجھری لی اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈوبتی ہوئی آواز ہمیشہ کے
لیے خاموش ہو گئی
نائیکہ! نائیکہ!!

مسلمان بے چارگی کی حالت میں ان کی نبضیں ٹٹول رہا تھا، مگر اندھیری رات
کے دونوں مسافر اپنا اپنا سفر ختم کر چکے تھے!
وہ اٹھا، اپنی قبائلوچی اور ان کے سرد جسموں پر ڈال کر تارکیوں کے گہرے
بادلوں میں ڈوب گیا!

☆☆☆

سیرانوادا کے دامن میں بکھرنے والے اجالے، شب تاریک کی آمد سے پہلے
رخت سفر باندھ رہے تھے

مگر، وہ بدستور اپنے خیالوں میں گم تھا ماضی اور حال کے دریچوں میں جھانک
رہا تھا کہ اس کے کانوں میں ایک مانوس آواز نکرانے لگی

آقا! آقا!!

مسلمان كو ٻيون محسوس ٻوآ جيسو كوئي اسو خواب سو بيدار كر رها هوو سانبها! تو
اسو عثمان جنهنجو ٿر رها تها يه ديكهيس دوآ شمس!
ووه كس طرف سو آنو تھو؟

اس نو كرب انگيز لڄو ميں عثمان سو ٻو چها
عثمان نو اٻنو آنسو ٻو پنجهتو هوئو جواب ديا جناب! نهيم معلوم نهيم هم نار
كو اندر چلو گئو تھو اور انبو نو هميں ايك كو نو ميں بٹھا ديا تها۔
ٻھروءا چانك نار كو سامنو آ گئو

منصور كي خاله اور مامو جان نو ان ٻر تيز چلا ديو اس كو بعد ووه جهاڙيوں
كي آڙ ميں ريگئو هوئو پيچھو بٹنو لگو خاله ناتكو نو منصور كو مامو سو كها
كو ميرو باٻ كا قاتل زندو نهيم جاسا تها اور ووه تير چلاتو هوئو نار سو باهر نكل
آئو۔

اب عتبو نو اٻنو ساتهيوں كو حملاو كرنو كا حڪم ديا۔ سعيد كو مامو نو سامان
ٻڃينك كرتاو ار نكال لي اور ان ٻر ٿوٺ ٻڙا۔ يه دو آدمي انبو نو جي قتل كيو تھو۔
ليكن ووه خود بهي بري طرح زخمي هو چڪو تھو عتبو كو منصور كي خاله كو ٻلنجي كي گولي لگي تھي
ليكن اس نو جهاڙي كي اوٺ سو تير چلا ديا اور دوسرو آدمي نو انهيں خنجر مار كر گرا
ديا ميں اور منصور بهي نار سو نكل آئو اور هم نو خاله ناتكو كو قاتل كو تيروں سو
گمائل كر ديا تها۔ ان دو آدميوں ميں سو بهي، ايك زخمي هونو كو بعد اٹھنو كي
كو شش كر رها تها ليكن سميعو نو اس كو سر ٻر ٻٽھر مار كر بلاك كر ديا تها۔ ٻھر عتبو جو
ٻلنجي كي گولي لگئو سو زخمي هوا تها اچانك جهاڙيوں سو نكل كر بھاگا تو منصور كو
مامو لبو لبان هونو كو باوجود اس كو پيچھو هو ليو

مسلمان كچه دير خاموش كھڙا رها، ٻھر اس نو جلدي سو منصور كو اٹھا كر گئو لگا ليا
اور ووه سيلاب جواب تڪ اس كي آنڪھو ميں ركا هوا تها اچانك بهو ڪا۔

کچھ دیر بعد پڑوس کی بستی سے تیس چالیس آدمی وہاں پہنچ چکے تھے اور سہ پہر کے وقت سعید اور عاتکہ کی قبروں پر مٹی ڈالی جا رہی تھی اور پھر جب سورج مغرب کی طرف بلند پہاڑ کی اوٹ میں روپوش ہو چکا تھا تو وہ شہیدوں کو اپنی آخری دعاؤں اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے۔



دوسرے روز وہ سیرانوادا کی برفانی چوٹیوں سے کترا کر اس سلسلہ کوہ میں سفر کر رہے تھے، جس کی ڈھلوانیں ساحل سے جا ملتی ہیں ایک دن بعد دو پہر کے وقت انہیں ساحل سے آٹھ میل دور ایک بستی میں داخل ہوتے ہی دوسرے لوگوں کے ساتھ عبدالملک او داس کے ساتھی دکھائی دیے اور مسلمان کو معلوم ہوا کہ وہ ابو یعقوب کی بستی میں ان کا انتظار کرنے کی بجائے، جدا جدا راستوں سے وہاں پہنچ گئے تھے۔

عبدالملک نے اس عرصے میں نہ صرف پندرہ بیس ساحلی علاقوں میں دشمن کے جہازوں کی نقل و حرکت کے متعلق تمام معلومات مہیا کر رکھی تھیں بلکہ آس پاس کے علاقے سے از خود پچیس تیر بہ کار ملاحوں کو بھی جمع کر لیا تھا یہ نو جوان ملاح بڑے تپاک سے آگے بڑھ کر مسلمان سے مصافحہ کر رہے تھے اور اس کے ہاتھ چوم رہے تھے۔

کھانا کمانے کے بعد مسلمان نے تبنائی میں عبدالملک سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہمیں زیادہ سے زیادہ تین دن اور اپنے جہاز کا انتظار کرنا پڑے گا۔ تم چند قابل اعتماد آدمیوں سے لکڑی اور سوکھی گھاس کے گٹھے اٹھوا کر مشرق کی طرف بستی سے کچھ دور لے جاؤ اور وہاں بلند ترین پہاڑیوں پر ایک قطار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چارالاؤ جلا دو

ایک الماؤرات کا پہلا پہر ختم ہونے کے بعد مجھ جانا چاہیے اس کے بعد تمہیں
 دوسرا الماؤ آدھی رات، تیسرا پچھلے پہر اور چوتھا صبح ہوتے ہی بجھا دینا چاہیے اگلی
 رات الماؤ جلانے اور بجھانے کی ترتیب اس سے مختلف ہوگی۔ لیکن روشنی کسی ایسی
 ڈھلوں میں نہیں ہونی چاہیے کہ ساحل کے آس پاس سے نظر آ سکے۔ انشاء اللہ تیسری
 شب اگر موسم خراب نہ ہو یا اور کوئی وجہ نہ ہو گئی تو آدھی رات اور پچھلے پہر کے
 درمیان کسی وقت بھی ہمارا جہاز اس ساحل پر پہنچ جائے گا۔
 یہ پورا ہفتہ ہمارے دو جہاز سمندر میں گشت کرتے رہیں گے۔



عثمان بھاگتا ہوا آیا اور اس نے کہا جناب! جمیل کے ساتھ دو سوار آرہے ہیں وہ
 اٹھ کر باہر نکلے تو جمیل اور اس کے ساتھی بستی کے سردار کے مکان کے سامنے
 گھوڑوں سے اتر رہے تھے۔

سلمان نے کہا میرا خیال تھا کہ تم یوسف کے ساتھ رہو گے
 ہمیں انہوں نے تاکید کی تھی کہ جب پہلا قافلہ التجارہ کے قریب پہنچے تو ہم
 دوسرے راستے سے عورتوں اور بچوں کو لے کر آپ کے پاس پہنچ جائیں، چنانچہ پانچ
 خواتین اور گیارہ بچوں کے علاوہ سات آدمی بھی ہمارے پیچھے آرہے ہیں
 ولید تمہارے ساتھ نہیں آیا؟

نہیں! وہ اپنے والدین اور عزیزوں کو دوسرے قافلے کے ساتھ التجارہ پہنچانے
 کے بعد کوئی فیصلہ کرے گا ہاں! یوسف کی بیوی قافلے کے ساتھ آ رہی ہیں
 سلمان نے پوچھا قافلہ کب تک پہنچ جائے گا؟

جناب! انشاء اللہ وہ پرسوں صبح تک یہاں پہنچ جائیں گے ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں
 آپ کا جہاز ہم سے پہلے ہی روانہ نہ ہو جائے۔ اس لیے میں آپ کو اطلاع دینے چلا
 آیا ہوں۔

سلمان نے کہا انہیں اب یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ تم اسی وقت واپس چلے جاؤ! اور میری طرف سے یہ پیغام دے دو کہ وہ راستے ہی میں ساحل سے کچھ دور کسی محفوظ جگہ رک جائیں اور مکمل سے آدھی رات کے بعد پہاڑی کی چوٹی پر اٹاؤ جلاتے رہے۔ ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا ہوگا۔ اس لیے تمہیں ساحل سے بالکل قریب رہنا چاہیے اب تم جاؤ! اور اپنے تھکے ہوئے گھوڑوں کی جگہ ہمارے گھوڑے لے جاؤ۔ وہ نسبتاً تازہ دم ہیں

تھوڑی دیر بعد جمیل روانہ ہو چکا تھا



واپسی

تیسرے روز آدھی رات کے قریب ایک جنگی جہاز ساحل سے کچھ دور لنگر ڈالے کھڑا تھا اور ایک کشتی سلمان کو لانے کے لیے ساحل کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔

ایک گھنٹہ بعد جہاز کے افسر اور ملاح اپنے کپتان اور اس کے ساتھیوں کا مسرت کے نعروں سے استقبال کر رہے تھے۔

سلمان کچھ دیر خاموشی سے اپنے ان جاٹاروں کو دیکھتا رہا اور یہ سکوت اس وقت ٹوٹا جب جہاز کے نائب کپتان نے سوال کیا

جناب! آپ غرناطہ سے کیا خبر لائے ہیں؟

سلمان کے دل پر ایک چپکا سا لگا اور اس نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لیے منصور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

میرے دوستو! میں آپ لوگوں کو جو اہم ترین خبر سنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے جس بزرگ کو غرناطہ پہنچانے کے لیے بھیجا گیا تھا، ان کا نواسہ آپ سے جہاز رانی سیکھنے کا عزم لے کر آیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسے مایوس نہیں کریں گے۔ اور یہ معزز حضرات جو آپ میرے ساتھ دیکھ رہے ہیں، اہل غرناطہ کی طرف سے امیر البحر کے لیے ایک اہم پیغام لے کر جا رہے ہیں

غرناطہ کا ایک اور چھوٹا سا قافلہ جس میں چند معزز خواتین اور ان کے بچے شامل ہیں یہاں سے چند میل دور ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاز کا ایک حصہ خواتین اور بچوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور باقی دوسرے مہمانوں کے لیے اور ان کو آرام پہنچانے میں بھی کسی بخل سے کام نہ لیا جائے۔

مجھے معلوم ہے کہ تم غرناطہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے سخت بے چین ہو، لیکن تمہکے ہوئے مسافروں کو جہاز پر سوار ہوتے ہی آرام کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت تم ان سے کوئی اور سوال پوچھو گے تو تمہیں آنسوؤں کے سوا کوئی جواب نہیں

ملے گا اور شاید میری حالت بھی ان سے مختلف نہیں

اس وقت میں آپ کو تاریخ کے ایک عظیم ترین المیے کی ساری تفصیلات نہیں سنا سکتا صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ غرناطہ پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے
یہ کہتے ہوئے سلمان کی آواز بیٹھ گئی اور اس کے ساتھی اضطراب کی حالت میں اپنے اولوالعزم راہنما کی طرف دیکھ رہے تھے کسی کو اس سے کچھ اور پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی

سلمان نے اپنے نائب کو چند ہدایات دیں اور عرشے پر آہستہ آہستہ بلانا شروع کر دیا جہاز کھلے ساحل کے ساتھ ساتھ مغرب کا رخ کر رہا تھا اور تین گھنٹے بعد ملایا دو بارہ لنگر ڈال رہے تھے۔

تموڑی دیر بعد مسافروں کو لانے کے لیے دو کشتیاں روانہ ہو چکی تھیں۔



طلوعِ سحر کے وقت سلمان ساحل سے چند میل دور عرشے کے جنگلے کے ساتھ کھڑا جنوب کے پہاڑوں کی طرف دیکھ رہا تھا جن کے پیچھے کوسوں دور ایک ویرانے میں وہ خاتکہ اور سعید کی قبریں چھوڑ آیا تھا۔

گزشتہ چند دنوں میں وہ کتنی بار سوتے جاگتے ان قبروں کا طواف کر چکا تھا۔ کتنے آنسو تھے جو وہ اپنے ساتھیوں سے چھپ چھپ کر بہا چکا تھا۔

پھر ان ویرانوں سے آگے وہ غرناطہ کے پر شکوہ ایوانوں، باروق بازاروں اور گلیوں کو دیکھ رہا تھا اندلس کی تاریخ کے کتنے ہی اجالے اور اندھیرے تھے جو ایک ایک کر کے اس کی نگاہوں کے سامنے گزر رہے تھے۔

وہ ساحل کی ان سنگاخ چٹانوں سے دور مجاہدین اندلس کے ان قافلوں کو بھی دیکھ رہا تھا جن کی راہوں کے گرد و غبار میں فرزندِ اسلام کے ماضی کی تلمتیں پوشیدہ تھیں اور پھر وہ ان لمحات کا تصور کر رہا تھا جب فرڈیننڈ کی افواج غرناطہ میں

داخل ہو رہی تھیں۔

وہ طارق اور عبدالرحمن کی بیٹیوں کی آمد و بکاسن سکتا تھا وہ غرناطہ کے ان بوڑھتوں اور جوانوں کی ذلت و رسوائی کے لہجہ اش مناظر دیکھ سکتا تھا، جن پر رحم اور رنجش کے سارے دروازے بند ہو چکے تھے اور پھر وہ ان غداروں کے قہقہے بھی سن سکتا تھا، جو ایک مدت سے دشمن کے استقبال کی تیاریاں کر رہے تھے۔

اندلس کے پر شکوہ ماضی اور اندونہاک حال کی ساری داستانیں سے ایک خواب اور ایک وہم محسوس ہو رہی تھیں۔

اور پھر جیسے کوئی ڈوبتا ہوا انسان تنکوں کا سہارا لے رہا ہو، اسے بدریہ کا خیال آیا اور چند ثانیے اس کی حالت اس مسافر کی سی تھی جو رات کے اندھیرے میں ایک لقمہ و دق صحرا میں بھٹکنے کے بعد اچانک افق پر صبح کا تارادیکھ رہا ہو۔ اس کے کانوں میں دیر تک ماتکہ کے آخری الفاظ گونجتے رہے۔

میں چاہتی ہوں کہ جب ترکوں کا جنگی بیڑا آئے تو میری روح اندلس کے ساحل پر ان کا استقبال کر رہی ہو اور بدریہ آپ کے لیے پھولوں کے ہار اٹھائے کھڑی ہو وہ ایک عظیم عورت ہے پروتا اور عظیم آب اسے بھول تو نہیں جائیں گے؟ اس کا دل بے طرح دھڑک رہا تھا بدریہ! بدریہ!! میں تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں! اور پھر وہ اپنی زندگی کی دو تاریک راتوں کا تصور کر رہا تھا ایک وہ رات تھی جب اس نے پہلی بار بدریہ کے گھر میں قدم رکھا تھا اور دوسری وہ جب ابو نصر کے گھر میں اسے خدا حافظ کہہ رہا تھا اور ان دو راتوں کے درمیان کتنے ہی واقعات تھے جو اب داستان ماضی بن چکے تھے۔

سلمان کو دیر تک اپنے گروپ پیش کا کوئی احساس نہ تھا اور پھر کسی نے اس کے کندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا سلمان!

وہ چونکا

اور بدریہ کی آواز اس کی گہرائیوں تک اترتی چلی گئی
اس نے مڑ کر دیکھا اور دونوں کی نگاہوں کے درمیان آنسوؤں کے پردے
حائل ہو گئے

اسماء اس کے پیچھے کھڑی تھی
سلمان نے جلدی سے اسے اٹھا کر گئے لگایا
چچا جان! اس نے سکیاں لیتے ہوئے پوچھا منصور کہاں ہے؟
میری بیٹی! وہ سو رہا ہے سلمان یہ کہہ کر بدریہ کی طرف متوجہ ہوا کیا آپ کو پتا چل
گیا ہے کہ ہم پر کیا ہمتی ہے؟

اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا مجھے عثمان نے جہاز پر سوار
ہوتے ہی تمام واقعات سنا دیے تھے
وہ کچھ دیر خاموش رہے دونوں کی نمناک آنکھیں جنوب کے پہاڑوں میں کوئی
چیز تلاش کر رہی تھیں

پھر عثمان نے اطلاع دی جناب! ایک خاتون آپ کو یا فرما رہی ہیں وہ کہتی ہیں
کہ میں آپ کو کوئی ضروری پیغام دینا چاہتی ہوں
بدریہ نے کہا وہ خاتون چچی خالدہ ہوں گی ٹھہریے! میں بھی آپ کے ساتھ چلتی
ہوں

چچی خالدہ؟

وہ یوسف کی بیوی ہیں

پھر وہ جہاز کے ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں ایک معمر اور باوقار خاتون
ان کا انتظار کر رہی تھیں

خالدہ نے کہا انہوں نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں یہ خط بذات خود آپ کے ہاتھ
میں دوں لیجئے!

مسلمان خط کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ یوسف نے لکھا تھا:
 میرے ساتھی! اس سے پہلے کہ میرا خط آپ کو ملے ابو عبد اللہ
 غرناطہ کی کنبیاں فرڈیننڈ کو پیش کر چکا ہوگا
 اور اس کے بعد ہمارا کوئی وطن نہیں ہوگا

فرزدان غرناطہ دھڑکیں مار مار کر رہ رہے ہوں گے بزرگان
 دین کی سفید ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوں گی اور دختران
 اندلس اپنے سر کے بال نوچ رہی ہوں گی

میں نے دیکھا ہے کہ جب طوفان آ رہا ہو تو پرندے اچانک
 خاموش ہو جاتے ہیں یہی حالت آج اہل غرناطہ کی ہے آج
 میں نے ان لوگوں کو بھی گم سم دیکھا ہے جو سینما کے راستے
 مکمل جانے پر مسرت کے انحرے اگایا کرتے تھے آج غرناطہ
 کا ہر آدمی دوسرے آدمی سے یہی سوال کرتا ہے کہ اب کیا ہو
 گا؟

میں بھی آخری قافلے کے ساتھ نکل جاؤں گا وہ لہجراش مناظر
 نہیں دیکھ سکوں گا جن کے تصور سے میری روح لرزتی ہے۔
 مجھے معلوم نہیں کہ جو لوگ آپ کے ساتھ جا رہے ہیں، وہ
 اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوں گے۔ لیکن ایک
 بات واضح ہے کہ ان کے جلد یا بدیر لوٹنے سے کوئی فرق نہیں
 پڑے گا اور اگر آپ یہاں پہنچتے ہی واپس چلے جاتے تو بھی
 شاید کوئی فرق نہ پڑتا اب غرناطہ ہمارے ہاتھوں سے جا چکا
 ہے۔

اور اس کے بعد ہماری تمام امیدیں کوہستانی جنگجو قبائل کے

ساتھیہ ابستہ ہیں۔ اس لیے میں آپ کے ساتھیوں کو یہ پیغام
 دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک زمانہ ایک نئی کمرہ نہیں
 لے لیتا اور قبائل منظم اور متحد ہو کر اجتماعی جہد کے قابل
 نہیں ہو جاتے، اس وقت تک انہیں واپس آنے کی بجائے
 وہیں رہنا چاہیے

میرے عزیز!

ہم پر ایک ایسا وقت بھی آ سکتا ہے جب اندلس کے مقبوروں
 مجبور مسلمانوں کے لیے ہجرت کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، ایسی
 صورت میں اگر ہمارے لیے ہجرت کے راستے بھی کھلے رہ
 سکیں تو یہ بھی آپ لوگوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

سردست میں اندلس نہیں چھوڑ سکتا، اس لیے آپ میری بیوی
 کو مراش تک پہنچانے کا انتظام کر دیں۔ وہاں اس کے
 رشتے دار موجود ہیں۔ باقی لوگ بھی مراش یا الجزائر میں
 اپنے عزیزوں کو تلاش کر لیں گے۔

زمانے کے طوفانوں میں ہمیں ہنس ماقات یہ بھی خیال نہیں
 رہتا کہ زندگی کی کتنی راحتیں تھیں جو ہم وقت کے بے رحم
 ہاتھوں سے چھین سکتے تھے

میرے دوست! امید سے ملاقات کے بعد مجھے اس بات پر
 حیرت ہوئی تھی کہ تم بدریہ کو غرناطہ چھوڑ آئے ہو کیا مجھے یہ کہنے
 کی ضرورت تھی کہ مستقبل کی آندھیوں کا سامنا کرنے کے
 لیے تمہیں ایک دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہے!

یوسف

سلمان نے خط پڑھ کر بدریہ کے ہاتھ میں دے دیا
چند ثانیے اس کے چہرے پر سرخ و سپید لہریں دوڑتی رہیں پھر اس کی آنکھوں
میں آنسو امانڈ آئے۔

-----The End-----اختتام-----